يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (القرآن) (التحريم)

اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں

بیہودہ موسیقی
ٹیلی فون
ڈش
رسائل
ٹی وی
کیبل
نامحرم تصاویر
غیر محرم کا داخلہ
خادمات

روبینہ نقّاش

مومنین کے اوصاف و کمالات

قرآن مجید کے پارہ نمبر اٹھارہ میں سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کا ترجمہ اور مختصر تشریح پیش خدمت ہے۔ جس میں مومنین کے اوصاف وکمالات کو بیان کیا گیا ہے۔ جن کو اپنا کر انسان جنت الفردوس کا وارث بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ترجمہ۔

۱۔ یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی۔ ۲۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔ ۳۔ جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں

۴۔ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ ۵۔ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

۶۔ سوائے اپنی بیویوں اور کنیزوں کے جو ان کے قبضہ میں ہوں کیونکہ ان کے معاملے میں ان پر کوئی ملامت نہیں۔

۷۔ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کر جانے والے ہیں۔

۸۔ جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں۔ ۹۔ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔

۱۰۔ یہی لوگ وارث ہیں۔ ۱۱۔ جو فردوس کے وارث ہونگے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

محترم قارئین! ان آیات میں قرآن مجید کے آغوش تربیت میں پرورش پانے والے انسان کو جن خوبیوں اور اوصاف وکمالات کا حامل ہونا چاہیئے ان کا ذکر ہے۔ جو شخص بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو تو ادب و نیاز کا پیکر بن جائے، اس کا ہر لمحہ سنجیدہ اور مفید مصروفیات میں ایسا گھرا ہو کہ اسے بیکار اور بیہودہ مشاغل میں شرکت کی فرصت ہی نہ ملے۔، جو اپنی نفسانی اور شہوانی خواہشات کی تکمیل میں بے راہ روی کا شکار نہ ہو، جس امانت کی حفاظت اور جو دینی وملی ذمہ داری اسے سونپی جائے اس میں وہ خیانت کا مرتکب نہ ہو اور جو عہد و پیمان وہ کرے اس کو ہر قیمت پر نبھائے۔

جو شخص ایسی خوبیوں کا مالک ہو اس کے سر پر اگر فلاح دارین کا تاج نہیں رکھا جائے گا تو کس کے سر پر رکھا جائے گا؟۔ فردوس بریں کی بہاریں اگر اس کے لیے چشم براہ نہ ہوں گی تو اور کس کے لیے ہوں گی۔ مندرجہ بالا آیات میں ان ہی صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ جن کو اپنا کر انسان جنت الفردوس کا وارث بن سکتا ہے۔

<u>نماز میں خشوع، عاجزی اور انکساری کرنا:۔</u> نماز میں خشوع کا یہ مطلب ہے کہ انسان اپنی ساری توجہ نماز میں مرکوز کر دے، اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے منہ پھیر لے اور وہ اپنی زبان سے جو تلاوت اور ذکر کرتا ہے اس کے معانی میں غور وتدبر کرے۔ ایمان والوں کی سب سے پہلے یہ شان بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں خوف الٰہی رکھتے ہیں، عاجزی وانکساری اور سکون کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، دل حاضر رکھتے ہیں، نگاہیں نیچی ہوتی ہیں، بازو جھکے ہوتے ہیں اور ان کی نماز اللہ رب العزت کے حضور عاجزی وانکساری کا مظہر اتم ہوتی ہے۔ آدمی کی پوری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ نماز کے وقت اس کا دل اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ وہ زبان سے کہہ رہا ہو وہی اس کے دل کی آواز بھی ہو۔

<u>لغویات سے منہ موڑنا۔</u> "لغو" ہر اس بات اور کام کو کہتے ہیں جو فضول، لایعنی اور لاحاصل ہو جن باتوں یا کاموں کا کوئی فائدہ نہ ہو سب "لغویات" ہیں۔ ایمان والے لغویات کی طرف توجہ نہیں کرتے، ان کی طرف رخ ہی نہیں کرتے، ان میں کوئی دلچسپی ہی نہیں

لیتے، جہاں ایسی باتیں ہورہی ہوں یا ایسے کام ہورہے ہوں وہاں جانے سے پرہیز کرتے ہیں، ان میں حصہ لینے سے اجتناب کرتے ہیں، مومن کا تو ہر لمحہ بڑا قیمتی ہے۔ اس کو فرصت ہی کہاں کہ وہ بیکار اور فضول کاموں میں شرکت کرسکے۔ مومن ایک حلیم، نرم دل، دانش مند، دوراندیش، پاکیزہ مزاج اور خوش ذوق انسان ہوتا ہے۔ بیہودگیوں سے اس کی طبیعت کو کسی قسم کا لگاؤ نہیں ہوتا۔

زکوۃ کا ادا کرنا:۔ مومن وہ غنی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق سے اس کے حکم کے مطابق زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض مفسرین نے یہاں "زکوۃ" کے لغوی معنی (پاکیزگی) مراد لیے ہیں، یعنی مومن ایسے اعمال صالحہ کرتا ہے جو روح و قلب کے تزکیہ کا باعث بنتے ہیں۔

شرم گاہوں کی حفاظت کرنا:۔ دین اسلام دین عفت و عصمت ہے۔ اسلام نے ہمیں عزتوں کا محافظ بنایا ہے۔ ایمان والے اپنے جسم کے تمام شرم حصوں کو چھپا کر رکھتے ہیں یعنی عریانی سے پرہیز کرتے ہیں۔ ایمان والے شرم وحیا کے پیکر ہوتے ہیں۔ عیاشی، فحاشی اور عریانی سے دور بھاگتے ہیں اور احکام الٰہی سے بغاوت کے مرتکب نہیں ہوتے۔

امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرنا:۔ ہر قسم کی ذمہ داری جو انسان اپنے ذمہ لیتا ہے خواہ اسکا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے یہ امانت اور عہد کہلاتا ہے۔ گفتار سے ہو یا کردار سے اس کا پورا کرنا مسلمان کی امتیازی شان ہے۔ ملت اسلامیہ کا ہر فرد اسلامی معاشرہ کا ایک ذمہ دار فرد ہونے کی حیثیت سے جو فرائض اس پر عائد ہوتے ہیں اور جو عہد و پیمان وہ کسی سے کرتا ہے ان سب کو بخوبی سرانجام دینا مومن کی خصوصی صفات میں سے ایک اہم صفت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عہد شکنی اور امانت میں خیانت کو منافق کی علامت قرار دیا ہے۔

نمازوں کی نگہبانی کرنا:۔ نمازوں کی نگہبانی اور حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ اوقات نماز، آداب نماز، ارکان نماز غرض نماز سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کی پوری نگہداشت کرنا۔ ایمان والے صحیح وقت پر نماز ادا کرنے کی فکر کرتے ہیں نمازوں کی حفاظت کو فلاح و کامیابی کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ایمان لاکر کامیاب ہونے والوں کی صفات کی ابتداء بھی نماز سے کی گئی ہے اور اختتام بھی نماز پر ہی ہوا ہے۔ اس سے نماز کی دوسرے اوصاف و خصائل پر اہمیت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے

جنت الفردوس کا وارث ہونا:۔ تمام اخلاق حسنہ اور صفات عالیہ سے موصوف ہونے والے افراد کا ذکر کرنے کے بعد یہ فرمادیا کہ یہی وہ خوش نصیب ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہیں۔ جو لوگ بھی قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کے احکامات کو مان کر مندرجہ بالا اوصاف اپنے اندر پیدا کرلیں گے اور ان کے پابند ہوجائیں گے دنیا اور آخرت کی کامیابیاں و کامرانیاں ان کا مقدر بنیں گی۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ان اوصاف پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں اور جنت الفردوس کا وارث بنائیں۔ آمین۔

میری زندگی کا مقصد ترے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

دعا گو:

مسز زہرہ ارشاد

پرنسپل جناح جامع سکول اینڈ کالج بہاری پور

اپنے گھروں کو
بربادی
سے بچائیں
www.KitaboSunnat.com
دار الابلاغ
DARULIBLAGH
روبینہ نقاش
دارُالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
فون: 0300- 4453358

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں

تالیف واعداد.................................. روبینہ نقاش

نظرثانی.................................. طاہر نقاش

آٹھواں ایڈیشن.................................. اکتوبر 2008ء

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

لاہور۔ دارالاندلس ۔مرکز القادسیہ 7230549۔ دارالسلام شوروم 7232400۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585۔ مکتبہ سلفیہ 7237184۔ کتاب سرائے 7320318۔ اسلامی اکیڈمی 7357587۔ نعمانی کتب خانہ 7321865۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228۔ مکتبہ دارالھدیٰ 7639557۔ البلاغ ۔

راولپنڈی۔ تجلیات طیبہ کشمیری بازار۔ 5635188۔ اسلام آباد۔ المسعود اسلامک بکس 2261356۔ البلاغ ۔

کراچی۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز 7787137، مکتبہ دارالقرآن، 021-2211998 علمی کتب خانہ اردو بازار ۔

فیصل آباد۔ مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار، 631204۔ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار 0300-6628021,041-2629292

پشاور۔ معراج کتب خانہ 214720۔ حیدر آباد۔ مکتبہ دعوت التلفیہ 0333-2607264

سیالکوٹ۔ مکتبہ رحمانیہ، ناصر روڈ سیالکوٹ 052-4591911

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 00300-4453358, 042-7[illegible]877

آئینہ کتاب

دعوتوں ملاقاتوں میں مردوں کو عورتوں سے علیحدہ نہ رکھنا

گھریلو ڈرائیوروں اور خادموں کے فتنے

ٹیلی فون کے شر سے بچیں

شرکیہ تہذیب سے اجتناب

گھروں کو جانداروں کی تصاویر سے پاک کریں

مجلّات کا فتنہ

گھر کو جنت کیسے بنائیں؟

حرف آغاز

''گھر'' مسلم امت کے دفاع کیلئے قلعے ہیں

مسلم خاندان کی تعمیر و تہذیب میں صحیح اسلامی ماحول سے آراستہ گھر بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ گھر اور گھر کا ماحول اگر قابلِ رشک اور پُر بہار و پُرسکون پُر وقار و پُر ستائش ہوگا تو وہ اپنے باسیوں کے لیے بھی اور اپنے قرب و جوار، اردگرد کے ہمسایوں محلّہ و بستی اور شہر و ملک کے لیے دنیا میں ہی جنت کا نمونہ ہوگا۔ اور اللہ نہ کرے اگر گھر اور اس کے باسی بدتہذیب' غیر متمدن' مذہب سے دور' اخلاقیات سے عاری' اسلامی قدروں کے باغی' فحاشی و عریانی کے رسیا' اللہ تعالیٰ کے احکامات کی کھلم کھلا بغاوت کرنے والے ہوں گے تو یہ گھر برائیوں کی آماجگاہ بن کر اپنے باسیوں کے لیے بھی اور محلّہ و بستی اور ملک و قوم کے لیے بھی وبال جان اور جہنم کا نمونہ بن جائے گا۔ اچھے اور مثالی گھروں سے ہی مثالی شہر جنم لیتے ہیں اور مثالی شہروں سے مثالی ملک اور قومیں دنیا میں ابھرتی ہیں۔

آج ہم اس ترقی یافتہ دور میں' روپیہ پیسہ کی دوڑ میں' باقی تمام کاموں کو تو انتہائی اہمیت دیتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک صرف گھر ہی ایسی چیز رہ گئی ہے کہ جس کو ہم توجہ و اہمیت کے قابل نہیں سمجھتے۔ صبح منہ اندھیرے کے نکلے رات گئے کچھ دیر کے لیے گھر میں آتے ہیں اور لمبی تان کر سو جاتے ہیں۔ صبح ہوتے ہی پھر بھاگم بھاگ ناشتہ کر کے جلدی سے دنیا کی دوڑ میں شامل ہونے کے لیے گھر سے نکل جاتے ہیں' کہ ہمیں بہت ضروری کام ہے' ہم بہت مصروف ہیں۔ ہم نے ابھی بہت سے امور نمٹانے ہیں' اگر لیٹ ہو گئے تو بہت سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ یوں

ہمارا تعلق اپنے گھروں سے صرف چند گھنٹے سونے کی ایک جگہ کی حد تک رہ گیا ہے۔ ہمیں اپنے گھر کے بناؤ بگاڑ' تعمیر و تخریب' اصلاح و تربیت سے کوئی سروکار نہیں اور افراد کی اخلاقی' مذہبی' دینی و دنیاوی تربیت کی طرف ہمارا دھیان کبھی نہیں جاتا...... یہی گھر سے متعلق امور سے چشم پوشی' لاپروائی عدم توجہ گھروں کی تباہی و بربادی کا باعث بن رہی ہے۔ اس لیے کہ ہمیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ہمارے بیوی بچے کس حال میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کے مشاغل اور دلچسپیاں کیا ہیں' کیا پڑھتے ہیں' کیا لکھتے ہیں' کیا کھاتے اور کیا پیتے ہیں' کہاں اور کیسے وقت گزارتے ہیں' ان کی مجلس کیسے لوگوں کے ساتھ ہے؟؟ وغیرہ۔

گھروں کی اصلاح مسلم معاشرے کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اس لیے کہ اچھے گھروں سے ہی صالح باکردار بلند سوچ' بلند حوصلہ' بہادر' دیندار' باحیاء مہذب و مجاہد نسل پروان چڑھتی ہے جو اقوامِ عالم میں اپنی قوم کا نام روشن کرتی ہے' اسلام کی سربلندی و سرفرازی کا باعث بنتی ہے۔ اور دنیا کی امامت اور قیادت و سیادت اور عزت و توقیر کا تاج اپنے سر پر پہنتی ہے۔ دارالابلاغ نے معاشرے کی اصلاح کے پہلوؤں کو ہمیشہ مدنظر رکھا ہے تاکہ صالح اسلامی فکر کو پروان چڑھایا جا سکے۔ مندرجہ ذیل کتاب بھی ہماری انہی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس میں فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد جو عالم عرب کے بہت بڑے سکالر ہیں' کی کاوش ''تهدد البيوت'' کو بنیاد بنایا گیا ہے' کہ جس کا ترجمہ مجھے میرے استاد الشیخ ظفر اقبال صاحب نے کر کے دیا۔ یوں یہ تقریباً 40 صفحات کا کتابچہ ہوا۔ میری شریک حیات محترمہ روبینہ نقاش نے اسے دیکھا تو اس پر کام کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ لہٰذا میں نے یہ کام ان کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے اس میں بعض مقامات پر تشنگی محسوس کی۔ اس تشنگی کو دور کرنے کے لیے مزید مطالعہ کیا اور اضافہ کرتی گئیں تو یہ تحریر اپنے موضوع پر 40 صفحات سے بڑھ کر 173 صفحات کی بہترین' مفید مختصر مگر جامع کتاب کی شکل

اختیار کر گئی' جواب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ہم نے اس نئی تیار ہونے والی کتاب کا مقدمہ بھی الشیخ صالح المنجد کی اس تحریر کو بنا دیا ہے جو کہ انہوں نے اپنے کتابچہ کے شروع میں رقم کی تھی۔ محترمہ نے گھروں کی بربادی کا باعث بننے والے امور کی نشاندہی کرنے کے بعد تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھانا ضروری سمجھا یعنی ایسے امور بھی ذکر کر دیئے کہ جو گھروں کو بربادی سے بچا کر جنت کا نمونہ بنا سکیں۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر فضیلۃ الشیخ صالح المنجد کا ایک کتابچہ ''گھروں کی اصلاح کے لیے چالیس نصیحتیں'' محترم جناب محمد الیاس سلفی حفظہ اللہ کے کتابچہ ''اپنا گھر اچھا بنائیے'' سے بھی مدد لی ہے۔ اس کے علاوہ قومی اخبارات میں شائع ہونے والے جدید حقائق کو بھی مدنظر رکھا' تاکہ کتاب جدید تقاضوں کے مطابق ہو۔ اسی طرح ملک میں شائع ہونے والے مختلف ماہناموں' ہفت روزوں اور اس موضوع سے متعلق بعض دیگر کتب سے بھی استفادہ کیا ہے' تاکہ اپنے مافی الضمیر کو زیادہ بہتر سے بہتر انداز میں قاری کے سامنے پیش کر سکیں۔ اس کے علاوہ کتاب میں مذکور مسائل کے متعلق عالم عرب کے جید اور جلیل القدر شیوخ وعلماء خاص طور پر الشیخ عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم سعودی عرب کے فتاویٰ کو بھی شامل کر دیا ہے، تاکہ مذکورہ مسئلہ کا حکم شریعت کی روشنی میں نکھر کر سامنے آ جائے۔ یوں اس کی افادیت اب یقیناً کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ فللہ الحمد۔ اللہ کریم سے دعاء ہے کہ وہ ہماری ان کاوشوں کو خالص اپنی رضا کے لیے کر لے اور ان کو قبول فرما کر ہمارے لیے اور ہمارے والدین واساتذہ کے لیے ذریعہ نجات بنائے اور عامۃ المسلمین کے لیے ذریعہ رشد و ہدایت بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

خادم کتاب وسنت

محمد طاہر نقاش

۲۹ مئی ۲۰۰۲ء لاہور

مقدمہ

بربادی سے بچنے والوں کے لیے ہدایات

تمام تعریفات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں اور ہم اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے (بھی) اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جس کو اللہ ہدایت دے دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جس کو وہ گمراہ کر دے کوئی اس کو ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ اکیلے کے علاوہ کوئی معبود (برحق) نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

امابعد: ...... یقیناً گھروں کی اصلاح بہت بڑی امانت اور بہت بھاری ذمہ داری ہے۔ ہر مسلم مرد اور ہر مسلم عورت کو چاہیے کہ اس ذمہ داری کو اسی طرح نبھائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا' اور اللہ کریم کے بتائے ہوئے طریقہ پر ہی گھر چلانا ضروری ہے۔ اس بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے گھروں کو منکرات سے پاک کر دینا ضروری ہے۔ اس کتاب میں ان برائیوں پر تنبیہ کی گئی ہے جو بعض گھروں میں واقع ہو چکی ہیں اور وہ کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں۔ جو امت کی آنے والی نسلوں کے شفقت بھرے ٹھکانوں کے خلاف توڑنے والے ہتھوڑے بن گئے۔ اور مسلم کنبوں کے خفیہ گوشوں میں تخریب کاری والے اڈے بن گئے ہیں۔

اس کتابچہ میں بعض برائیوں کی نشان دہی کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی ناصحانہ انداز میں بعض اعمال حرام پر تنبیہات کی گئی ہیں۔ نصیحت کا مقصد یہ ہے کہ جو کوئی حق پر چلنا چاہے تو برائی کو مٹانے کا وہی طریقہ اپنائے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے:

"تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اسے روکے۔ اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھے تو اپنی زبان سے روکے' اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو اپنے دل میں اس کو برا جانے' اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"[1]

اور ایک داعی انسان کیلئے یہ نصیحتیں احتیاطی تدابیر بن جائیں گی ان شاء اللہ۔

میں اللہ کریم' رب عرش عظیم سے دعاء کرتا ہوں کہ اس کے ذریعے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو نفع دے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔

نیک دعاؤں کا طالب
محمد صالح المنجد
سعودی عرب

---

① مسلم۔ کتاب الایمان : باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان (ح ٤٩)

’’قلعہ‘‘ اور گھر کے نقب زن

’’گھر‘‘ مسلم خاندان کے لیے ایسے ہی قلعہ ہے جیسے اہل شہر بیرونی حملہ آور دشمن فوجوں سے محفوظ رہنے کے لیے قلعہ کا دروازہ بند کر کے اپنی جان بچاتے تھے۔ جبکہ حملہ آور فوجیں ان کے شکار کے لیے قلعہ کے باہر پڑاؤ ڈال کر محاصرہ کر لیتی تھیں۔ ہر مسلمان کا گھر اس کے خاندان‘ کے لیے مضبوط قلعہ ہوتا ہے۔ یہ قلعہ اس کو اور اس کے خاندان کو بدخواہوں‘ دشمنوں‘ ہنود و یہود اور اسلام کے دشمن صلیبیوں کی یلغاروں سے بچاتا ہے۔ آج کل یہودی اور صلیبی پوری دنیا میں مسلمانوں کے خاندانی سسٹم اور گھر کو تباہ کرنے کے لیے ہر طرح کی منصوبہ بندیوں میں مصروف ہیں کہ کسی طرح ان کے خاندان کو غیر مستحکم کر کے تنکوں کی طرح بکھیر دیا جائے۔

سید قطب رحمۃ اللہ علیہ مسلمان کے گھر کو قلعہ سے تشبیہہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اسلامی عقیدہ کے مطابق گھر ایک قلعہ ہے جسے انتہائی مضبوط ہونا چاہیے‘ اس کے ہر فرد کے لیے ضروری ہے کہ اس میں کسی طرح کا شگاف پیدا نہ ہونے دے‘ ورنہ یہ قلعہ اندر سے اس قدر کمزور ہو جائے گا کہ باہر سے آنے والے کسی بھی حملہ آور کو کوئی بھی مشکل پیش نہ آئے گی۔

مؤمن کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے گھر‘ اپنے اہل و

عیال میں دعوت کا کام کرے' اپنے گھر کو اندر سے مستحکم اور مضبوط بنائے' اور دعوت و تبلیغ کی غرض سے دور دراز علاقوں کا رخ کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خرابیوں کی اصلاح اور اس کی کمزوریوں کو دور کرے''۔

تلاوت کی آواز والے گھر میں آج فلمی نغمے کیوں گونجتے ہیں؟

مولانا تقی عثمانی گھروں کو بربادی سے بچانے اور ان کی اصلاح کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے اپنے دردمند دل کی تڑپ کو یوں قلم کی زبان سے بیان کرتے ہیں:

زمانہ اس تیزی سے بدل رہا ہے کہ جس انقلاب کو پہلے ایک طویل مدت درکار ہوتی تھی' اب وہ دیکھتے ہی دیکھتے رونما ہو جاتا ہے۔ آج کے ماحول کا' زیادہ نہیں' پندرہ بیس سال پہلے کے وقت سے موازنہ کر کے دیکھئے' زندگی کے ہر شعبے میں کایا ہی پلٹی ہوئی نظر آئے گی' لوگوں کے افکار و خیالات' سوچنے سمجھنے کے انداز' معمولاتِ زندگی' معاشرت' رہن سہن کے طریقے' باہمی تعلقات' غرض زندگی کے ہر گوشے میں ایسا انقلاب برپا ہو گیا ہے کہ بعض اوقات سوچنے سے حیرت ہو جاتی ہے۔

کاش! یہ برق رفتاری کسی صحیح سمت میں ہوتی تو آج یقیناً ہماری قوم کے دن پھر چکے ہوتے' لیکن حسرت اور شدت حسرت' افسوس اور ناقابل بیان افسوس اس بات کا ہے کہ یہ ساری برق رفتاری اُلٹی سمت میں ہو رہی ہے' کسی شاعر حکیم نے یہ مصرعہ مغرب کے لیے کہا تھا مگر آج یہ ہمارا اپنا حال بن چکا ہے کہ:

تیز رفتاری ہے' لیکن جانب منزل نہیں

اس بات کو کب اور کس کس عنوان سے کہا جائے کہ پاکستان اسلام کے لیے بنا تھا' اس لیے بنا تھا کہ یہاں کے باشندے احکامِ الٰہی کا عملی پیکر بن کر دنیا بھر کے

لیے ایک قابل تقلید مثال قائم کریں' لیکن ہماری ساری تیز رفتاری اس کی بالکل مخالف سمت میں صرف ہوتی رہی اور آج تک ہو رہی ہے۔ جن گھروں سے کبھی کبھی تلاوتِ قرآن کی آواز آ جایا کرتی تھی اب وہاں صرف فلمی نغمے گونجتے ہیں' جہاں کبھی اللہ رسول اور اسلاف امت کی باتیں ہو جایا کرتی تھیں' اب وہاں باپ بیٹوں کے درمیان بھی ٹی وی فلموں پر تبصرے ہی زیر بحث رہتے ہیں۔ جن گھرانوں میں کبھی کسی اجنبی عورت کی تصویر کا داخلہ محال تھا' اب وہاں باپ بیٹیاں اور بہن بھائی ایک ساتھ بیٹھ کر نیم برہنہ رقص دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں' جن خاندانوں میں کبھی حرام آمدنی سے آگ کے انگاروں کی طرح پرہیز کیا جاتا تھا' اب وہاں نسلیں کی نسلیں سود' رشوت اور قمار سے پروان چڑھ رہی ہیں۔ جو خواتین پہلے برقع کے ساتھ باہر نکلتی ہوئی ہچکچاتی تھیں' اب وہ دوپٹے تک کی قید سے آزاد ہو رہی ہیں۔ غرض اسلامی احکام سے عملی اعراض اس تیزی سے بڑھ رہا ہے کہ مستقبل کا تصور کر کے بعض اوقات روح کانپ اُٹھتی ہے۔

اس تشویشناک صورتِ حال کے یوں تو بہت سے اسباب ہیں' لیکن اس وقت اس کے صرف ایک سبب کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے' اللہ کرے کہ اسے اسی توجہ اور اہتمام کے ساتھ سن اور سمجھ لیا جائے جس کا وہ مستحق ہے۔

وہ سبب یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں جو لوگ دین دار سمجھے جاتے ہیں' وہ بھی اپنے گھر والوں کی دینی اصلاح و تربیت سے بالکل بے فکر ہو کر بیٹھ گئے ہیں' اگر آپ اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو ایسی بیسیوں مثالیں آپ کو نظر آ جائیں گی کہ ایک سربراہِ خاندان اپنی ذات میں بڑا نیک اور دیندار انسان ہے' صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے' سود' رشوت' قمار اور دوسرے گناہوں سے پرہیز کرتا ہے' اچھی خاصی دینی معلومات رکھتا ہے اور مزید معلومات حاصل کرنے کا شوقین ہے۔ لیکن اس کے گھر کے دوسرے افراد پر نگاہ ڈالیے تو اُن میں اِن اَوصاف کی کوئی جھلک خورد بین

لگا کر بھی نظر نہیں آتی' دین' مذہب' اللہ' رسول' قیامت اور آخرت جیسی چیزیں سوچ بچار کے موضوعات سے یکلخت خارج ہو چکی ہیں' ان کی بڑی سے بڑی عنایت اگر کچھ ہے تو یہ کہ وہ اپنے ماں باپ کے مذہبی طرز عمل کو گوارا کر لیتے ہیں' اس سے نفرت نہیں کرتے لیکن اس سے آگے وہ کچھ سوچتے ہیں' نہ سوچنا چاہتے ہیں۔

کوئی شک نہیں کہ ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور اولاد کی مکمل ہدایت ماں باپ کے قبضۂ قدرت میں نہیں ہے۔ نوح علیہ السلام کے گھر میں بھی کنعان پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ فریضہ تو ہر مسلمان کے ذمہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کی دینی تربیت میں اپنی پوری کوشش صرف کر دے۔ اگر کوشش کے باوجود وہ راہ راست پر نہیں آتے تو بلاشبہ وہ اپنی ذمہ داری سے بری ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس مقصد کی طرف کوئی دلی توجہ ہی نہیں کرتا' اور اُس نے اپنے تئیں دین پر عمل کر کے اپنے گھر والوں کو حالات کے دھارے پر بے فکری سے بہتا چھوڑ دیا ہے تو وہ ہرگز اللہ کے نزدیک بری نہیں ہے۔ اس کی مثال بالکل اُس احمق کی سی ہے جو اپنے بیٹے کو خودکشی کرتے ہوئے دیکھے اور یہ کہہ کر الگ ہو جائے کہ جوان بیٹا اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔

کنعان بلاشبہ نوح علیہ السلام کا ہی کا بیٹا تھا اور آخر دم تک اس کی اصلاح نہ ہو سکی' لیکن یہ بھی تو دیکھئے کہ اس کے جلیل القدر باپ نے اسے راہ راست پر لانے کے لیے کیا کیا جتن کیے؟ کیسے کیسے پاپڑ بیلے؟ کس کس طرح خون کے گھونٹ پی کر اسے تبلیغ کی؟ اُس کے بعد بھی اُس نے اپنے لیے سفینۂ ہدایت کے بجائے کفر و ضلالت کی موجیں ہی منتخب کیں۔ تو بے شک نوح علیہ السلام اس کی ذمہ داری سے بری ہو گئے لیکن کیا آج کوئی ہے جو اپنی اولاد کی اصلاح کے لیے فکر و عمل کی اتنی توانائیاں صرف کر رہا ہو۔

صرف اپنی ذات کی اصلاح کافی نہیں

قرآن کریم نے ایک مسلمان پر صرف اپنی اصلاح کی ذمہ داری عائد نہیں کی۔ بلکہ اپنے گھر والوں' اپنی اولاد' اپنے عزیز واقارب اور اپنے اہل خاندان کو راہ راست پر لانے کی کوشش بھی اُس پر ڈالی ہے۔ سرور کائنات محمد ﷺ سے زیادہ احکامِ الٰہی پر کاربند کون ہوگا؟ لیکن آپؐ پر بھی نبوت کے بعد جو سب سے پہلا تبلیغی حکم نازل ہوا وہ یہ تھا کہ:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (شعراء: ٢٦/ ٢١٤)

''اور آپؐ اپنے قریبی اہل خاندان کو (عذابِ الٰہی سے) ڈرایئے''۔

چنانچہ اسی حکم کی تعمیل فرماتے ہوئے آپؐ نے اپنے اہل خاندان کو کھانے پر جمع فرمایا اور کھانے کے بعد ایک مؤثر خطبہ دیا۔ جس کے مندرجہ ذیل جملے روایات میں محفوظ رہ سکے ہیں:

((يَا فَاطِمَةَ بِنتَ مُحَمَّدٍ' يَا صُفِيَّةَ ابْنَةَ عَبْدِالْمُطَّلَبِ' يَا بَنِيُ عَبْدِالْمُطَّلَبِ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ' سَلُوْنِيُ مَا شِئْتُمْ))

((يَا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلَبِ اِنِّيُ وَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ شَابًّا مِنَ الْعَرَبِ جَاءَ قَوْمَهُ بِأَفْضَلِ مِمَّا جِئْتُكُمْ بِهِ' اِنِّيُ قَدْ جِئْتُكُمْ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ قَدْ أَمَرَنِي اللّٰهُ أَنْ أَدْعُوكُمْ اِلَيْهِ فَاَيُّكُمْ يُوَازِرُنِي عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ عَلٰى أَنْ يَكُوْنَ اَخِيُ))

''اے فاطمہ بنت محمد!...... اے صفیہ بنت عبدالمطلب!...... اے بنی عبدالمطلب!...... مجھے اللہ کی طرف سے تمہارے حق میں کوئی اختیار نہیں۔ تم (میرے مال میں سے) جتنا چاہو مجھ سے مانگ لو۔ اے بنی عبدالمطلب! اللہ ذوالجلال کی قسم! جو چیز میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں۔ مجھے عرب میں کوئی جوان ایسا معلوم نہیں جو اپنی قوم کے پاس اِس

چیز سے بہتر کوئی شئے لایا ہو۔ میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لایا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم کو اس کی طرف دعوت دوں۔ تم میں سے کون ہے جو اس کام میں میرے ہاتھ مضبوط کرے اور اس کے نتیجے میں میرا بھائی بن جائے"۔ ①

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت یہی رہی ہے کہ انہوں نے اپنی تبلیغ کا آغاز اپنے گھر والوں سے کیا اور خود احکامِ الٰہی پر کاربند ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اہل خانہ کی دینی تربیت پر اپنی پوری توجہ صرف فرمائی۔ یعقوب علیہ السلام نے وفات سے پہلے اپنی اولاد کو جمع کر کے جو وصیت فرمائی اس کا تذکرہ قرآن کریم نے اس طرح کیا ہے:

﴿ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴾ (البقرہ : ٢/١٣٣)

"جب (یعقوبؑ نے) اپنے بیٹوں سے کہا کہ: "تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟" انہوں نے کہا کہ: "ہم اس ذات پاک کی پرستش کریں گے جس کی آپ اور آپ کے آباؤ اجداد ابراہیم' اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) پرستش کرتے آئے ہیں' یعنی وہی معبود جو وحدہ لاشریک ہے اور ہم اسی کی اطاعت پر (قائم) رہیں گے"۔

ابراہیم علیہ السلام دعاء فرماتے ہیں کہ:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ﴾ (ابراھیم : ١٤/٤٠)

"اے میرے پروردگار!...... مجھے بھی نماز کا پابند بنا دیجئے اور میری اولاد

---

① تفسیر ابن کثیر۔ ٣/٣٥٠ و ۔ ٥٣١ المکتبۃ التجارتہ۔ مصر ١٣٥٦ ھ۔

کو بھی۔ اے ہمارے پروردگار!...... میری دُعاء قبول کر لیجئے''۔

انبیاءؑ کی ایسی ایک دو نہیں' دسیوں دعائیں منقول ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی اولاد اور اہل خاندان کی دینی اصلاح کی فکر ان حضرات کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاں تمام مسلمانوں کو خود عذابِ الٰہی سے بچنے کی تاکید فرمائی وہاں گھر والوں کو بھی اس سے بچانے کی ذمہ داری ان پر عائد کی ہے' ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (تحریم:٦٦/٦)

''اے ایمان والو!۔۔۔۔۔۔ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ''۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طه: ٢٠/١٣٢)

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو''۔

قرآن وحدیث کے یہ واضح احکام اور انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت جاریہ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ ایک مسلمان کے ذمہ صرف اپنی ذات کی دینی اصلاح ہی نہیں ہے' بلکہ اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں کی دینی تربیت بھی اس کے فرائض میں داخل ہے' اور درحقیقت اس کے بغیر انسان کا خود دین پر ٹھیک ٹھیک کاربند رہنا ممکن بھی نہیں ہے' اگر کسی شخص کا سارا گھریلو ماحول دین بیزار اور اِلٰہہ نا آشنا ہو' تو خواہ وہ اپنی ذات میں کتنا دیندار کیوں نہ ہو' ایک نہ ایک دن اپنے ماحول سے ضرور متاثر ہوگا' اس لیے خود اپنے آپ کو استقامت کے ساتھ صراطِ مستقیم پر قائم رکھنے کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ اپنے گرد وپیش کو فکر وعمل کے اعتبار سے اپنا ہم مشرب بنایا جائے۔

آج ہمارے بگاڑ کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے اس فریضے سے

یکسر غافل ہو چکے ہیں۔ بڑے بڑے دیندار گھرانوں میں نئی نسل کی دینی تربیت بالکل خارج از بحث ہو گئی ہے اور ''اگلے وقتوں کے لوگ'' حالات کے آگے سپر ڈال کر اپنی اولاد کو زمانہ کے بہاؤ پر چھوڑ چکے ہیں۔

ایک عذر...... ''کیا کریں جی! زمانے کی ہوا ہی ایسی ہو گئی ہے''

بعض حضرات یہ بھی کہتے سنے گئے ہیں کہ ''ہم نے تو اپنے اہلِ خانہ کو دینی رنگ میں رنگنے میں بڑی کوشش کی' لیکن زمانے کی ہوا ہی ایسی ہے کہ ہمارے وعظ ونصیحت کا اُن پر کچھ اثر نہ ہوا''۔ مگر بعض اوقات یہ خیال شیطان کے دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ آپ نے کتنی لگن' کتنے اضطراب اور کتنی دلسوزی کے ساتھ یہ کوششیں کی ہیں۔ اگر آپ کی اولاد جسمانی طور پر بیمار ہو جائے یا اس کا کوئی عضو' اللہ نہ کرے' آگ میں جلنے لگے تو آپ اپنے دل میں کتنی تڑپ محسوس کرتے ہیں' اور یہ تڑپ آپ سے کیسے کیسے مشکل کام کرا لیتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اپنی اولاد کو گناہوں میں مبتلا دیکھ کر بھی کبھی آپ نے اتنی تڑپ محسوس کی ہے؟ اگر واقعتاً اولاد کی دینی اور اخلاقی تباہی کو دیکھ کر آپ میں اتنی ہی تڑپ پیدا ہوئی ہے۔ جتنی اسے بیمار دیکھ کر ہوتی ہے' اور آپ نے اسے دینی تباہی سے بچانے کی ایسی ہی کوشش کی ہے جتنی جسمانی ہلاکت سے بچانے کے لیے کرتے ہیں' تو بلاشبہ آپ نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔

لیکن اگر آپ نے اپنے گھر والوں کی دینی تربیت میں اتنی لگن' ایسے جذبے اور اتنی کاوش کا مظاہرہ نہیں کیا تو کیا وجہ ہے کہ ایک معمولی سی آگ اپنے بچے کے قریب دیکھ کر آپ کے سینے پر سانپ لوٹ جاتے ہیں' اور جہنم کی ابدی آگ جس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں' اُسے آپ اپنی اولاد کے سامنے منہ کھولے دیکھتے ہیں' مگر آپ کی محبت وشفقت کوئی جوش نہیں مارتی؟ اگر آپ اپنے ننھے سے بچے کے ہاتھ میں بھرا ہوا پستول دیکھ لیتے ہیں تو اُس کے رونے دھونے کی پروا کیے بغیر

جب تک اس کے ہاتھ سے وہ پستول چھین نہ لیں، چین سے نہیں بیٹھ سکتے، لیکن کیا وجہ ہے کہ جب وہی اولاد آپ کو دینی تباہی کے آخری سرے پر نظر آتی ہے، تو آپ صرف ایک دو مرتبہ زبانی وعظ و نصیحت کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے کبھی سنجیدگی اور اہتمام کے ساتھ اپنے گھر کی اصلاح کی مؤثر تدبیریں سوچی ہیں؟ جس لگن اور دلچسپی کے ساتھ آپ اپنی اولاد کے لیے روزگار تلاش کرتے ہیں کیا، اتنی لگن کے ساتھ اس کی تربیت کے راستے تلاش کیے ہیں؟ جس خضوع و خشوع اور سوزِ قلب کے ساتھ آپ اُن کی صحت کے لیے دعائیں کرتے ہیں کیا اسی طرح آپ نے ان کے لیے اللہ سے صراطِ مستقیم طلب کی ہے؟ اگر ان میں سے کوئی کام آپ نے نہیں کیا تو آپ کو اپنے اہل خانہ کی ذمہ داری سے سبکدوش سمجھنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔

گمراہی کا مؤثر علاج صرف گھروں میں ممکن ہے:

ان ساری گزارشات کا منشاء صرف یہ ہے کہ نئی نسل جس برق رفتاری کے ساتھ فکری گمراہی اور عملی بے راہ روی کی طرف بڑھ رہی ہے، اس کا پہلا مؤثر علاج خود ہمارے گھروں میں ہونا چاہیے۔ اگر مسلمانوں میں اپنے گھر کی اصلاح کا خاطر خواہ جذبہ، اس کی سچی لگن اور اس کی حقیقی تڑپ پیدا ہو جائے تو یقین کیجئے کہ آدھی سے زائد قوم خود بخود سدھر سکتی ہے۔

اگر کوئی "دین دار" شخص یہ سمجھتا ہے کہ میری اولاد اللہ سے بیزاری کی جس راہ پر چل رہی ہے، حقیقت میں اس کے لیے وہی راہ درست ہے اور ہم نے اپنے گرد مذہب و اخلاق کے بندھن باندھ کر غلطی کی تھی، تو ایسے "دین دار" کے حق میں تو دُنیا و آخرت دونوں کے خسارے پر افسوس کرنے کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے؟ لیکن اگر آپ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ آپ کا دین، دینِ برحق ہے، اور

مرنے کے بعد جزا وسزا کے مراحل پیش آنے والے ہیں تو پھر اللہ کے لیے اپنی اولاد کو بھی اِس جزا وسزا کے دن کے واسطے تیار کیجئے' اسے ضروری دینی تعلیم دلوایئے' اس کے ذہن کی شروع ہی سے ایسی تربیت کیجئے کہ اس میں نیکیوں کا شوق اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو' اس کی صحبت اور اس کا ماحول درست رکھنے کا اہتمام کیجئے' اپنے گھروں کو تلاوتِ قرآن اور اسلافِ امت کے تذکروں سے آباد کیجئے' گھر میں کوئی ایسا وقت نکالیئے جس میں سارے گھر والے اجتماعی طور پر دینی کتب کا مطالعہ کریں' اپنے ذاتی عمل کو ایسا دلکش بنایئے کہ اولاد اس کی پیروی کرنے میں فخر محسوس کرے' اپنے اہل وعیال اور اقارب واحباب کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیجئے کہ اللہ تعالیٰ انھیں صراط مستقیم پر گامزن ہونے اور رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بعد بھی ہوسکتا ہے کہ چند مثالیں ایسی باقی رہ جائیں جو اپنی بدخمیری کی وجہ سے اصلاح پذیر نہ ہوسکیں' لیکن یقین ہے کہ اگر اس مقصد کے لیے اتنا اہتمام کرلیا گیا تو نئی نسل کی ایک بھاری اکثریت راہِ راست پر آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی محنت اور کوشش میں برکت دی ہے' اور دین کی دعوت وتبلیغ میں جو محنت کی جائے اس کی کامیابی کا خصوصی وعدہ کیا گیا ہے۔ اس لیے ناممکن ہے کہ اپنے گھر کی اصلاح کی یہ کوشش بالکل بارآور نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین [1]

مسلم گھرانوں میں کفار کے خفیہ راستے اور مسلم تشخص کا خاتمہ:

تکلیف دہ امر یہ ہے کہ آج مسلمانوں نے اپنا مسلم تشخص ہی ختم کرلیا ہے۔ اس مضبوط قلعہ میں سے مسلم تشخص کی پہچان کی دیوار کا منہدم ہونا تھا کہ یہ قلعہ اپنے باسیوں کے لیے غیر محفوظ ہوگیا۔ بقول شاعر:

---

[1] ماھنامہ البلاغ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ۔

دیوار کیا گری میرے شکستہ مکان کی
لوگوں نے میرے گھر سے راستے بنا لیے

مسلم تشخص کی دیوار گرتے ہی ہنود و یہود نے حملہ آور ہوتے ہوئے مسلم گھرانوں میں مختلف طریقوں سے راستے بنا لیے اور داخل ہو کر اپنی من مانیاں کرنے لگے' مسلمان اس قدر بے بس' بے کس اور لاچار ہیں کہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ان کی ریشہ دوانیوں کو دیکھ بھی رہے ہیں لیکن روکنا تو درکنار پُر امن احتجاج کے لیے اپنے لبوں کو جنبش بھی نہیں دے سکتے۔ ٹیلی ویژن' انٹرنیٹ' وی سی آر' کیبل ٹیلی فون' پرنٹ میڈیا' اخبارات و جرائد' ڈائجسٹ' اسلام دشمنوں کے وہ خفیہ راستے ہیں جو ہمارے اسلامی تشخص کی دیوار منہدم ہونے کے بعد' کفار نے ہمارے گھروں میں بنا لیئے ہیں۔ اسی بنا پر امت مسلمہ کی بیٹیاں ان قلعوں میں رہتے ہوئے بھی کفار کی دست برد سے محفوظ نہیں ہیں۔ کفار ہماری تمام تر پیش بندیوں کے باوجود چوبیس گھنٹے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ ہمارے گھروں میں رہ کر ہمیں گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلم خاندان تیزی سے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں نہایت تیز رفتاری سے مسلم خاندان تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

آج ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ گھروں کو تباہ و برباد کرنے والے اسباب و عوامل سے آگاہی حاصل کرے' کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو خاندانوں کو برباد کر دیتی ہیں۔ اس امر کے لیے باپ' تنہا گھر کے ماحول کو درست اور پُر امن نہیں بنا سکتا اور نہ ہی ہنود و یہود کی یلغار سے محفوظ کر سکتا ہے۔ اس کے لیے ماں اور باپ دونوں مل کر اپنے گھر کی اصلاح کریں اور اس کو بربادی سے بچانے کے لیے شریعت کی روشنی میں رہ کر' کوششیں کریں۔ گھر میں پائی جانے والی برائیوں کو ختم کریں۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ آج امت مسلمہ کے کتنے ہی والدین خود یہودی یلغار کا

شکار ہو چکے ہیں وہ اپنے بچوں کا تحفظ کیا کریں گے!؟...... وہ خود ایسی چیزیں لا کر دیتے ہیں کہ جو گھروں کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ حقیقت میں اسلام سے دوری نے ان کے دماغ ماؤف کر کے رکھ دیے ہیں۔ ان کو پتا ہی نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ان کو شعور اور ادراک ہی نہیں کہ ان کے اس اقدام کے نتائج کیا نکلیں گے!!

اپنی ان آنکھوں سے کتنے ہی ایسے حاجیوں کو دیکھا کہ جب وہ حج سے واپس اپنے ملک پہنچے تو انہوں نے وی سی آر' اور ویڈیو فلموں' کے کاٹن اٹھا رکھے ہوتے ہیں۔ ہم ایسے ہی ایک باریش حاجی صاحب کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ دریافت کرنے پر کہنے لگے:

"سعودیہ سے آتے ہوئے یہ ٹی وی' وی سی آر اور ویڈیو کی کیسٹیں لیتا آیا' اس لیے کہ وہاں سے بہت سستی ملتی ہیں۔ ڈیوٹی بھی نہیں ہے۔ سوچا بچے دوسروں کے گھروں میں جاتے ہیں کیوں نہ اپنے گھر میں ہی ان کو یہ سہولت مہیا کر دوں۔ رہیں یہ ویڈیو فلمیں! ...... تو یہ کچھ تو گھر کے لیے ہیں باقی مارکیٹ میں اچھے خاصے منافع کے ساتھ فروخت ہو جائیں گی......" (اور پھر کہنے لگے) بھئی! حیران کیوں ہوتے ہو' حج سے واپسی پر بغرض تجارت و نفع کوئی چیز ادھر لا کر فروخت کر دینا یا ادھر سے ادھر لے جا کر فروخت کرنا کوئی جرم یا غیر اسلامی تو نہیں"۔

اب ان بھولے اور نادان حاجی صاحب کو کیا پتا کہ اپنی بیٹیوں کے لیے حج سے واپسی پر وہ جو وی سی آر' ٹی وی' اور انڈین فلموں کا "تحفہ" اٹھا لائے ہیں' یہ ان کی تباہی کا باعث نہ بنے گا تو اور کیا ہوگا!!

گھر معصیتوں اور برائیوں کی آماجگاہ کیسے بنتے ہیں؟

اصل میں اس سے بھی بڑا المیہ یہ ہے کہ اب مسلمانوں نے برائی کو برائی سمجھنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ وہ اس کو روزمرہ کے معمولات میں شمار کرتے ہیں اور کوئی

عیب نہیں سمجھتے۔ یہ نادانی' یہ چشم پوشی اور احساس ذمہ داری کا فقدان گھروں کو معصیتوں اور برائیوں کی آماجگاہ بنا دیتے ہیں۔ اسی بات کی نشاندھی کرتے ہوئے ابوالحسین بن علی العلی کہتے ہیں:

''آج کے ہمارے اس پرفتن دور میں گھر میں بہت سی خرابیاں اور مختلف قسم کی برائیاں پائی جاتی ہیں' جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

① اس سلسلے میں ایک مشکل یہ ہے کہ برائیاں' لوگوں کے ہاں اپنی کثرت اور ابتداء ہی سے ان کی روک تھام نہ ہونے اور اسی حالت پر ایک طویل عرصہ گزرنے کی وجہ سے' مرغوب اور مقبول ہو گئی ہیں' چنانچہ یہ بات مشہور ہے کہ کسی چیز کو بار بار چھونے کی وجہ سے احساس کم ہو جاتا ہے۔

② اہل خانہ ان برائیوں کے خطرات محسوس کرتے ہیں اور نہ انہیں مخالف شریعت سمجھتے ہیں۔

③ اور جب لوگوں سے ان کے متعلق سوال کیا جاتا ہے' تو وہ اس طرح کے تقلیدی جواب دیتے ہیں...... ''یہ چیزیں تمام لوگوں میں پائی جاتی ہیں...... سب ایسا ہی کرتے ہیں...... اور اگر اس میں کوئی حرج ہوتا تو پہلے ہی اسے جائز نہ سمجھا جاتا''۔

④ لیکن ان ''جوابات'' سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان برائیوں پر تنبیہ نہ کی جائے بلکہ گھر کے ذمہ داروں مثلاً: ماں' باپ وغیرہ پر واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بار بار ان کے خطرات سے آگاہ کریں' اور ان کی حرمت بیان کریں۔

⑤ ان برائیوں کی وجہ سے کتنے ہی خاندان برباد ہو گئے۔ اسلام کے کتنے ہی بیٹے عقیدہ وعمل اور اخلاق و کردار کے جوہر سے محروم ہو گئے۔ اس بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ گھر کی نگہبان خواتین پر جو کہ بیوی بھی ہیں اور ماں بھی' بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح کی برائیوں کے

خاتمے کے لیے ذمہ دار قرار دیا ہے' چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا)) ①

''عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار' اور اپنی رعایا کی مسئول ہے''۔

اس لیے میں گھر کی مالک' مربیہ' اپنی مسلمان بہن کو متوجہ کرتا ہوں' تاکہ ہم سب مل کر ان چند برائیوں کی نشان دہی کر سکیں' جو اس کے گھر میں پائی جاتی ہیں' اور وہ ان کے خاتمے کا آغاز کر دے' ورنہ اسے قیامت کے دن رسوائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا' اور اس سے اس امانت (گھر کی ذمہ داری) کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ (التحریم : ٦٦/٦)

''اے مومنو!...... اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں' جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے متعین ہیں' جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ اسے (فوراً) بجا لاتے ہیں''۔

سید قطب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

قرآن مجید مؤمنوں کو خوف دلاتا ہے' تاکہ وہ اپنے گھروں میں تربیت اور تذکیر و نصیحت سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔ یاد رہے کہ بحیثیت مؤمن' انسان پر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے بارے میں بہت بھاری اور اہم ذمہ داری ہے' کیونکہ وہ اور اس کے بچے آگ کے اوپر معلق ہیں' لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ اپنے

① بخاری۔ کتاب الجمعة : باب الجمعة فی القری و المدن (ح۸۹۳)
مسلم۔ کتاب الامارة : باب فضیلة الامام العادل (ح۱۸۲۹)

آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس دردناک اور شعلہ بار آگ سے بچائیں جو ان کا انتظار کر رہی ہے۔

((وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ))

''جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔''

کا مطلب یہ ہے کہ انسان جہنم کے اندر ذلت ورسوائی میں پتھر کی طرح ہو گا، جس طرح پتھر کی کوئی قیمت نہیں ہوتی، اسی طرح انسان کی بھی کوئی قیمت نہیں ہوگی، اور جس طرح پتھر کو پھینک دیا جاتا ہے، اسی طرح بغیر کسی رعایت کے انسان کو بھی جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ وہ آگ کس قدر قبیح اور خوفناک ہوگی جس کا ایندھن پتھر ہوں گے! اور اس شخص کا عذاب کتنا سخت ہوگا جسے سخت عذاب کے ساتھ ساتھ ذلت ورسوائی کا بھی سامنا کرنا ہوگا؟ جہنم کی ہر چیز بڑی ہی قبیح اور خوفناک ہوگی۔

اے میرے بھائیو!...... آج دنیا بھر کے کفار نے اپنے وسائل اور جدید ٹیکنالوجی کی بنا پر مسلمانوں کے گھروں کا محاصرہ کر لیا ہے اور پیہم یلغار کرنے میں مصروف ہیں، کہ کس طرح ان کو تباہ کر دیں۔ خاص طور پر ان کی نئی نسل اور نوجوان پود کو لہو ولعب کا رسیا بنا کر ان کو مسلم معاشرے کا ناسور بنا دیں۔ اور یوں مسلم خاندانوں کا شیرازہ تنکوں کی طرح بکھیر کر ان کا نام ونشان مٹا دیں۔ تاکہ اسلام کو سرنگوں کر کے باطل ادیان اور کفر کو غالب کیا جا سکے اور الحادی تہذیب و ثقافت کو چہار دانگ عالم پھیلا دیا جائے...... آیئے!...... ان اسباب کا جائزہ لیں جو گھروں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں، تاکہ ان سے آگاہی کے بعد ہم اسلام کے پُر رحمت حصار میں رہتے ہوئے کفار کی سازشوں منصوبہ بندیوں، اور ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے گھروں کا دفاع کر سکیں اور ان کو جنت کا نمونہ بنا سکیں۔

❁❁❁

پہلا حصہ

گھروں کی بربادی کے محرکات

ان محرکات واسباب اور عوامل سے ہم نے
اپنے گھروں کو قرآن وسنت کی روشنی
میں کیسے بچانا ہے؟

بربادی کا پہلا محرک

غیر محرموں کا خاوند کی عدم موجودگی میں گھر آنا جانا

شوہر کی عدم موجودگی میں غیر محرم رشتہ داروں کی گھر میں آنے کی ممانعت میں کسی کو کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔ بعض گھرانے خاوند کے ایسے مرد رشتہ داروں سے خالی نہیں ہوتے جو اس کی بیوی کے لیے غیر محرم ہوتے ہیں' ایسے مرد رشتہ دار خاوند کے ساتھ کچھ اجتماعی معاشرتی مجبوریوں کی وجہ سے رہتے ہیں۔ مثلاً: اس کے بھائی جن میں سے کچھ طالب علم ہوتے ہیں' یا کنوارے ہوتے ہیں' ایسے رشتہ دار گھر میں بغیر کسی اجنبیت اور روک ٹوک کے آتے جاتے رہتے ہیں۔ کیونکہ گلی محلے والے ان کو گھر والے کے رشتہ دار کے طور پر جانتے ہیں۔ کوئی اس کا بھائی یا بھتیجا ہوگا یا چچا یا ماموں وغیرہ...... تو گھر میں داخلے کی اس سہولت سے بعض اوقات بہت خوفناک نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ جو اللہ کے غضب کو جوش دلاتے ہیں۔ جب تک ان پر شرعی حدود کے ذریعے کنٹرول نہ کیا جائے۔ اس احتیاط کی بنیاد اس اصول پر ہے جو حدیث میں ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم عورتوں کے پاس جانے سے بچو"۔ ایک انصاری نے پوچھا: "اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ ہمیں دیور کے متعلق بتائیں (کیا حکم ہے؟") آپ ﷺ نے فرمایا: "دیور تو موت ہے"۔ [1]

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح: باب لا یخلون رجل بامرأۃ الا ذو محرم (ح ۵۲۳۲) مسلم۔ کتاب السلام: باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیها (ح ۲۱۷۲)

امام نووی فرماتے ہیں:

حدیث میں ''دیور'' سے مراد خاوند کے وہ رشتہ دار ہیں جو نہ اس کے آباؤ اجداد میں سے ہوں اور نہ اس کی اولاد سے ہوں کیونکہ خاوند کے باپ دادا اور بیٹا پوتا آخر تک بیوی کے محرم شمار ہوتے ہیں۔ ان کا وصف موت نہیں بیان کیا جا سکتا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا:

دیور سے مراد بھائی۔ بھتیجا' چچا' چچازاد' اور بھانجا وغیرہم ہیں (یعنی کزن) جن کے ساتھ اس کی بیوی کی شادی ہو سکتی ہے۔ اگر وہ اس سے شادی نہ کر چکی ہوتی۔ عموماً اس میں بہت تساہل برتا جاتا ہے۔ اور مرد اپنی بھابھی کے ساتھ خلوت میں چلا جاتا ہے۔ اسی لیے اس کو موت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبیہ دی۔ حالانکہ جس طرح عورت کو کسی اجنبی آدمی سے ملنے سے روکا جاتا ہے' دیور کو بھابھی سے ملنے سے اس سے بھی زیادہ سختی سے روکنا ضروری ہے۔ [1]

''اَلْحَمْوُ الْمَوت'' کے فرمان رسول کے چند معانی

اَلْحَمْوُ الْمَوت کے کئی ایک معنی منقول ہیں۔ [2]

- دیور کے (شوہر کے قرابت داروں) کے ساتھ خلوت میں جانے سے دین برباد ہو جاتا ہے جب برائی ہو جائے۔
- یا اگر زنا کر لیں تو اس کا نتیجہ موت کی صورت میں نکلتا ہے' کہ عورت پر سنگساری کی حد واجب ہو جاتی ہے اور اگر اس کا دیور بھی شادی شدہ ہو تو اسے بھی سنگسار کیا جائے گا)

---

① شرح صحیح مسلم للنووی (١٥٤/١٤)

② فتح الباری ٢٣١/٩

❀ یا عورت تباہ ہو جائے گی کہ جب اس کے خاوند کی غیرت نے اسے طلاق دینے پر آمادہ کر لیا۔ تو اس صورت میں عورت کو اپنے خاوند سے جدائی کا صدمہ برداشت کرنا ہو گا جو ہلاکت کے مترادف ہے۔

❀ یا مقصد یہ ہے کہ جس طرح تم موت سے ڈرتے ہو غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت میں جانے سے بھی ایسے ہی ڈرو۔

❀ یا خلوت موت کی طرح ناپسندیدہ ہے

❀ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دیور کو بھابھی کے ساتھ خلوت میں جانے کی بجائے مر جانا چاہیے۔

یہ تمام احتیاط شریعت میں صرف اسی لیے ہے کہ گھروں کی حفاظت ہو۔ نیز تخریب کاری کے ہتھوڑے گھروں تک نہ پہنچ سکیں۔ اس فرمان نبوی کے بعد تم ایسے مردوں کے متعلق کیا خیال کرو گے جو گھروں سے نکلتے وقت اپنی بیویوں کو کہتے ہیں ''میری غیر موجودگی میں میرا بھائی آئے تو اسے بیٹھک میں بٹھا دینا۔ یا عورت مہمان کو کہتی ہے: ''آیئے! گھر میں تشریف رکھیں'' حالانکہ ان دونوں کے علاوہ گھر میں کوئی نہیں ہوتا۔

ہم ان شوہروں کو مشورہ دیتے ہیں ''جو ہر معاملے میں ''اعتماد' اعتماد'' کی رٹ لگاتے ہیں۔ کہ آخر اعتماد بھی کوئی چیز ہوتی ہے' اور مجھے اپنے دوست یا بھائی پر اعتماد ہے' کہ وہ میری غیر موجودگی میں میرے ساتھ خیانت نہیں کرے گا۔ اور مجھے اپنی بیوی پر بھروسا ہے''۔ اے میرے بھائی!...... بے شک تم اپنے اعتماد پر قائم رہو اور جس شخص پر کوئی شک نہیں اس پر شک نہ کرو۔ لیکن اتنا جان لو کہ حدیث رسول ﷺ ہے کہ:

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا كَانَ الشَّيْطَانُ ثَالِثُهُمَا))[1]

---

[1] مسند احمد ۱/۱۸' ۲۶ ترمذی' کتاب الفتن : باب ماجاء فی لزوم الجماعة (ح۲۱۶۵)

''جب مرد عورت کے ساتھ خلوت میں جاتا ہے تو تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے''۔

یہ حدیث رسول ﷺ سب سے ثقہ اور سب سے فاجر آدمی کو شامل ہے۔ ایسی نصوص صریحہ سے کوئی شخص مستثنی نہیں ہوتا۔

الحمو الموت کا مصداق میرا ذاتی مشاہدہ

میں جب یہ سطور لکھ رہا تھا تو ایک مشکل مسئلہ سامنے آ گیا۔ ہوا یوں کہ ایک مرد نے ایک عورت سے شادی کی اور اسے اپنے گھر لے آیا۔ اور خاوند بیوی دونوں خوش وخرم رہنے لگے۔ پھر خاوند کی غیر موجودگی میں اس کا چھوٹا بھائی اپنی بھابھی کے پاس آنے لگا۔ اور اس کے ساتھ جذباتی اور رومانوی گفتگو کرنے لگا۔ اس کا نتیجہ دو صورتوں میں نکلا۔ اپنے خاوند سے اسے سخت نفرت ہو گئی۔ جبکہ اپنے دیور سے وہ شدید محبت کرنے لگی۔ لیکن نہ تو وہ اپنے خاوند کو طلاق دے سکتی ہے اور نہ ہی وہ اپنے دیور سے اپنی خواہش پوری کر سکتی ہے۔ یہی تو دردناک عذاب ہے۔ یہ قصہ تو فساد کی صرف ایک صورت کی مثال ہے وگرنہ تو ایسی بے احتیاطی کے نتیجے میں کتنے ہی مصائب و آلام پوشیدہ ہیں...... اور انتہا! زنا کی اولاد کی شکل میں ہوتی ہے۔ (ایسی عورت ساری زندگی اپنے خاوند سے خیانت کی مرتکب ہوتی ہے تو اپنی اولاد کو صحیح تربیت سے محروم کر دیتی ہے۔ اس کی یہی عادت اس کی آنے والی نسلوں خصوصاً بیٹیوں میں راسخ ہو جاتی ہے۔ اور اس ایک بے احتیاطی کی وجہ سے کئی خاندان بلکہ کئی نسلیں تباہ ہوتی رہتی ہیں)۔

❀❀❀

بربادی کا دوسرا محرک

دعوتوں' ملاقاتوں میں
مردوں کو عورتوں سے علیحدہ نہ رکھنا

انسان طبعی طور پر متمدن ہے۔ اور فطری طور پر مل جل کر رہنے کا عادی ہے لہٰذا لوگوں کے دوست ہونا ضروری ہے۔ اور جہاں دوستی وہاں باہمی ملاپ اور ملاقاتیں بھی ضروری ہیں لیکن جب ملاقات خاندانوں اور کنبوں کے درمیان ہو تو ضروری ہے کہ شیطان کے در آنے والی کھڑکیاں پہلے سے بند کر دی جائیں۔ تاکہ غیر محرم مرد و زن مل نہ پائیں۔ مرد و زن کے ملاپ کی حرمت پر بہت سی دلیلیں قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْاَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ (الاحزاب: ۳۳/۵۳)

''اور جب تم ان (امہات المؤمنین) سے فائدے کی باتوں (مسائل) کے متعلق پوچھو تو پردے کے پیچھے سے پوچھو' یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے''۔

مخلوط مجالس کے مفاسد:

اگر ہم مخلوط مجالس' کے متعلق سوچیں تو ہمیں بے شمار مفاسد نظر آتے ہیں' ان میں سے چند ایک اہم یہ ہیں:

① مخلوط پروگراموں میں شامل اکثر خواتین (نیم عریاں اور) بے پردہ ہوتی ہیں۔ ان کا پردہ نامکمل ہوتا ہے۔ نامکمل پردے یا بے حجاب عورت کی زینت کے خاص گوشے غیر محرم مردوں کے سامنے منکشف ہوتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو منع کیا ہے کہ وہ ایسی زینت صرف اپنے خاوندوں کے لیے ہی ظاہر کر سکتی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ (النور: ٢٤/٣١)

''وہ اپنی زینت نہ ظاہر کریں''۔

عموماً یوں ہوتا ہے کہ جو خواتین مخلوط پروگراموں میں شریک ہوتی ہیں وہ اپنے خاوند کے لیے ایسی زیب و زینت اور بناؤ سنگار نہیں کرتیں جیسی زیب و زینت اور بناؤ سنگار وہ پروگراموں میں شرکت کے لیے کرتی ہیں۔

② جب (فرمان رسول کو پس پشت ڈالتے ہوئے) مرد غیر محرم (بے پردہ) عورتوں کو دیکھتے ہیں تو ان کے دین اور اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں اور مردوں میں حرام طریقے سے نفسانی خواہشات پوری کرنے کا جنون پیدا ہو جاتا ہے۔

③ ایسے مخلوط پروگراموں میں شرکت کے بعد عموماً میاں اور بیوی میں جھگڑا فساد اور باہمی چپقلش شروع ہو جاتی ہے۔ جب کوئی مرد کسی دوسرے کی بیوی کی طرف دیکھتا ہے، کسی کو اشارہ کرتا ہے۔ یا کسی کو کندھا مارتا ہے یا کسی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے اور دوسری طرف سے عورت بھی اسے دیکھ کر مسکراتی ہے۔ یا مرد لطیفہ سنا کر خواتین کو محظوظ کرتے ہیں اور اُن میں سے بعض ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو جاتی ہیں۔

پروگرام ختم ہونے کے بعد جب یاران محفل گھروں کو لوٹتے ہیں تو محاسبہ شروع ہوتا ہے، اور میاں بیوی کے درمیان کچھ اس طرح کی تُو تکار شروع ہوتی ہے:

خاوند: تو فلاں شخص کی بات پر کیوں ہنسی تھی؟ حالانکہ اس میں کوئی ہنسنے والی بات

نہیں تھی؟

بیوی: تو نے فلاں عوت کو کیوں آنکھ ماری تھی؟

خاوند: جب فلاں شخص بات کرتا تو تُو فوراً سمجھ جاتی لیکن میری بات بالکل تیری سمجھ میں نہ آتی تھی۔

گویا ایک دوسرے پر تہمتوں کا تبادلہ زور وشور سے جاری رہتا ہے اور انجام کار خلع یا طلاق پر منتج ہوتا ہے۔

④ مرد اور خواتین دوسروں پر تو رشک کرتے ہیں مگر خود احساس کمتری میں مبتلا رہتے ہیں۔ مثلاً: جب کوئی مرد اپنی بیوی کا مقابلہ کسی دوسرے کی بیوی سے کرتا ہے یا کوئی عورت اپنے خاوند کو کسی دوسری عورت اپنی سہیلی کے خاوند کے مقابلہ میں پرکھتی موازنہ کرتی ہے تو ان کے اندر سے آہ نکلتی ہے۔ خاوند اپنے دل میں کہتا ہے فلاں عورت کتنے سلیقہ سے گفتگو کرتی ہے' ہر بات پر بحث کرتی ہے' دلائل دیتی ہے' اس کی معلومات کتنی وسیع ہیں' وہ کتنی تہذیب یافتہ ہے' وہ کتنی متمدن ہے' جبکہ میری بیوی تو جاہل اور اناڑی ہے' بات کرنے کا سلیقہ نہیں' نہ کوئی معلومات رکھتی ہے۔ اور عورت اپنے دل میں کہتی ہے: فلاں کتنی خوش نصیب ہے۔ اس کا خاوند حاضر جواب اور ہینڈسم (خوبصورت) ہے' جبکہ میرا خاوند تو جسمانی طور پر موٹا اور بودا ہی ہے بغیر سوچے سمجھے باتیں کرتا ہے' کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو...... یہ باتیں اور یہ طرز عمل خاندان کی بربادی کا باعث بنتا ہے اور بری معاشرت کو جنم دیتا ہے' اور زندگی میں بدمزگی پیدا کر کے زہر گھول دیتا ہے۔

⑤ بعض لوگ مخلوط مجالس میں دوسروں کے سامنے جھوٹی...... نمود ونمائش کا (بے تکا) اظہار کرتے ہیں۔

بعض مرد دوسرے مردوں کے سامنے اپنی بیویوں پر رعب جماتے ہیں' انہیں ڈانٹتے ہیں اور ایسے مختلف قسم کے احکام دیتے ہیں (کہ یہ کرو' وہ کرو' جلدی کرو

وغیرہ) بظاہر شخص اپنے دوستوں پر اپنی شخصیت کو نمایاں کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے گھر میں (اکیلے میں) بیوی کا سامنا کرتا ہے تو بھیگی بلی بن جاتا ہے۔

ایک عورت دوسروں سے زیورات ادھار مانگ کر زیب تن کرتی ہے' تاکہ دوسری عورتوں کو دکھا سکے' کہ اس کے پاس اتنے زیورات ہیں اور ان کو مرعوب کر سکے۔ اور ان پر اپنی جھوٹی امارت و دولت کا رعب ڈال سکے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ)) [1]

''بغیر کچھ کھائے پیے جو شخص اپنے آپ کو سیر شدہ ظاہر کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو جھوٹ موٹ کے کپڑے پہنے۔ یعنی ننگا رہتے ہوئے بھی یہ تصور کرے کہ اس نے بہت عمدہ پوشاک زیب تن کر رکھی ہے۔''

۶ (مخلوط مجالس میں) ان فضول رت جگوں کے کتنے برے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ مثلاً: قیمتی اوقات ضائع ہوتے ہیں۔ زبان کا غلط استعمال ہوتا ہے۔

چھوٹے بچوں کو گھروں میں تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے:

(تاکہ بچوں کی چیخ و پکار ان کے رت جگے اور رنگین راتوں میں مخل نہ ہو سکے) یعنی (بچے گھر میں رہ کر اپنے پروگرام کرتے ہیں یا سوتے رہتے ہیں اور صبح دیر تک سوتے رہتے ہیں۔ اگر والدین بچوں کو ساتھ لے جائیں تو وہ پروگرام میں مختلف طریقوں سے خلل ڈال سکتے ہیں۔ مثلاً: کسی نے آئس کریم کھانی ہے' کوئی قضائے حاجت کے لیے تڑپ رہا ہے وغیرہ وغیرہ)

۷ ایسے رت جگوں میں کافی اضافے ہو چکے ہیں۔ مثلاً: شراب اور جوا عام

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح: باب المتشبع بما لم ینل (ح ۵۲۱۹)

چلتا ہے اور دیگر کبائر کا ارتکاب بھی ہوتا ہے۔ خصوصاً جو برگر فیملی یا ماڈرن طبقے کہلواتے ہیں۔

ان کبیرہ گناہوں میں سے جو سب سے بڑا گناہ ہے وہ کفار کی مشابہت ہے۔ ان کی عادات اور ان کے کلچر کو اختیار کرنے میں فخر محسوس کیا جاتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) ①

''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہوگا''۔

یعنی قیامت والے دن جو حشر اس (گمراہ) قوم کا ہوگا وہی اس کا بھی ہو گا۔ جہاں وہ جائیں گے وہیں یہ جائے گا۔

❁❁❁

① مسند احمد ۲/ ۵۰ ابوداؤد۔ کتاب اللباس : باب فی لبس الشهرة (ح ۴۰۳۱)
الصحیح الجامع نمبر ۲۸۲۸ اور ۶۰۲۵

بربادی کا تیسرا محرک

گھریلو ڈرائیوروں اور خادموں کے فتنے

برائیوں کو مٹانے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے' اور فتنہ وفساد کے دروازے بند کرنا شریعت کا پہلا اصول ہے۔

ہمارے معاشرے میں خادمات اور ڈرائیوروں کی شکل میں بے شمار فتنے اور معاصی بے نقاب ہو چکے ہیں۔لیکن بے شمار لوگ اس کی خبر اور اس کا علم نہیں رکھتے لیکن جب ان کو ان فتنوں کی مضرت اور نقصان کا علم ہو بھی جاتا ہے تو وہ اس سے نصیحت نہیں پکڑتے۔بعض اوقات ایک آدمی ایک سوراخ سے بار بار ڈسا جاتا ہے۔مگر پھر بھی اسے درد کا احساس ہی نہیں ہوتا۔اور وہ یہ سن کر کہ اس کے ساتھ والے گھر میں قیامت آ چکی ہے وہ پھر بھی (اسلام کی فراہم کردہ رہنمائی وتعلیمات کو اختیار کرنے پر) تیار نہیں ہوتا۔یہ حالت دراصل ضعف ایمان اور اپنے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی نگرانی کے احساس کا اکثر اہل زمانہ میں نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔یہاں ہم ایک طائرانہ نگاہ گھروں میں خادمات اور ڈرائیوروں کی وجہ سے ظاہر ہونے والی برائیوں پر ڈالیں گے۔تاکہ جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہے اور جو شخص یہ فیصلہ کرے کہ وہ اپنے گھر کی اصلاح کرے گا اور ان کو نیکی کے راستے پر چلائے گا اسے فائدہ ہو۔

دل لبھانے اور ورغلانے کا فتنہ

دھوکہ دہی اور گمراہ کرنے کا فتنہ جو گھروں میں لڑکوں یا مردوں کے لیے

نوجوان خادمات (نوکرانیوں) کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ مثلاً: خادمائیں گھروں میں موجود میک اپ کے سامان کو استعمال کرتی ہیں۔ جب گھر کے مالک کے نوجوان بیٹے کی نظر سرخی پاؤڈر لگی خادمہ سے چار ہوتی ہے تو شیطان دونوں اطراف کو برائی کے لیے گمراہ کرتا ہے۔ اور انہیں گھر کے اندر ہی تنہائی کا موقع مل جاتا ہے۔ ایسے واقعات گھروں میں پے در پے ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ عموماً نوجوان اسلامی فکر سے تہی دامن ہوتے جاتے ہیں اور اس کا سبب صرف یہی ہوتا ہے کہ نوجوان گھر میں داخل ہوا تو خادمہ کو تنہا پایا' شیطان اس پر غالب آ گیا اور اپنے آپ کو تباہ کر لیا۔ باوجود یہ کہ گھر والوں کو جب ان ملاقاتوں اور خباثتوں کا پتا چلتا ہے تو وہ چشم پوشی کرتے ہیں۔ جب کبھی کبھار گھر میں کسی فرد کو اپنی اولاد کے متعلق کوئی ایسی ہی ناگوار خبر ملتی ہے تو بے غیرتی اور ڈھٹائی آڑے آ جاتی ہے۔ حالانکہ قرآن اس کے برعکس تعلیم دیتا ہے:

﴿يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ﴾ (یوسف : ۱۲/۲۹)

''عزیز مصر (اپنی بیوی کی سازش کے متعلق سن کر یوسف علیہ السلام سے کہنے لگا: اے یوسف! اس واقعہ کو بھول جاؤ۔ اور (اپنی بیوی کو کہا) کہ تو نے خطاء کی ہے لہٰذا اپنی خطاء کی مغفرت طلب کر''۔

(اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی کی اولاد سے ایسی فحش کاری کی غلطی و گناہ سرزد ہوتا ہے تو اسے خود بھی اللہ کے دربار میں معافیاں مانگنی چاہئیں اور اپنی اولاد کو توبہ تائب اور اللہ سے معافی مانگنے کے لیے کہنا چاہیے) لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ چنگاری ایندھن کے قریب ہی چھوڑ دی جاتی ہے۔ حالات ویسے کے ویسے رہتے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی۔ پاکستانی معاشرے میں اگرچہ ڈرائیور اور خادمائیں غیر مسلم تو شاید نہ ہوں تاہم غیر مسلم دوسرے طریقے سے مسلم گھرانوں کو

تباہ کر رہے ہیں۔ عموماً پوش اور نیم پوش علاقوں میں عیسائی عورتیں (نوجوان اور پختہ عمر) صفائی کے لیے آتی ہیں۔ سارے گھر کی صفائی کر جاتی ہیں جس کی انہیں باقاعدہ اجرت ملتی ہے، لیکن وہ ساتھ ساتھ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت گھر سے دولت ایمان کی صفائی بھی کرتی جاتی ہیں)۔

نہ تو مسیحوں کی کمی ہے نہ ہی دین سے بھٹکے ہوئے شیطان کے آلہ کاروں کی کمی ہے، اور یہ برائی اس انداز سے ہشت پہلو پھیل رہی ہے، اس کی تباہ کاریوں اور بربادیوں کو مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

١. خاندان تباہ و برباد ہوتے ہیں۔
٢. رشتوں کا تقدس ختم ہو جاتا ہے۔
٣. باپ بیٹا اور بیٹی اور ماں سب آپس میں ایک دوسرے کی آنکھوں سے حیاء ختم ہو جاتی ہے۔
٤. ایک ہی گھر میں باہمی اعتماد و احترام ختم ہو جاتا ہے۔
٥. خودغرضی خیانت، مکر، اور بخل غالب ہو جاتا ہے۔
٦. اور سب سے بڑا جو گناہ ہے وہ فتنہ ارتداد ہے کہ اگر ہر گھر سے ہی ایک فرد مرتد ہو جائے تو عیسائیت کیوں نہ ترقی کرے اور اسلام کیوں نہ مغلوب ہو۔
٧. اخلاقی اقدار تباہ ہو جاتی ہیں۔
٨. گندی بیماریاں۔ سوزاک۔ آتشک۔ نامردی۔ ایڈز۔ لواطت اور چھوٹی پھیلتی ہیں۔
٩. سب سے بری حالت اس لڑکے اور لڑکی کی ہوتی ہے جو فطری طور پر تو مسلمان ہو اور کچھ دینی معلومات بھی رکھتا ہو۔ اب نہ تو وہ پورے گھر سے لڑ سکتا ہے اور نہ ان جیسی بیہودگی اختیار کر سکتا ہے۔ لہٰذا وہ دن اور رات

میں کئی بار مرتا ہے اور کئی بار جیتا ہے۔

⑩ مسلمان لڑکے اور لڑکیاں جو گند گھروں میں دیکھتے ہیں باہر جا کر بھی وہ یہی گند اپنانے کے خواہش مند رہتے ہیں۔ اور اس طریقے سے یہ قباحتیں متوسط اور غریب خاندانوں تک بھی منتقل ہو جاتی ہیں۔

گھر کی اصل مالکہ کا اپنی ذمہ داریوں سے کنارہ کش ہو جانا:

گھر کی مالکن اپنی گھریلو ذمہ داریاں نہیں نبھاتی۔ بلکہ اپنی اہم ذمہ داریاں بھلا دیتی ہے۔ نیز غفلت اور سستی اس کی عادت بن جاتی ہے۔ اگر خادمہ اچانک چھٹی پر چلی جائے تو گھر کی مالکن اپنے آپ کو دردناک عذاب میں گھرا محسوس کرتی ہے۔

بچوں کی شفقت مادر سے محرومی:

اولاد (بیٹے بیٹیاں) غلط تربیت میں پروان چڑھتے ہیں۔ غیر مسلم خادمہ کی وجہ سے کافروں کے عقائد بچوں کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ لاتعداد بچوں کا مشاہدہ کیا گیا ہے جو تثلیث کی علامت بناتے ہوئے سر اور دائیں بائیں اشارہ کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے گھر میں مسیحی خادمہ کو عبادت کرتے ہوئے ایسے ہی دیکھا تھا۔

خادمہ بچوں کو کہتی ہے: یہ مٹھائی مسیح نے تمہارے لیے تحفہ بھیجی ہے۔ تاہم کم ہی ایسا ہوا ہے کہ خادمہ یہ مکالمات سازش کے تحت ادا نہ کرتی ہو بلکہ وہ جس ماحول میں پروان چڑھی تھی اس میں وہ ایسے ہی دیکھتی تھی۔ اگرچہ وہ خالی الذھن تھی۔ اور بچہ گھر میں بدھ مت کی پیروکار کو بدھا کے مجسمے کو سامنے رکھ کر عبادت کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ یا کچھ خادمائیں اپنے ہم مذہب لوگوں کے ساتھ عید مناتی ہیں۔ پھر ان کی اپنی خوشی ہمارے بچوں کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ بالآخر بچوں کو بھی کفار کی عیدوں میں شامل ہونے کی عادت پڑ جاتی ہے۔

بچوں کی تربیت کے لیے ماں کی شفقت بہت ضروری ہے۔ لیکن درج بالا حالات میں بچے ماں کی شفقت بھری تربیت سے محروم رہتے ہیں۔ نیز خود اعتمادی سے خالی رہتے ہیں چونکہ خادمہ مسلم بچوں کو وہ شفقت مہیا نہیں کر سکتی اس لیے کہ کافر اپنے بچوں کے ساتھ اسلامی رویہ شفقت کی طرح پیش نہیں آتے۔

عربی زبان سے دوری:

بچے اپنی مادری زبان کو بھول جاتے ہیں یا بگاڑ دیتے ہیں کیونکہ وہ غیر مسلموں سے غلط لب و لہجے میں الفاظ سنتے ہیں۔ جس وجہ سے بچے کو تعلیم کے حصول کے وقت انتہائی دقت پیش آتی ہے۔

مالی خسارے و نقصان کا باعث:

مالی خسارے کا موجب ہونا۔ بعض خاندان غیر مسلم خادماؤں اور ڈرائیوروں وغیرہ کو ہر ماہ تنخواہ دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ پھر خاندانوں میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں کہ کون کس کو تنخواہ دے گا اور کون کس کے طعام و قیام کے اخراجات برداشت کرے گا؟ خصوصاً جب خاوند اور بیوی دونوں ملازم ہوں۔ اگر اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے عورت بیرونی ملازمت کی بجائے گھریلو کام کاج کرتی تو بے شمار بکھیڑوں سے گھر سلامت رہتا۔ درحقیقت اکثر اوقات ہم اپنے لیے خود مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ اور عموماً جو حل ہمیں ملتا ہے وہ مناسب نہیں ہوتا۔

جو خاندان خادمات کے عادی ہو جاتے ہیں وہ اکثر اوقات اپنے اندر منفی طرز فکر کو پروان چڑھاتے ہیں اور بہت سے معاملات میں دوسروں پر ہی بھروسا کرتے ہیں۔ مثلاً: کئی دوشیزائیں ایک گلاس دودھ نہیں دوھ سکتیں، تاکہ پی لیں۔ کیونکہ خادمہ پر بھروسا کرنا ان کی عادت بن گئی ہے۔ کچھ دوشیزائیں نکاح کے وقت خادمہ کی شرط لگاتی ہیں۔ اور کچھ نکاح کے بعد سسرال میں اپنی گھریلو میکے والی

خادمہ رکھنا چاہتی ہیں۔ (کیونکہ وہ ان کی گرم وسرد کی ہمراز ہوتی ہے)

خلاصہ بحث یہ نکلا کہ ہماری بیٹیاں خود اعتمادی اور مستقل مزاجی کھو بیٹھی ہیں اور وہ چھوٹا سا کام بھی پہاڑ جتنا بڑا دیکھتی ہیں۔

جب خادماؤں کا رواج پڑ گیا تو گھر کی مالکنوں کے پاس وافر وقت بچ رہتا ہے، انہیں سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیسے گذاریں۔ لہذا کچھ بیگمات ہر وقت سوئی رہتی ہیں یا پھر اپنے گھر سے اکثر غائب رہتی ہیں۔ کیونکہ وہ اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنے کے لیئے غیبت اور چغلی کی محفلیں بپا کرتی ہیں۔ اور انجام کار قیامت کے دن ندامت کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ اسی طرح کئی پہلوؤں سے اہل خانہ کے نقصان کا باعث بنتی ہیں۔

اپنی مذموم خواہشات کی تکمیل کے لئے جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے چکر میں پھنس جاتی ہیں۔ جو مرد وعورت میں محبت یا نفرت بڑھانے کے دعوے کرتے ہیں۔ یا جسمانی نقصان ہی کروا بیٹھتی ہیں۔

گھر کی مالکن سوئی رہے یا گھر سے غائب رہے دونوں صورتوں میں گھروں میں چوری کی وارداتیں بڑھتی رہتی ہیں، جو گھر کی بدنامی کا باعث بنتی ہیں۔ کتنے ہی شریف گھرانے ہوتے ہیں، جو اپنے مالکوں کی غیر حاضری کی وجہ سے بدکاروں کے لیے بدکاری کے اڈے بن جاتے ہیں اور چوروں کو چوری پر آمادہ کرتے ہیں۔ اور آپ نے بھی بعض اوقات ایسی خادماؤں کے متعلق یقیناً سنا ہو گا کہ جو گھر کے مالک کی غیر موجودگی میں مردوں کو گھروں میں دعوت گناہ دیتی ہیں۔

خوف الٰہی سے سرشار مردوں کو گھر میں مقید کر دیا جاتا ہے۔ نیز ایسے داعی جو گھر والوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہوں، انہیں بھی گھر میں رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ (وہ اس خوف سے گھر سے نہیں نکلتے کہ کہیں اُن کی عدم موجودگی میں کوئی سانحہ نہ رونما ہو جائے)

بعض اوقات غیر مسلم اور غیر محرم ڈرائیور یا چوکیدار گھر کی مالکن تنہائی میں مل جاتے ہیں۔ یا کار میں عورت ڈرائیور کے ساتھ اکیلی سفر کرے۔ یا غیر محرم خادموں کے سامنے زیب و زینت اور خوشبو لگانے سے پرہیز نہ کرے۔ اور انہیں وہ اپنا رشتہ دار یا محرم مردوں کا درجہ دے دے۔ نیز غیر محرم مردوں کے ساتھ کثرت کلام یا لفٹ لینا اور سفر کرنا حیاء کے نفسیاتی پردوں کو ہٹا دیتا ہے اور پھر حرام کاری کی عادت پڑ جاتی ہے۔ معاشرے میں ایسے گھناؤنے واقعات کا تسلسل سے پیش آنا عقلمندوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

رسول اللہ کی صریح نہی (ممانعت) کے ہوتے ہوئے بھی مختلف کافر ممالک سے کافر خادماؤں کو لا کر جزیرۃ العرب میں داخل کرنا۔ خاص طور پر جبکہ ضرورت اتنی سخت نہیں جو ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ نیز بوقت ضرورت مسلمان خادم و خادمائیں بھی لائی جاسکتی ہیں۔

اگر ان خطرات کے ساتھ اس بات کا بھی اضافہ کر دیا جائے تو کیسا لگے گا۔ کہ غیر مسلم ملازموں کی وجہ سے کافر ممالک کو اقتصادی طور پر فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ کافر ڈرائیوروں اور غلام کو تنخواہ دینی پڑتی ہے۔ حالانکہ مسلمان اس بات کے زیادہ حق دار اور زیادہ محتاج ہیں' بذات خود مسلمان کا احساس بتدریج مردہ ہو جاتا ہے کہ حقیقت میں کون اس کا دوست اور کون دشمن ہے۔

ایک اور بات کا اضافہ بھی کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگ خوف الٰہی سے بالکل عاری ہو جاتے ہیں' جب وہ مسلمانوں کو بتاتے ہیں کہ فلاں فلاں کافر ملک سے تو غلام مل جاتے ہیں تاہم مسلمان ممالک سے خدام نہیں مل سکتے۔ اور یہ قبیح کام ٹریولز ایجنٹ سر انجام دیتے ہیں۔ یا ٹریولز ایجنٹ مکر و فریب اور کذب بیانی سے کام لیتے ہیں کہ فارم پر تو آنے والے مرد و زن کو مسلم ظاہر کرتے ہیں جو درحقیقت کافر ہوتے ہیں' تاکہ وہ جب کوئی گناہ کریں تو اسلام اور مسلمان بدنام ہوں۔ اس بات

کا یوں انکشاف ہو چکا ہے کہ کسی ملک سے ایک خادم کو بلایا گیا اور اسے چند کلمات سکھلائے گئے کہ تو یہ ادا کرتے رہنا' تاکہ مالک تجھے مسلمان سمجھ کر خدمت لیتا رہے۔ یہ سب کچھ جھوٹ کی تربیت سے ہوتا ہے۔

جب گھر کا مالک خادمہ سے تعلقات قائم کر لیتا ہے تو مالکن سے اس کے تعلقات میں بگاڑ پیدا ہونا فطری امر ہے۔ ذرا غور کریں اور سوچیں کہ طلاق کے کتنے معاملات ایسے ہیں جو خادمہ (نوکرانی) کی وجہ سے سامنے آئے ہیں۔؟؟

کتنی ہی خادمائیں زنا کے ذریعے حاملہ ہو چکی ہیں۔ اس پر بس نہیں ذرا مراکز بہبود آبادی اور ہسپتالوں میں زچہ و بچہ کے شعبہ سے پوچھیں۔ نیز پولیس سٹیشنوں پر جا کر جرائم کے ریکارڈ کی چھان بین کریں۔ ایسی کتنی مشکلات ہیں جو زنا کی اولاد کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں اور اس کا بنیادی سبب خادمائیں ہیں۔ پھر آپ کوشش کریں کہ ان گندی امراض کو شمار کریں جو ایسی بدکاری کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں سرایت کر چکی ہیں۔ تاکہ تجھے اس ہلاکت آفرینی کی شدت کا اندازہ ہو سکے کہ جس میں ہم گھر چکے ہیں' جو گھروں میں خادمائیں رکھنے کا نتیجہ ہیں۔ پھر ذرا اس تصور کے متعلق بھی سوچیں جو تصور یہ غیر مسلم خدام اسلام کے بارے میں قائم کرتے ہوں گے کہ جب وہ اسلام کی طرف منسوب افراد کے کرتوت دیکھتے ہوں گے!!

اب اپنے ضمیر سے سوال کریں کہ ان سب مصائب کو روکنے کے لیے ہم نے کون سا بند باندھا۔ اور اللہ کے دین کی حفاظت کے لیے ہم نے کون سی تدبیر کی ہے۔ اور جب مسلمانوں کا یہ حال ہو جو آپ اور یہ غیر مسلم خادم دیکھ رہے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ غیر مسلم خدام اسلام لے آئیں!!

مذکورہ بالا اسباب اور ان جیسے دیگر بے شمار اسباب کی بنا پر بعض اہل علم یہ رائے رکھتے ہیں کہ برائی اور فتنے کے سدباب کے لیے ضروری ہے کہ غیر مسلم

خدام کی درآمد پر پابندی لگا دی جائے۔ (اس ضمن میں شیخ صالح العثیمین کا فتویٰ دیکھیں) گذشتہ صفحات میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے کہ:

﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا﴾ (الانعام: ٦/١٥٢)

کہ جب تم بات کرو تو انصاف کرو۔ ضروری ہے کہ تصویر کا دوسرا رخ بھی آپ کو دکھائیں۔

اول: ہمیں اس بات سے انکار نہیں بعض کافر خدام نے جب بعض مسلمانوں کے ذریعے اسلام کی خوبیاں محسوس کیں تو اسلام لائے اور اپنے اسلام کو پختہ کرلیا۔ یا ان مخلصانہ کوششوں کے نتیجے میں جو اسی کام کے لیے بروئے کار لائی گئی ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ بہت کم ہیں جو کہ اللہ کے دین کی دعوت کے سلسلے میں کی گئی ہیں۔

ہمیں اس بات سے بھی انکار نہیں کہ کچھ خدام اور ڈرائیور سچے مسلمان ہیں بلکہ بعض اوقات وہ گھر کے مالک سے بھی زیادہ پکے مسلمان ہوتے ہیں۔ ہم نے اس خادمہ کے متعلق سنا ہے جو کچن کی الماری میں مصحف رکھتی ہے تاکہ فارغ وقت میں پڑھتی رہے۔ اور ہم نے ایسے نومسلم ڈرائیور کے متعلق بھی سنا ہے جو صبح کی نماز گھر کے مالک سے بھی پہلے پڑھتا ہے۔

دوم: ہم بعض گھروں کی سخت ضرورت کو بھی نظر انداز نہیں کر رہے کہ جہاں اولاد زیادہ ہوتی ہے اور وسیع گھر کے لیے خدام کی ضرورت پڑتی ہے۔ یا پرانے مریض اور دیگر معذور افراد ہوتے ہیں۔ یا کوئی مشقت آمیز کام ہوتا ہے جس کو صرف بیوی سرانجام نہیں دے سکتی۔ لیکن میں یہاں مسلمانوں سے ایک سوال کروں گا۔ وہ کون سی طاقت ہے جو خادموں اور ڈرائیوروں کی درآمد کے لیے شرعی حدود و قیود متعین کرے گی۔ اور دینی طور پر احتیاطیں اختیار کرے گی۔ اور ایسے

لوگ کتنے ہوں گے جو ڈرائیور کو لاتے ہوئے اس کی (حقیقی) بیوی بھی ساتھ لائیں گے۔ تاکہ گھر کی کسی عورت کے ساتھ ڈرائیور خلوت میں نہ جانے کی ضمانت بن جائے۔ اور گھر کا کوئی فرد خادمہ کے ساتھ خلوت میں نہ جانے کی ضمانت بن سکے۔ بلکہ کتنے آدمی ایسے ہوں گے۔ جو اپنی خادمہ کو پردے کا حکم دیں گے۔ اور عملاً اس کی زینت والی جگہ دیکھنے کی کوشش نہ کریں گے۔ اور جب وہ گھر لوٹیں گے تو اکیلی خادمہ کی موجودگی تک وہ گھر میں بالکل داخل نہ ہوں گے اور یہ کہ وہ سچے مسلمان کے علاوہ کسی کو خادم نہیں رکھیں گے۔ وغیرہ۔

اسی وجہ سے ضروری تاکید کی جاتی ہے کہ ہر اس شخص پر لازم ہے جس کے گھر میں کوئی خادمہ موجود ہو وہ غور کرے کہ واقعی اس کے پاس کوئی شرعی عذر ہے۔ اور اس کا موجود ہونا تمام شرعی شروط سے مزین ہے۔

بے شک ہمارے لیے سیدنا یوسف علیہ السلام کے قصے میں اس موضوع کے متعلق نصیحت پوشیدہ ہے۔ اور اس قصے میں اس بات کی واضح دلیل موجود ہے کہ خادموں اور ڈرائیوروں کی موجودگی کی وجہ سے گھر میں فتنہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور یہ دلیل بھی موجود ہے کہ برائی کی ابتدا گھر والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اگر چہ خادم اللہ سے ڈرنے والا ہی ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ﴾ (یوسف: ۱۲/۲۳)

''اور (اس عورت) نے اس مرد کو بہکانے کی کوشش کی جو اس کے گھر میں تھا اور دروازے بند کر دیے اور بولی: ''ادھر آ جا''! یوسف نے کہا: ''میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں''۔

اور ہم ان لوگوں کے لیے مندرجہ ذیل چند تجاویز پیش کرتے ہیں جو اپنے گھروں کے مشکل حالات کی وجہ سے خدام رکھنے کا بہانہ بناتے ہیں:

① بازار سے پکا پکایا کھانا لے آئیں۔
② کاغذ کے برتن استعمال کیے جائیں۔
③ کپڑے لانڈری سے دھلوائے جائیں۔
④ گھر کی اندرونی صفائی مزدوری دے کر کروائی جائے۔جن پر مرد نگران ہو۔
⑤ بچوں کی تربیت کے لیے رشتہ داروں سے مدد اور تعاون طلب کیا جائے۔

ہمارے نزدیک بوقت ضرورت یہی مختصر اور سہل حل ہے۔مثلاً جن دنوں میں بیوی بیمار ہو۔

اگر درج بالا طریقے اختیار کرنا ممکن نہ ہوں تو عارضی (باپردہ) خادمہ شرعی قواعد وضواط کے مطابق رکھ لی جائے۔ بوقت ضرورت اس طرح کام کروایا جائے' اگر چہ عارضی خادمہ میں بھی خطرات موجود ہوتے ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ اس عارضی خادمہ کے اوقات مقرر ہونے چاہئیں مثلاً: صبح آ کر گھر کی ضروری صفائی کر کے چلی جائے' اور پھر دوپہر یا شام کو پھر آ جائے۔ بہرحال ہر شخص کی اپنی ضرورتیں ہوتی ہیں وہ ان کے مطابق معاملہ طے کرسکتا ہے۔

اس موضوع پر میں نے ذرا زیادہ اس لیے لکھا ہے کہ ہمارے ہاں یہ ہر گھر کا مسئلہ ہے۔اور ہمارا معاشرہ اس کی لپیٹ میں ہے۔آخر میں میں تقویٰ کی طرف آتا ہوں۔

① جس شخص کے گھر میں اس جیسا اور دیگر کسی بھی قسم کا فتنہ ہو اسے اللہ کا تقوی اختیار کرتے ہوئے فوراً اسے نکال دینا چاہیے۔
② ہر اس شخص کو میں آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو یہ سوچ رہا ہو کہ وہ خادم گھر میں رکھنے کے لیے عنقریب ضوابط شرعیہ نافذ کر لے گا۔ میں اسے نصیحت کرتا ہوں کہ ایسے خودساختہ تمام ضابطے وقت کے ساتھ ساتھ بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔
③ ہر اس شخص پر واجب ہے کہ جس نے خادم رکھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے

کافر خدام کے سامنے نہایت احسن انداز میں اسلام پیش کریں۔ اگر وہ اسلام قبول کریں تو ٹھیک وگرنہ ان کو وہیں بھیج دیا جائے جہاں سے ان کو لایا گیا تھا۔ ①

---

① آج کل کے مصروف دور میں بڑے گھروں میں تقریباً ۸۰ فیصد سے زیادہ صاحب حیثیت لوگ نوکر یا نوکرانیاں رکھتے ہیں۔ بعض اوقات تو گھر ہی اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ ایک سے زیادہ ملازمین رکھنا اس گھر کی مجبوری ہوتی ہے۔ لیکن بعض چھوٹے گھروں میں بھی کپڑوں کی دھلائی کے لیے علیحدہ ملازمہ ہے' برتنوں کے لیے علیحدہ' کپڑے استری اور گھر کی صفائی کے لیے علیحدہ۔ کچھ گھروں میں ۲۴ گھنٹے کے لیے کم عمر ملازم رکھے جاتے ہیں۔ ہماری گزارشات ان ۲۴ گھنٹے رہنے والے ملازمین کے سلسلے میں ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ ملازم بالغ نہ ہو' تا کہ گھر کے ماحول پر برا اثر پڑے اور نہ ہی گھر والوں کو اس کے سامنے سارا دن بے پردہ رہنا پڑے۔ اگر ملازم چھوٹا بچہ یا بچی ہے تو اس کی خوراک صحت اور لباس کے علاوہ اس کی ابتدائی دینی تعلیم اور اس کے اخلاق کو سنوارنے کی ذمہ داری بھی مالک پر ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مالک کو ضرور پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنے کام کے لیے تو سختی بھی کی' لالچ بھی دیا لیکن میرے دین کی بات بتانے کے لیے تُو نے کیا کیا؟ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنے بچوں کی طرح ان کو بھی پیار سے قرآن پڑھانا شروع کریں' ضروری دعائیں اور نماز بھی یاد کرائیں (یعنی اپنی تھوڑی سی توجہ سے ان کی اچھی تربیت کریں) اور یہی دوہرا فائدہ اٹھائیں اور ساری عمر کے لیے صدقہ جاریہ حاصل کریں۔

نبی اکرم ﷺ اپنے خادم یا ملازم سے انتہائی محبت اور اخلاق سے پیش آتے تھے۔ کبھی سختی اور ڈانٹ ڈپٹ نہیں کیا کرتے تھے اور ان کی ہمت سے زیادہ ان سے کام نہیں لیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان کے بعد افضل ترین نیکی مخلوق کو آرام پہنچانا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے ملازموں کی چھوٹی موٹی غلطیوں کو معاف کر دیا کریں۔ شاید اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دے۔ (ان شاء اللہ) یہ ہے وہ نسخہ جس سے ہم اپنے ملازمین سے دنیا اور آخرت دونوں کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سادہ سی بات کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(سلسلہ علم و آگہی نمبر ۱۸ ص ۱۳)

اس موضوع کو ایک حدیث رسول پر ختم کرتا ہوں کہ جس میں ہمارے لیے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کے ہر دعویدار کیلئے بہت بڑی نصیحت پوشیدہ ہے۔

سیدنا ابی ہریرۃ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرو''۔ اس کا مخالف شخص کھڑا ہوا اور وہ پہلے شخص کی نسبت سمجھ دار تھا۔ اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں اور آپ مجھے اجازت دیں''۔ آپ ﷺ نے اسے بولنے کی اجازت دے دی۔ اس نے کہا: ''میرا یہ بیٹا اس شخص کے پاس مزدوری کرتا تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کرلیا۔ میں نے معاوضے کے طور پر اس شخص کو ایک سو بکری اور ایک خادم دیا۔ پھر میں نے علماء سے پوچھا' انہوں نے بتایا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے۔ کیونکہ وہ غیر شادی شدہ تھا۔ اور اس شخص کی بیوی پر سنگساری ہے کیونکہ وہ شادی شدہ ہے اور گناہ کے لیے راضی تھی''۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ ہی کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ سو بکری اور خادم تجھے لوٹا دیا جائے گا۔ اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے' اور اے انیس (صحابی رسول)! کل اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ۔ اگر وہ زنا کا اعتراف کرے تو اسے سنگسار کردو''۔ دوسرے دن انیس اس عورت کے پاس گئے۔ اس نے اعتراف کرلیا تو انہوں نے اسے سنگسار کروادیا۔ [1]

---

[1] بخاری۔ کتاب الحدود : باب هل یامر الامام رجلا فیضرب الحد غائبا عنه (ح٦٨٥٩) ٦٨٦٠

مسلم۔ کتاب الحدود : باب من اعترف علی نفسه بالزنی (ح ١٦٩٧) ١٦٩٨

نوٹ: ہر اس غیرت مند مسلمان کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی حدود کی پاسداری کرنا چاہتا ہو' یہ بات نہایت ہی باعث ذلت ہے کہ بعض گھروں میں صفائی اور مرمت کے لیے مزدور جب جاتے ہیں تو عورتیں اور نوجوان لڑکیاں سلیپنگ گاؤن گھریلو لباس (بلاؤز راور بنیان بغیر بازوؤں کے) میں ملبوس ہوتی ہیں' تو کیا ایسی عورتیں یہ سوچتی ہیں کہ گھریلو کام کاج کرنے والے مزدوروں سے پردہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا۔ اور گھریلو فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ نوجوان ٹیوٹروں کی شکل میں نمودار ہو چکا ہے۔ خصوصًا غیر مسلم (ہندو۔ عیسائی۔ یہودی) ٹیوٹر جو نوجوان لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں۔ یا بعض غیر مسلم عورتیں گھروں میں نوجوان بالغ لڑکوں اور مردوں کو پڑھاتی ہیں۔ اور درمیان میں پردہ وغیرہ بھی نہیں ہوتا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ عورتوں اور مردوں کی نسبت ہیجڑے گھروں میں برائی کا باعث نہیں بنیں گے۔ لہٰذا ان کے گھر میں آنے جانے پر پابندی نہیں لگاتے بلکہ بعض تو ان کو گھروں میں بطور خادم و ملازم بھی رکھ لیتے ہیں' اگر گھروں کی سلامتی چاہتے ہو تو ان سے بھی فوری بچاؤ ضروری ہے۔

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

عام مسلمانوں کے لیے نصیحت ہے کہ وہ غیر مسلم خادم اور ڈرائیور رکھنے سے گریز کریں' خاندان اور پوری مسلم سوسائٹی پر ان کے خطرات کا بیان۔ تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اور انجام بخیر صرف متقیوں کے لیے ہے۔ اور درود وسلام خاتم الانبیاء والمرسلین ہمارے نبی سیدنا محمد بن عبداللہ پر جو ہمارے قائد وہادی ورہبر ورہنما بھی ہیں اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر اور قیامت تک جو بھی آپ کی رہنمائی کے ذریعے ہدایت پر چلے گا۔

امابعد:

بے شمار لوگوں نے میرے پاس آ کر شکایت کی کہ غیر ملکی ڈرائیورز اور خدام کے نام پر ایک وبا پھیل چکی ہے۔ اور ان میں سے اکثر ڈرائیورز اور خدام غیر مسلم ہوتے ہیں۔ جبکہ ان کی سخت ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ مزید یہ کہ ان کی وجہ سے مسلمانوں کے عقائد اور اخلاق خراب ہو رہے ہیں۔ اور ان کی امن و سلامتی کو خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ اور ان مشکلات سے اب تک محفوظ صرف وہی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہو۔ اور بعض لوگوں نے مجھے اس بات کی ترغیب دی کہ اس موضوع پر میں کچھ لکھوں۔ جس میں مسلمانوں کی خیر خواہی مقصود ہو اور ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ان کی غفلت اور کسل مندی پر ٹوکا جائے۔ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا خواہاں ہوں۔

بلا شک وشبہ میں یہ مانتا ہوں کہ خدام ڈرائیوروں اور ہنر مند افراد کی کثرت مسلمانوں کے گھروں اور اہل وعیال میں ان کے داخلے کے سبب بڑے خطرناک نتائج سامنے آ رہے ہیں' اور کسی عقل مند سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اس حرکت سے ہم کتنا بڑا خسارہ اپنے ملک کے اندر پال رہے ہیں۔ میں اس کتابچہ کے ذریعے اس مشکل کے مویدین اور مخالفین کے نام شمار نہیں کرنا چاہتا' اور ان کی وہ برائیاں نہیں لکھنا چاہتا جو ہمارے اسلامی معاشرے میں ان کی وجہ سے ظاہر ہوئی ہیں۔ چونکہ ایسے لوگوں کی درآمد خود یہاں کے باشندوں کی مرہون منت ہے' ان کی اجتماعی غفلت اور کسل مندی اور اپنی اجتماعی ذمہ داری سے منہ موڑنے کا نتیجہ ہے' پھر وہ عورتوں کے پاس خلوت میں چلے جاتے ہیں۔ دور ونزدیک کے سفر میں ان کے ہمرکاب ہو جاتے ہیں بلکہ وہ اندرون خانہ جا کر عورتوں کے ساتھ خلط ملط ہو جاتے ہیں' یہ مرد ملازمین کی بات تھی لیکن غیر ملکی خادمات کا نقصان غیر ملکی مردوں کے نقصان اور خطرے سے کسی صورت کم نہیں۔ چونکہ وہ شرعی پردہ نہیں کرتیں اس لیے مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھتی ہیں۔ بلکہ اندرون خانہ مردوں کے ساتھ

خلوت میں چلی جاتی ہیں۔ بسا اوقات یہ خادمائیں خوبصورت' صحت مند اور نو عمر ہوتی ہیں۔ اور اپنے ملکوں کی ثقافت میں رنگے ہونے کی وجہ سے پہلے سے داغدار ہوتی ہیں۔ کیونکہ دیگر ملکوں میں بے حجابی' مادر و پدر آزادی' زنا اور بدکاری کے اڈے عام ہیں۔ نیز بیرونی خادمات سے بیشتر عریاں فلمیں دیکھنے' گانے سننے میں فرحت محسوس کرتی ہیں اور بے حیائی کے مناظر دیکھ کر لذت محسوس کرتی ہیں۔ ان باتوں پر مستزاد یہ کہ وہ باطل مذاہب' جھوٹے دین اور غیر اسلامی ملبوسات کی عادی ہوتی ہیں اور کھانے پینے کے معاملے میں حرام و حلال کی کوئی پہچان نہیں رکھتیں۔ بلکہ شراب کی عادی ہیں۔ (اور منشیات کو استعمال کرتی ہیں اور اپنی کافر حکومتوں کے لیے جاسوسی بھی کرتی ہیں) مترجم)

اور یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ جزیرہ عرب میں کافروں کی رہائش منع ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جزیرہ عرب سے کافروں کو نکالنے کا حکم دیا تھا۔ ①

لہٰذا جزیرہ عرب میں کافر اب داخل نہیں ہو سکتے۔ ہم جب مسلمانوں کے فائدے کیلئے شدید ضرورت ہو تو کافروں کو عارضی طور پر جزیرہ عرب میں منگوایا جا سکتا ہے۔ ②

---

① بخاری۔ کتاب الجهاد : باب هل يستشفع الى اهل الذمة (ح ٣٠٥٣)

مسلم۔ كتاب الوصية : باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه (ح ١٦٣٧)

② یہاں فضیلۃ الشیخ سے چونکہ سوال بھی عرب میں کافر خدام کے منگوانے سے متعلق کیا گیا ہے اور جزیرۃ العرب میں کافروں کے داخلہ کی ممانعت بھی صحیح حدیث میں وارد ہے۔ اس لیے شیخ ابن باز رحمہ اللہ یہاں جزیرۃ العرب کا خصوصیت سے ذکر کر رہے ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ کافر خدام اور خادمائیں وہ جس اسلامی ملک میں بھی مسلم خاندانوں میں آئیں گی اپنے کافرانہ اور فاحشانہ اثرات ضرور چھوڑیں گی اور ان کی آمد فتنوں سے خالی نہ ہوگی۔ رہا مسئلہ کفار کے ممالک میں مسلم گھرانوں کا' تو وہاں ان کا نقصان اور فتنہ مسلم ممالک کی نسبت بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اس لیے کہ مسلم ممالک میں تو ان کو پھر بھی وہاں کے اسلامی کلچر ←

لہٰذا کفار کو نہ بلوایا جا سکتا ہے نہ حکومت اسلامی کے لیے جائز ہے کہ ان کو منگوانے کی اجازت دے۔ یعنی خلاصہ بحث یہ ہوا کہ جزیرہ عرب میں دو دین اکٹھے برابری کی بنیاد پر نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ یہی تو دین اسلام کا قلعہ ہے۔ اس کا منبع اور مہبط وحی ہے۔ لہٰذا یہاں کفار کو مستقل طور پر قطعاً نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ہاں البتہ حکمران کی اجازت اور مشورے سے کچھ عرصے کے لیے عارضی طور پر منگوائے جا سکتے ہیں جیسے سفیر وغیرہ۔ یا وہ بشکل تجار جو ضرورت کے وقت مسلمانوں کے لیے سامان ضرورت لائیں اور فروخت کرنے کے بعد چلے جائیں' اس طرح کے معاملے میں حکومت اسلامی کے وضع کردہ قوانین کا احترام ضروری ہے۔

لہٰذا جزیرہ عرب میں غیر مسلموں کا وجود بہت بڑے خطرے کی علامت ہے۔ وہ مسلمانوں کے عقائد' اخلاق اور حلت وحرمت کو پامال کرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات مسلمان کفار کے ساتھ دوستی اور محبت قائم کر لیتے ہیں اور ان کی ثقافت میں اپنے آپ کو رنگ لیتے ہیں' اور ان کے لباس پہننے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ لہٰذا جو بھی خادم یا خادمہ اور ڈرائیور باہر سے لانے کی ضرورت محسوس

لے تہذیب وثقافت اور مذہبی اقدار کا مسلمانوں کے ڈر سے پاس رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن کافروں کے ممالک میں واقع مسلم گھرانوں میں تو ان کو کسی قسم کا خطرہ یا ڈر نہیں ہوتا بلکہ وہ آزاد وخود مختار ہوتے ہیں اور خالصتاً کافرانہ تہذیب وثقافت کو مسلم خاندانوں کے بڑے بچوں میں پروان چڑھا کر ان کو برائیوں کا رسیا اور دین سے بیزار کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ وہاں حکومت بھی ان کی' ملک بھی ان کا' تہذیب وثقافت بھی ان کی ہوتی ہے' عدلیہ وانتظامیہ بھی ان کی...... لہٰذا وہ بغیر کسی لگی لپٹی کے دوران کام اسلام پر کبھی علی الاعلان اور کبھی غیر محسوس انداز میں حملے کرتے ہیں اور اس کو اپنی تنقیص وتنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ امریکہ' برطانیہ' اٹلی' ہندوستان' جرمنی اور فرانس ایسے ممالک میں سرفہرست ہیں اور وہاں رہنے والے مسلمان ایسے حالات سے خاص طور پر دوچار ہوتے ہیں' اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ وہاں بھی غیر مسلم خادمات کو مسلم گھرانوں سے دور رکھا جائے۔

کرے تو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ مسلمانوں کو لائے' کافروں سے نہ لائے۔ اور کوشش یہ کرے کہ مسلمانوں میں سے بھی جو نیکی کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہو اس کو اختیار کرے۔ اور وہ برائی اور گناہ اور ظاہری فسق و فجور سے پرہیز کرنے والا ہو۔ چنانچہ بیشتر اشخاص اسلام کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن اسلامی احکامات و اخلاقیات کی پابندی نہیں کرتے' جس کے سبب نقصان عظیم اور فساد کبیر نمودار ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ہم اللہ سے دعاء کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حالات درست فرمائے اور ان کے لیے ان کا دین اور ان کے اخلاق محفوظ فرمائے۔ اور ان کو اپنی حرام کردہ اشیاء کا محتاج نہ بنائے اور وہ مسلمانوں کے حکمرانوں کو ہر اس کام کی توفیق دے' جو مسلمانوں اور ان کے ملکوں کے لیے فائدہ مند ہوں اور حکمرانوں کو برائی اور برے لوگوں کے خاتمے کی توفیق دے' بے شک اللہ تعالیٰ بڑا سخی اور کریم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا درود رحمت ہمارے نبی محمد بن عبداللہ اور ان کی آل اور اصحاب پر ہو جائے۔

غیر مسلم خادمہ سے خدمت لینا کیسا ہے؟

سوال: کیا غیر مسلم خادمہ سے خدمت لی جا سکتی ہے؟

جواب: غیر مسلم خادم اور خادمہ کو لانا بالکل جائز نہیں اور یہی حکم غیر مسلم ڈرائیور اور غیر مسلم ہنر مند اور غیر ہنر مند افراد کا بھی ہے۔ جزیرہ عرب میں کافروں کا داخلہ بالکل بند ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جزیرہ عرب سے یہود و نصاریٰ کو نکالنے کا حکم[1] دے کر مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ یہاں صرف مسلمان رہ سکتے ہیں۔ جبکہ اپنی وفات سے چند روز قبل آپ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ جزیرہ عرب سے تمام

[1] مسلم ـ كتاب الجهاد : باب اخراج اليهود و النصارىٰ من جزيرة العرب (ح١٧٦٧)

مشرکوں کو نکال دیا جائے۔ [1] نیز مسلمان ملکوں میں کافر مردوں اور عورتوں کی آمد سے اسلامی عقیدہ' اخلاق' اور بچوں کی تربیت پر بہت برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا جزیرہ عرب سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے کافروں کو نکالنا ہم سب پر واجب ہے۔ تاکہ شرک اور فساد جڑ سے ہی اکھڑ جائیں۔ اور اللہ ہی حق بات کی توفیق دینے والا ہے۔

غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ عورت کا سفر کرنا:

سوال: کیا غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ تنہا عورت سفر کر سکتی ہے' تا کہ وہ شہر کے اندر پہنچ سکے۔ یا پھر کیا عورتیں تنہا غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ سفر کر سکتی ہیں؟

جواب: غیر محرم مرد کے ساتھ عورت تنہائی میں سفر نہیں کر سکتی جب تک اس کا اپنا محرم اس کے ساتھ موجود نہ ہو۔ کیونکہ یہ خلوت محرمہ کی صورت ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے [2] ''محرم کے بغیر عورت کی تنہائی میں غیر محرم مرد کا داخلہ منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں جاتا مگر ان دو میں تیسرا شیطان ہوتا ہے''۔ [3]

تاہم عورت کے ساتھ دوسری عورت یا کوئی اور مرد یا زیادہ موجود ہوں تو پھر خلوت ختم ہو جاتی ہے اور اس طرح کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ کوئی مشکوک معاملہ نہ ہو۔ لیکن استثنائی صورت بحالت قیام کی ہے۔ جبکہ عورت کے لیے اپنے محرم کے بغیر سفر کرنا حرام ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت اپنے محرم کے بغیر سفر

---

① بخاری۔ کتاب الجهاد : باب هل یستشفع الی اهل الذمة (ح ۳۰۵۳)
مسلم۔ کتاب الوصية : باب ترك الوصية لمن ليس له شیء يوصی فيه (ح ۱۶۳۷)
② بخاری۔ کتاب جزاء الصيد : باب حج النساء (ح ۱۸۶۲)
مسلم۔ کتاب الحج : باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغيره (ح ۱۳٤۱)
③ ترمذی۔ کتاب الفتن : باب ماجاء فی لزوم الجماعة (ح ۲۱٦۵)

نہ کرے۔①

سفر چاہے بری ہو یا فضائی ہو یا سمندر میں ہو۔ سب کا حکم ایک جیسا ہی ہے۔ (توفیق کا مالک اللہ ہی ہے)۔

ڈالی سے ٹوٹے ہوئے پھول

گھروں میں خادمائیں اور آیائیں عام طور پر اس لیے رکھی جاتی ہیں کہ وہ معصوم بچوں کی دیکھ بھال کر سکیں۔ اس طرح مائیں اپنے بچے خادماؤں کے سپرد کر کے خود ان کی دیکھ بھال اور تربیت سے بری الذمہ ہو جاتی ہیں۔ یوں بچے ماں کی محبت و شفقت سے محروم ہو جاتے ہیں' یہ عمل ان کی مستقبل کی زندگی پر برے اثرات مرتب کرتا ہے۔ جو بچے بچپن میں ماں باپ کی محبت سے محروم رہ جاتے ہیں وہ طرح طرح کی نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں کا شکار بھی ہو جاتے ہیں اور ان کی شخصیت بھی ہمیشہ ادھوری رہتی ہے۔ ماں باپ کی بچوں سے دوری ان کے لیے کس قدر تباہ کن اور ہلاکت خیز ثابت ہوتی ہے' اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے ہم آپ کے سامنے ضیا شاہد چیف ایڈیٹر خبریں کا ایک مضمون آپ کے سامنے رکھتے ہیں' وہ لکھتے ہیں:

دفتر میں میرے کام کی نوعیت ہی کچھ اِس قسم کی ہے کہ انگریزی اور اُردو زبان میں شائع ہونے والے کم و بیش سب پرچوں کو ایک نظر دیکھنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے میرے کمرے میں' میز پر الماری میں ہر وقت روزناموں' ہفت روزوں اور ماہناموں کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔ ہر چوتھے پانچویں روز میں بالخصوص انگریزی رسالوں کو نئی ترتیب سے رکھتا ہوں' زائد رسالے لائبریری میں بھجواتا ہوں' ضروری

① بخاری۔ کتاب التقصیر : باب فی کم یقصر الصلاۃ؟ (ح ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۸)
مسلم۔ کتاب الحج: باب سفر المرأۃ مع محرم الی حج وغیرہ (ح۱۳۳۸۔۱۳۴۰)

رسالوں سے کٹنگ لے کر یا نشان لگا کر دراز میں رکھ لیتا ہوں' تا کہ ان میں کوئی چیز کام کی ہے' تو اسے اُردو میں منتقل کرایا جا سکے۔ پچھلے ہفتے جب میں ایک مضمون کے نیچے بچی ہوئی جگہ کے لیے الماری میں سے کوئی اچھا سا اقتباس تلاش کر رہا تھا تو میری نظر ایک پھٹے ہوئے ورق پر پڑی' جو بڑے سائز کے رسالوں میں دبا ہوا تھا۔ ایک دلچسپ سرخی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا: ''ساڑھے چار سالہ لڑکی جو کتیا سے لپٹ کر سوتی تھی''۔ اوپر سے نیچے سے پھٹے ہوئے اس ورق پر گو رسالے کا نام نہیں ہے' لیکن سائز اور طباعت سے معلوم ہوتا ہے ''ویک اینڈ'' یا اسی طرح کے کسی مصور پرچے کا ورق ہے۔ ای ڈی ریڈ فورڈ کا مضمون کچھ اس طرح سے ہے:

''نیویارک کے مضافاتی علاقے میں ہیم سن' بچوں کی ایک اعلیٰ درجے کی اقامت گاہ ہے۔ اونچے طبقے کے وہ لوگ جو کسی وجہ سے اپنے بچوں کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے' انہیں اس اقامت گاہ میں داخل کرا دیتے ہیں۔ یہاں معقول معاوضہ لے کر بچوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ نو زائیدہ بچوں کے لیے الگ شعبہ ہے اور تین سال سے چھ سال تک کے بچوں کے لیے الگ شعبہ۔ اس سے بڑے بچے جن کی عمر زیادہ سے زیادہ دس برس ہوتی ہے' چھوٹے بچوں کے کمروں سے کچھ فاصلے پر رہتے ہیں۔ اقامت گاہ کی عمارت نہایت خوبصورت اور آرام دہ ہے' ائیر کنڈیشنڈ کمرے' ہر کمرے سے ملحقہ غسل خانے' وسیع و عریض طعام گاہ' کھیل کے میدان' نہانے کے تالاب' لائبریری' ایک چھوٹا سا سینما ہاؤس' غرض یہاں وہ سب سہولتیں ہیں جن کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ ہر بچے کو اپنے ہم عمروں کے ساتھ رکھا جاتا ہے اور ہر دس چھوٹے بچوں پر ایک آیا مقرر ہے' جو چھ گھنٹے تک ان کے ساتھ رہتی ہے۔ رات کے وقت آیاؤں کی تعداد کم کر دی جاتی ہے اور ہر بیس بچوں پر ایک آیا مقرر ہوتی ہے۔ نوزائیدہ بچوں کا طبی معائنہ ہر روز ہوتا ہے۔ تین سال کی

عمر تک کے بچوں کا طبی معائنہ ہفتے میں ایک روز ہوتا ہے اور اس سے بڑے بچوں کو پندرہ دنوں میں ایک مرتبہ معائنہ کرنا پڑتا ہے۔

بچوں کو جو مختلف اسکولوں میں پڑھتے ہیں' اسکول لے جانے یا واپس لانے کے لیے پانچ خوبصورت اور آرام دہ بسیں موجود ہیں۔ ہیم سن کی طعام گاہ میں بچوں کے لیے نہایت اعلیٰ کھانا تیار کیا جاتا ہے' جو ڈاکٹر کی رپورٹ کے مطابق ہوتا ہے۔ باورچی خانہ انتہائی صاف ستھرا اور کھانے کے کمرے میں بچوں کی مدد کے لیے کئی آیائیں موجود رہتی ہیں۔ ہیم سن میں نشستیں کم ہیں اور داخلے کے خواہش مند زیادہ' چنانچہ بعض درجوں میں تو لوگ کئی کئی ماہ پہلے نشستیں محفوظ کرا لیتے ہیں۔ عام طور پر یہاں رہنے والے بچے ذہنی اور جسمانی اعتبار سے اپنے ہم عمر بچوں سے جو گھروں میں رہتے ہیں' آگے نکل جاتے ہیں' کیونکہ گھروں میں رہنے والے بچوں پر اتنی توجہ نہیں دی جاسکتی''۔

اس مختصر سے تعارف کے بعد مضمون نگار لکھتا ہے:

> ''تعجب ہے اتنے اچھے ماحول میں رہنے کے باوجود لوئیزا گارڈن اس بیماری کا شکار کیونکر ہوئی جس نے ملک کے بیشتر ڈاکٹروں' نفسیات کے ماہروں اور فلاح کاروں کو ششدر کر دیا''۔ واقعات کچھ اس طرح بیان کیے گئے ہیں:

لوئیز گارڈن' ہیم سن اقامت گاہ میں گزشتہ تین برس سے رہتی تھی۔ اس کے والد مسٹر مائیکل۔ جے۔ گارڈن لوہے کی ایک فرم میں اسسٹنٹ جنرل مینجر کے عہدے پر فائز تھے' ماں جس کا نام صوفیہ تھا' ایک ہسپانوی عورت تھی۔ مائیکل اور صوفیہ کی ملاقات ہسپانیہ کے ایک ہوٹل میں ہوئی' جہاں مائیکل سیاحت کے دوران میں ٹھہرا ہوا تھا۔ جلد ہی اُن کی ملاقاتوں نے محبت کا رنگ اختیار کر لیا۔ مائیکل انتہائی مصروف آدمی تھا اور کئی سال کے بعد اس نے تفریح کے لیے تھوڑا سا وقت نکالا

تھا۔ اِس کے باوجود وہ دو ہفتے تک قصبہ لپریز کے اس چھوٹے سے ہوٹل میں ٹھہرا رہا اور صوفیہ جو اپنے دل میں ایک ناکام محبت کے زخم چھپائے بیٹھی تھی' مائیکل کی شخصیت سے شدید طور پر متاثر ہوئی۔ ایک گرجا گھر میں ان دونوں کی شادی ہوگئی۔

مائیکل کے دفتر سے بلاوے آ رہے تھے' اس لیے صوفیہ نے بھی جلد ہی تیاری کر لی اور مائیکل کے ساتھ نیویارک آ گئی۔ تیرہ ماہ بعد ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی۔ صوفیہ نے اس کا نام لوئیزا رکھا۔ ایک سال پانچ ماہ تک لوئیزا اپنے والدین کے گھر رہی۔ اس دوران میں میاں بیوی کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو گئے تھے۔ مائیکل کے پاس بیوی اور بچی کے لیے وقت نہ تھا اور صوفیہ شوہر کی بیگانگی سے تنگ آ چکی تھی۔ ایک روز جب اس نے مائیکل کو اپنے دفتر کی سیکرٹری سے رنگ رلیاں مناتے دیکھا' تو بھڑک اُٹھی اور بدلہ لینے کی غرض سے خود بھی ایک حبشی سے دوستی کر لی جو مائیکل کی فرم میں ڈرائیور تھا۔ بات زیادہ بڑھ گئی تھی' مائیکل دفتر کے اوقات کے بعد بھی اپنی سیکرٹری کے ساتھ کلبوں اور تفریح گاہوں میں گھومتا' تو صوفیہ سیاہ فام ٹام شیکن کے ساتھ دادِ عیش دیتی۔ ننھی لوئیزا' دن کے وقت ایک آیا کے رحم و کرم پر ہوتی' تو رات کے وقت دوسری آیا اس کی دیکھ بھال کرتی۔ آخر تین ماہ بعد جب لوئیزا کی عمر ایک سال آٹھ ماہ کی تھی' اس شرمناک ڈرامے کا ڈراپ سین ہوا' جو مائیکل اور صوفیہ مل کر کھیل رہے تھے۔ میاں بیوی کے درمیان طلاق ہو گئی۔ صوفیہ' بچی کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی' لیکن ٹام شیکن جو عنقریب اس کا شوہر بننے والا تھا' اُسے گھر میں رکھنے پر آمادہ نہ ہوا۔ ادھر مائیکل کے پاس بھی اتنا وقت نہ تھا کہ بچی کی غور پرداخت کر سکے یا ملازموں سے پرورش کرا سکے۔ اس نے اپنے وکیل سے مشورہ کیا' وکیل نے اسے اقامت گاہ ہیم سن کا پتہ دیا' مائیکل نے سال بھر کے اخراجات جمع کرائے اور لوئیزا کو وہاں داخل کرا دیا۔

چند ماہ تک وہ ہفتے میں ایک مرتبہ اور بعض اوقات پندرہ دن میں ایک مرتبہ

اپنی سیکرٹری لِلّی کے ساتھ لوئیزا کو دیکھنے آتا رہا' پھر فرم کے کاروبار کے سلسلے میں اُسے ملک سے باہر جانا پڑا۔ واپس آیا' تو فرم میں اس کا عہدہ بڑھ گیا تھا' اب وہ اکثر دوروں پر رہتا۔ آہستہ آہستہ وہ فون کر کے لوئیزا کی خیریت دریافت کرنے لگا' پھر یہ عادت بھی جاتی رہی۔ لوئیزا کا اپنے باپ سے صرف اتنا رابطہ رہ گیا کہ ہر ماہ ہیم سن اقامت گاہ کی ناظمہ' بچی کی جسمانی اور ذہنی صحت کی ماہانہ رپورٹیں مائیکل کے پتے پر پوسٹ کر دیتی۔ ہیم سن میں داخلے کے دوسرے سال کے اختتام پر چند رپورٹیں ناظمہ کے پاس واپس آ گئیں' ان پر لکھا تھا: ''مکتوب الیہ طویل دورے پر ملک سے باہر ہے''۔ فرم کی طرف سے البتہ ایک خط ناظمہ کو ملا جس میں درخواست کی گئی تھی کہ مسٹر مائیکل گارڈن کے واجب الادا بل' کیشیئر کے نام بھیجے جائیں' کیشیئر کو مسٹر مائیکل کی طرف سے ہدایت کر دی گئی ہے وہ سارے بل اُن کے کھاتے میں سے ادا کر دے گا۔

وقت گزرتا رہا۔ لوئیزا گارڈن' اقامت گاہ کے صاف ستھرے ماحول میں پرورش پاتی رہی۔ جب وہ چار سال سات ماہ کی ہوئی' یعنی جب اسے اقامت گاہ میں رہتے ہوئے تین سال ہو گئے' تو ایک روز اِس بات کا پتہ چلا کہ ہر رات وہ اپنے کمرے سے غائب ہو جاتی ہے۔ ناظمہ نے ایک چوکیدار اور تین عورتوں کو تحقیقات پر مقرر کیا۔ چوکیدار نے یہ رپورٹ دی:

''آج شام میں یہ دیکھنے کی غرض سے کہ نمبر ۱۹۲ یعنی لوئیزا گارڈن' رات کے وقت اپنے بستر سے غائب کیوں ہوتی ہے' کمرہ نمبر ۶۱ کے باہر برآمدے میں چھپ گیا۔ رات کے نو بجے جب کمرے کی بتی گل ہوئی' تو میں اپنی ڈیوٹی پر موجود تھا۔ ٹھیک آدھ گھنٹے بعد جب تینوں لڑکیاں سو چکی تھیں' لوئیزا اپنے بستر سے اٹھی اور دبے پاؤں چلتی ہوئی کھڑکی تک پہنچی۔ کھڑکی بند تھی' مگر لوئیزا نے ایک سٹول اُٹھا کر کھڑکی کے پاس رکھا اور آواز پیدا کیے بغیر کھڑکی کی چٹخنی اتار کر پٹ کھولا اور باہر

نکل گئی۔ برآمدے کے فرش پر کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھا اور اطمینان کر لینے کے بعد کہ کوئی متنفس نظر نہیں آتا' کھڑکی دوبارہ بند کر دی' پھر وہ دبے پاؤں چلتی ہوئی کھیل کے میدان میں پہنچی' وہاں سے نہانے کے تالاب کا چکر کاٹ کر اقامت گاہ کی بیرونی دیوار کے پاس گئی اور پھول دار جھاڑیوں میں گھس گئی۔ میں ناظمہ کی ہدایت کے مطابق اس کا پیچھا کر رہا تھا۔کئی بار اس نے رُک کر دائیں بائیں دیکھا۔ وہ بہت محتاط نظر آتی تھی۔ دائیں ہاتھ میں پلاسٹک کا ایک لفافہ تھا جس میں کوئی وزنی چیز بند تھی۔ جھاڑیوں کے اندر ہی اندر وہ اقامت گاہ کے اس حصے میں پہنچی جہاں پرانے فلش سسٹم کے بڑے بڑے گٹر تھے۔اب یہ سسٹم کام نہیں کرتا اور اس کی جگہ متبادل انتظام کر دیا گیا ہے۔لوئیزا ایک گٹر میں اُتر گئی اور دیر تک باہر نہ نکلی۔ میں بھی گٹر میں اُترا اور زیرزمین اس سمت میں چلا جدھر لوئیزا گئی تھی۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد روشنی نظر آئی۔ بیرونی دروازے کے قریب ایک اور گٹر کا منہ تھوڑا سا کھلا تھا اور اس میں سے روشنی اندر آ رہی تھی۔اس گٹر کے نیچے لوئیزا لیٹی ہوئی تھی' لیکن وہ اکیلی نہ تھی' سیاہ رنگ کی ایک جھڑے ہوئے بالوں والی بوڑھی کتیا بھی اس کے ساتھ تھی۔لوئیزا کا سر' کتیا کے پیٹ پر رکھا تھا اور وہ اسے ہولے ہولے تھپتھپا رہی تھی۔ پاس ہی وہ لفافہ کھلا پڑا تھا جسے میں نے لوئیزا کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ لفافے میں سے نکلی ہوئی چیزیں یہ تھیں : چند ہڈیاں جنہیں شاید طعام گاہ کی میز پر سے جمع کیا گیا تھا' خشک روٹی کا ایک ٹکڑا' پلاسٹک کے لفافے میں بند دودھ' جو اقامت گاہ کے ہر بچے کو ملتا ہے' ایک ٹافی اور تھوڑی سی شکر۔معلوم ہوتا تھا یہ سب چیزیں لوئیزا نے بڑی محنت سے جمع کی ہیں۔فرش پر بکھری ہوئی ہڈیوں' خالی ڈبوں اور لفافوں سے اندازہ ہوا کہ ہر روز وہ کتیا کے لیے کچھ نہ کچھ لے کر آتی ہے۔

میرے قدموں کی آہٹ سن کر کتیا نے کان کھڑے کیے اور ہڈی چھوڑ کر جسے وہ چچوڑ رہی تھی' بھونکنے لگی۔لوئیزا فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی اور میری طرف مڑ کر

دیکھا۔ اگر میرے کانوں نے دھوکا نہیں کھایا' تو اس کے حلق سے کچھ عجیب سی آواز نکلی جو یقیناً انسان سے زیادہ کتے کے بھونکنے سے مشابہت رکھتی تھی۔ میں نے زبردستی اسے اٹھانا چاہا' لیکن وہ دانتوں سے مجھے کاٹنے لگی۔ کتیا بھی مجھ پر پل پڑی اور میرے لیے اپنا بچاؤ مشکل ہو گیا۔ میں نے ڈنڈے سے جو میرے ہاتھ میں تھا' کتیا کے سر پر پے در پے ضربیں لگائیں' یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ میں چیختی اور اپنے کپڑے پھاڑتی ہوئی لوئیزا کو اُٹھا کر اقامت گاہ میں لے آیا''۔

لوئیزا پر جیسے پاگل پن کا دورہ پڑا تھا' وہ مسلسل چیخ رہی تھی' اسے ہسپتال میں پہنچایا گیا اور وہاں خواب آور دوا دے کر سلا دیا گیا' لیکن جب اس کی آنکھ کھلتی' وہ پھر چیخنے لگتی' چند روز اس پر نیم بے ہوشی کا عالم رہا۔

کم وبیش دو ہفتے کے علاج کے بعد اُسے دماغی امراض کے ایک ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا۔ یہاں وہ ایک ماہ تک رہی اور پانچ ڈاکٹر اُس کی دیکھ بھال کرتے رہے' پھر وہ بورڈ مقرر کیا گیا جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں' تاکہ اس بچی کی ذہنی کیفیت کا جائزہ لیا جا سکے۔ یہ بورڈ اپنی رپورٹ مرتب کر ہی رہا تھا کہ ایک اور واقعہ پیش آ گیا۔

ڈاکٹروں نے لوئیزا کے لیے آرام کا مشورہ دیا تھا۔ ناظمہ نے دماغی امراض کے ہسپتال سے اُسے واپس بلا لیا اور اقامت گاہ کا ایک نسبتاً بڑا اور آرام دہ کمرہ اُس کی رہائش کے لیے تجویز ہوا' ایک ڈاکٹر اور دو نرسوں کی ہمہ وقتی خدمات حاصل کی گئیں' ہر وقت ایک نرس لوئیزا کے بستر کے پاس بیٹھتی تھی' ملک کے نامی گرامی ماہرین نفسیات اور ماہرین صحت سے رابطہ پیدا کیا گیا اور ایک مقررہ تاریخ کو ان کا ایک اجتماع اقامت گاہ کی چار دیواری کے اندر ہونا قرار پایا۔

لیکن اس تاریخ سے پہلے ایک رات لوئیزا کو جو بالعموم خواب آور ادویہ کی وجہ سے سارا وقت بے ہوش یا نیم بے ہوش رہتی تھی' کمرے سے بھاگنے کا موقع مل

گیا۔ نرس جو ڈیوٹی پر متعین تھی' کسی دوست کے ساتھ پکچر دیکھنے کے لیے جانا چاہتی تھی' اس نے اپنی ساتھی نرس کو اس بات پر رضا مند کر لیا کہ آج میری جگہ رات کی ڈیوٹی دو۔ دوسری نرس دن بھر کی تھکی ہوئی تھی' اُسے نیند آ گئی۔ اس دوران میں لوئیزا پر خواب آور دوا کا اثر کم ہو گیا تھا' وہ فوراً اُٹھی اور شدید بخار کے باوجود دروازہ کھول کر چپکے سے باہر نکل گئی۔

رات طوفانی تھی' برفیلی ہوائیں چل رہی تھیں' ٹمپریچر اتنا گر چکا تھا کہ نہانے کے تالاب میں پانی کی سطح پر برف کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ صبح ساڑھے چار بجے نرس کی آنکھ کھلی' اُس نے بستر کی طرف دیکھا' لوئیزا غائب تھی۔ وہ اُٹھ کر ڈاکٹر کے کمرے میں گئی اور اسے جگایا۔ دونوں نے جلد ہی اقامت گاہ کے عملے کو خبردار کر دیا اور ہر جگہ اُس کی تلاش ہونے لگی۔ ڈاکٹر خود ٹارچ لے کر چوکیدار کے ساتھ اس گٹر کی طرف گیا جہاں لوئیزا کو کتیا کے ساتھ لیٹے دیکھا تھا اور وہاں سے وہ ناکام نہیں لوٹا' اس نے دونوں ہاتھوں پر لوئیزا کا جسم اُٹھا رکھا تھا۔ یہ جسم ٹھنڈا اور بے جان تھا۔

کچھ دیر بعد لوئیزا پوسٹ مارٹم کی میز پر تھی اور ڈاکٹر اس کی کھوپڑی توڑ رہے تھے تاکہ اندر گھس کر یہ دیکھ سکیں اُسے کیا مرض لاحق تھا۔ (جب تک وہ زندہ رہی کسی نے اس کے دل میں جھانک کر نہیں دیکھا تھا)۔

لوئیزا کی موت پر پولیس بھی اس بورڈ کے ساتھ تحقیقات میں شامل ہو گئی' اپنے اپنے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے والے ماہرین نے رپورٹ تیار کی۔

طبی ماہرین نے بتایا: بچے کے دماغ میں گو بظاہر کوئی نقص نہ تھا' لیکن اس کا دماغ بعض وجوہ کی بنا پر نامکمل رہ گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے بعض حصے اپنا کام نہیں کر رہے تھے یا پھر ان سے کام نہیں لیا گیا تھا۔ صدمے کا اثر شدید تھا' پہلے کتیا سے جدائی کا صدمہ؟ پھر اس کی موت کا صدمہ' یہ دونوں اس کے لیے مہلک ثابت ہوئے۔

ماہرین نفسیات کا خیال تھا: بچی شدید قسم کی تنہائی کا شکار تھی۔ کتیا سے دلچسپی

رکھنے کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بچپن میں جب نفسیات کی رو سے بچے کے ذہن پر شدید قسم کے اثرات مرتب ہوتے ہیں' اس کے ماں اور باپ کے باہمی تعلق اور بالخصوص باہمی جھگڑے سے یہ مرض پیدا ہوا۔ گو اس کے بچپن کے حالات تفصیل سے معلوم نہیں ہو سکے' تاہم گمان غالب ہے وہ ماں اور باپ کی طرف سے محبت نہ پا کر کسی پالتو کتے یا کتیا سے پیار کرنے لگی ہو۔ بعد میں جب یہ کتا یا کتیا بھی اس سے چھن گئی اور اسے اقامت گاہ میں داخل کر دیا گیا' تو یہی محبت اُس بوڑھی کتیا کی طرف منتقل ہو گئی۔

پولیس نے بڑی جانفشانی سے لوئیزا کے وہ سارے حالات معلوم کیے جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ مسٹر مائیکل ان دنوں بھی ملک سے باہر تھے۔ صوفیہ کے بارے میں معلوم ہوا وہ حبشی کو چھوڑ کر واپس ہسپانیہ جا چکی ہے اور وہاں ایک ہوٹل میں پیشہ ور رقاصہ ہے۔ ایک نئی بات جسے پولیس نے دریافت کیا' یہ کہ لوئیزا کی ساتھی کتیا پڑوس کے ایک گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ بڑھاپے کی وجہ سے کوئی اس پر توجہ نہ دیتا تھا۔ حالانکہ جوانی اس نے بڑے ناز و نعم سے گزاری تھی۔ البتہ اس کے پلے اب گھر میں سب کی نگاہوں کا مرکز تھے۔

پادری نے ایک طول طویک تبلیغی تقریر کے بعد کہا کہ یہ سب مذہبی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ہے اور ہر اقامت گاہ کے ساتھ چرچ اور پادریوں کا ہونا لازمی ہے۔ مجھے افسوس ہے بقیہ ماہرین کی فاضلانہ رائے سے باخبر نہ ہو سکا' کیونکہ اس ایک صفحے پر اتنا ہی مضمون تھا۔

یہ سطریں لکھتے وقت لوئیزا کی ٹھنڈی اور نیلی لاش جیسے میرے سامنے ہے اور اپنی بے زبانی سے ایک منافق معاشرے کے منافق ماہرین کی منافقت سے بھری ہوئی رپورٹ کی حقیقت ظاہر کر رہی ہے۔ جھوٹ کے یہ پجاری بھلا اپنی غلطی کیوں مانیں گے۔ اُنہیں لوئیزا کے مسئلے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے جب وہ خود انسانی محبت

وشفقت کے جذبات سے محروم رہے اور اسی بے رحم ماحول کی پیداوار ہیں جس میں تم پلیں بڑھیں...... لیکن میری بچی' مریض تم نہیں' وہ معاشرہ تھا جس کے زہر میں بجھے ہوئے تیر ہمیشہ تمہارے معصوم اور بے داغ دل کو چھلنی کرتے تھے...... کم وبیش ایک کروڑ کی آبادی میں تم ''تنہائی کا شکار'' تھیں اور مادی ساز وسامان کی موجودگی کے باوجود تمہیں شدید قسم کی ''محرومی کا احساس'' تھا...... اس کی وجہ میں اچھی طرح جانتا ہوں...... اس لیے میری ننھی شہزادی کہ تمہیں خوبصورت کپڑوں' ایئر کنڈیشنڈ کمروں اور نرم بستر کی ضرورت نہیں تھی...... تمہیں ایک مہربان دل کی دھڑکنیں درکار تھیں...... تمہیں ماں کی ممتا چاہیے تھی...... تم باپ کی شفقت کی متلاشی تھیں...... تم عزیزوں' رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی محبت کی بھوکی تھیں...... اور یہ سب کچھ تمہیں اس فاقہ زدہ' مریل اور بیمار کتیا میں نظر آیا...... جو خود اپنے مالکان کی بے توجہی کا شکار تھی۔

آج سے پندرہ بیس برس پیشتر میں فخر سے یہ کہہ سکتا تھا ہم تمہارے معاشرے کی نظر میں غیر مہذب اور کم ترقی یافتہ سہی' لیکن ہمارے ہاں ہر گھر میں بچوں کو روٹی ملے نہ ملے' پیار کی دولت ضرور مل جاتی تھی اور اس دولت سے تو جانوروں کے بچے بھی محروم نہیں رہتے' لیکن اب یہ دعویٰ کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے کیونکہ ہمارے اعلیٰ طبقے میں' جس کی پیروی باقی طبقے بھی کرنے کی کوشش کرتے ہیں' بچے بالعموم آیاؤں' خانساموں' ڈرائیوروں اور اوپر کا کام کرنے والے دوسرے ملازموں کی گود میں پرورش پاتے ہیں۔ اس طبقے کے والدین کا خیال ہے کہ بچوں کے لیے محبت وشفقت بھی بازار سے خریدی جاسکتی ہے۔ شاید ہم ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہنا نہیں چاہتے۔ [1]

---

[1] ماہنامہ اردو اگست ۱۹۶۹ء

بربادی کا چوتھا محرک

ہیجڑوں کو گھروں سے نکال دو

امام بخاری نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے (عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والوں کو گھروں سے نکالنے کا بیان) سیدنا ابن عباس کی حدیث ذکر کی، انہوں نے کہا:

((لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَلْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ))(وَقَالَ)((اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ))[1]

"رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی جو ہیجڑے ہوں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسے لوگوں کو گھروں سے نکال دو"۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں ہیجڑے کو گھر سے نکال دیا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فلاں ہیجڑے کو گھر سے نکال دیا۔[2]

سیدۃ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے اور گھر میں ایک ہیجڑا بھی تھا۔ ہیجڑے نے ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ کو کہا: اگر کل تک اللہ تعالیٰ تمہیں طائف کی فتح عطا کر دے۔ تو میں تجھے غیلان (حکمران طائف) کی اس بیٹی کی بابت بتاؤں گا کہ آتے ہوئے جس کے چار بل (موٹائی

① بخاری۔ کتاب اللباس : باب اخراج المتشبھین بالنساء من البیوت (ح ٥٨٨٦)

② فتح الباری ج ١٠ ص ٣٣٣

کے باعث پہلوں میں نمودار ہونے والے) ہوتے ہیں اور جاتے ہوئے آٹھ بل ہوتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُمْ)) [1]

("آج کے بعد) یہ ہرگز تمہارے پاس نہ آئے"۔

ان احادیث کی روشنی میں وہ لوگ بھی غور کریں جو شادی بیاہ اور بچے کی ولادت کے موقع پر ہیجڑوں کے گانے بجانے اور ناچنے کو "خوشی کا موقع ہے" کہہ کر جائز کر لیتے ہیں اور ان کی عورتیں بھی بے حجاب ان تقاریب میں شریک ہوتی ہیں اور بیلیں دے کر حصہ لیتی ہیں۔ وہ مرد جو شکل وصورت یا حرکات وسکنات اور گفتگو میں عورتوں کے ساتھ مشابہہ ہو اسے مخنث کہتے ہیں۔ اگر وہ پیدائشی طور پر ایسا ہو تو اس کی مذمت نہیں کرنا چاہیے۔ بہرحال اس پر لازم ہے کہ حسب استطاعت اپنی مشابہت ختم کر لے۔

لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے اسے مرد پیدا کیا اور وہ جان بوجھ کر عورتوں کی نقل اتارتا ہے۔ تو اسے ہیجڑا کہیں گے خواہ اس کا کردار صاف وشفاف ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اصحاب رسول کے گھروں میں آنے والے ہیجڑے کے متعلق یہ گمان کیا جاتا کہ اسے مردانگی کا کوئی شعور نہیں۔ اور بعض روایات کے مطابق اس کا نام "ہیت" تھا۔

لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی سے یہ سنا کہ وہ عورتوں کے جسم کے خفیہ مقامات کی تشریح بڑے مزے لے کر کرتا ہے۔ تو اتنی بات پر آپ ﷺ نے اسے گھروں میں آنے سے منع کر دیا۔ کیونکہ اس سے برائی پھیلنے کا اندیشہ تھا'

---

[1] بخاری۔ کتاب النکاح : باب ما ینھی من دخول المتشبھین بالنساء علی المرأة (ح۵۲۳۵)

مسلم۔ کتاب السلام: باب منع المخنث من الدخول علی النساء الاجانب (ح ۲۱۸۰)

ہوسکتا ہے کہ وہ گھر میں موجود عورتوں کے خفیہ گوشے غیر محرم مردوں کے سامنے بے نقاب کر دیتا ہو۔ یا کوئی گھر کے افراد میں سے متاثر ہو جاتا اور وہ بھی عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا۔ یا کوئی عورت مردوں کی مشابہت اپنا لیتی۔ مثلاً: مرد اگر عورتوں کی نقل اتارنے لگیں تو مچلتی مچلتی چال چلیں یا اپنی آواز پست کر لیں۔ یا اس سے برائی جنم لے لیتی۔

مذکورہ بحث کے بعد ہم آج ایک دوسرے سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ جو امت' امت جہاد تھی کیا اس کے لیے اس سے بڑی بدنصیبی و خفگی کا مقام ہے' نہ کہ اس کے بیشتر مرد عورتوں سے مشابہت اختیار کر چکے ہیں اور خصوصاً غیر مسلم خدام کے ساتھ' جو ہمارے گھروں میں موجود ہیں۔ بلکہ مسلمان بچوں اور بچیوں پر عملی طور پر غیر مسلموں کی نقالی کرنے کی وجہ سے برے اثرات پڑ رہے ہیں۔ سوسائٹی میں کچھ لوگ پہچانے ہی ''صنف ثالث'' کے نام سے جاتے ہیں۔

اگر آپ رسول اللہ ﷺ اور اصحاب رسول اللہ سے اس مسئلے میں اعلان جنگ اور ان کی غیرت کے نمونے دیکھنا چاہتے ہیں تو درج ذیل فرمان رسول پر غور کریں:

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ہیجڑے کے پاس سے ہوا' جس نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں پر عورتوں کی طرح مہندی لگائی ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ نے اسے صحراء میں ایک مقام بعید (نقیع) کی طرف بھیج دیا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: کیا ہم اسے قتل کر دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّی نُهِیتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّینَ)) [1]

''مجھے نمازیوں کے قتل سے روکا گیا ہے''۔

---

[1] ابوداؤد۔ کتاب الادب: باب الحکم فی المخنثین (ح ۴۹۲۸) صحیح الجامع ۲۵۰۲

بربادی کا پانچواں محرک

ٹیلی ویژن کے خطرات سے بچو!

موجودہ دور میں شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جو پردہ سکرین والے آلات سے خالی ہو۔ ایسے آلات کے فوائد بہت کم ہیں جبکہ بیشتر نقصانات کے حامل اور اخلاقی اقدار کی تباہی و بربادی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ڈش کیبل اور انٹرنیٹ جیسے وہ آلات ہیں جن کے ذریعے غیر مسلم دنیا سے فحش فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ اور ان آلات کے ذریعے فلموں کا انتشار اور ان کی تجارت پر کنٹرول تقریباً محال و ناممکن ہو چکا ہے۔

درج ذیل سطور میں ہم ان آلات سے پیدا ہونے والی برائیوں اور خسارے کا ذکر کریں گے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے عنقریب وہ ان برائیوں کی اصلاح کی کوشش ضرور کرے گا۔

(۱) عقیدے کے اعتبار سے

ان آلات کے ذریعے کفر یہ ثقافت پر مبنی فلمیں دیکھ کر اہل کفر کے طور طریقے اور ان کے باطل ادیان کی مخصوص علامات اختیار کی جاتی ہیں۔ مثلاً: صلیب' رادھا کی مورتی' مقدس عبادت گاہیں۔ محبت اور بھلائی و برائی کے معبود۔ نیز روشنی اور اندھیرے شفاء اور بیماری کے معبود۔ اسی طرح وہ فلمیں بھی مسلمانوں کو متاثر کرتی ہیں جن میں عیسائیت کی تبلیغ و دعوت دی جاتی ہے۔

❁ مخلوقات کے متعلق یہ فکر پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ بھی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی

طرح زندگی اور موت کا اختیار رکھتی ہیں۔ اور اس طرح کے مناظر مثلاً : جادو کی چھڑی یا صلیب کے ذریعے مردوں کو زندہ ہوتے دکھایا جاتا ہے۔

✿ اکثر اوقات توحید کے منافی امور مثلاً : خود ساختہ مکرو دجل' شعبدہ بازی اور جادوگری' علم نجوم کی کرشمہ سازیاں اور علم غیب کے دعاوی باطلہ ہی پردہ سکرین پر دکھائے جاتے ہیں' جو عقیدہ توحید کے منافی ہیں۔

✿ فلموں کے کرداروں کی عزت وتوقیر دیکھ کر خوش ہونے والوں کے دلوں میں رچ بس جاتی ہے۔ جب وہ باطل ادیان و مذاہب کو فلاح و بہبود کا ضامن بنا کر دکھلاتے ہیں۔ جیسے عیسائیوں کا فادر اور پوپ وغیرہ یا وہ راہبہ جو کہ بیماروں کی تیمار داری کرتی ہے۔ اور بھلائی کے دیگر کام کرتی ہے۔ بیشتر ڈراموں اور فلموں میں غیر اللہ کی قسمیں اٹھائی جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ناموں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ایک بار کسی کو عبدالقیساح کے نام سے پکارا گیا۔

✿ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کمالات میں شک پیدا کیا جاتا ہے۔ یا زندگی کی اس طرح منظر کشی کی جاتی ہے۔ گویا اس کے اور اللہ کے درمیان جنگ ہو رہی ہو۔

✿ دیکھنے والوں کے دلوں سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے براءت کے عزم کو کھرچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور ان کو کافر شخصیات کے ہاتھوں ایسے محیر العقول کارنامے دکھائے جاتے ہیں کہ ان کی عظمت وتوقیر دیکھنے والوں کے دلوں میں نقش ہو جاتی ہے اور مذہبی دشمنی اور بغض انسانیت دوستی وعقیدت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس طرح مسلمان اور کافر کے درمیان جو نفسیاتی رکاوٹیں ہیں وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ اور جب کافروں سے للّٰہی بغض (کہ جو اسلام کی عظمت اور محبت کی وجہ سے ہوتا ہے) ختم ہو جاتا ہے تو اللہ کے حکم کے خلاف دل میں کافروں کی مشابہت اور نقل آ جاتی ہے۔ یعنی ایک مسلمان کا ان کی مشابہت اختیار کرنے اور ان کی عداوت کو اپنانے کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

(۲) اجتماعی معاشرتی نقصانات

فلموں میں کافروں کی شخصیات کو جب ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے تو دیکھنے والا انہیں اپنا آئیڈیل بنا لیتا ہے۔

- ایسی فلموں میں تشدد۔ قتل۔ اغوا اور ڈکیتی کے مناظر کثرت سے دکھا کر جرائم کے ارتکاب کی غیر محسوس انداز میں دعوت و ترغیب دی جاتی ہے۔
- فلموں میں جرائم کے لیے گروپ بندی کو دیکھ کر ظلم و زیادتی کے لیے گینگ بنائے جاتے ہیں۔ اگر آپ جیلوں اور تفتیشی مراکز کا رخ کریں تو آپ کو ایسی فلموں کی زھرناکی کا احساس ہو سکے۔
- بچوں کو چوری۔ حیلہ سازی۔ مکرو فریب۔ جھوٹ اور دھوکہ دہی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نیز رشوت سمیت دیگر جرائم کے طریقے بھی بتائے جاتے ہیں۔
- مَردوں کو عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت کی دعوت دی جاتی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا صریح فرمان ہے کہ ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے والے مرد و زن پر لعنت ہے۔[1]

بعض مرد شکل' چال ڈھال اور انداز گفتگو عورتوں والا اختیار کرتے ہیں۔ بلکہ مصنوعی بال لگاتے ہیں اور کانوں میں بالیاں ناک پر کوکے اور ہاتھوں میں کنگن اور کڑے پہن لیتے ہیں۔ سرخی اور نیل پالش تک استعمال کرتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں لڑکیاں بازار سے لے کر نقلی مونچھیں اور داڑھی لگاتی ہیں' اپنی آواز کو کھردرا بنا لیتی ہیں۔

یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں زنانہ پن جنسی انارکی پھیلاؤ اور لوگوں میں صنف ثالث کا ظہور ہوتا ہے۔

---

① بخاری۔ کتاب اللباس: باب المتشبھین بالنساء المتشبھات من بالرجال (ح۵۸۸۵)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کے اصحاب اور علماء امت اور مجاہدین اسلام کو قابل نمونہ (ہیرو) بنانے کی بجائے اداکار' گلوکار' ناچنے والی اور کھلاڑیوں کو آئیڈیل بنایا جاتا ہے۔

❀ معاشرے میں اپنی ذمہ داری کی پرواہ نہ کرنا اور اہم مقاصد کو پس پشت ڈال دینا۔ گھر میں بچہ بیمار ہوتا ہے لیکن والد صاحب سکرین کے سامنے بیٹھ کر رات گئے تک فلم بینی میں مشغول ہیں۔ اور اگر گھر کا کوئی فرد والد کی خلوت گاہ میں مخل ہو جائے تو وہ اس کی ہڈی پسلی توڑنے سے گریز نہیں کرتا۔ ایسے مناظر دیکھ کر اولاد والدین سے بغاوت اور سرکشی پر اتر آتی ہے۔ اور جب بیٹا باپ سے تجارت کا حساب مانگتا ہے تو باپ اسے حقوق والدین سے آگاہ کرتا ہے' آگے سے بیٹا کہتا ہے: ''ارے باپ! تو مجھ پر دھونس جما کر مال ہتھیانا چاہتا ہے''...... حالانکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيْكَ)) ①

''تو اور تیرا سارے کا سارا مال تیرے باپ کے لیے ہے''۔

یعنی سب کچھ تیرے باپ کی ہی ملکیت ہے۔

❀ جو مرد وزن سکرین کے اردگرد بیٹھے رہتے ہیں وہ رشتہ داروں سے ملنے کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔ اور بالفرض ملنے کے لیے چلے بھی جائیں تو آپس میں مفید باتیں نہیں کرتے۔ نہ ہی خاندانی مشکلات زیر بحث لاتے ہیں۔ جبکہ سکرین کے اردگرد گھنٹوں خاموش ہو کر بیٹھے رہتے ہیں۔

❀ مہمانوں کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔

❀ سستی اور کسل مندی کو فروغ ملتا ہے۔ اور جتنا وقت مذکورہ آلات کی وجہ

① ابوداؤد۔ کتاب البیوع : باب الرجل یأکل من مال ولدہ (ح ٣٥٣٠)
ابن ماجہ۔ کتاب التجارات : باب ما للرجل من مال ولدہ (ح ٢٢٩٢)

سے ضائع ہوتا ہے' اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھایا جا سکتا۔

❀ ان آلات کی وجہ سے میاں بیوی کے تعلقات میں آئے روز بگاڑ پیدا ہوتا رہتا ہے اور وہ باہمی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور قابل مذمت غیرت غالب آ جاتی ہے۔ مثلاً: جب مرد اپنی بیوی کو سکرین پر نمودار ہونے والی عورت کی خوبیاں عشقیہ انداز میں بتائے تو بیوی حسد کی وجہ سے کسی گلوکار یا اداکار کی خوبیاں اپنے خاوند کو بتائے گی' جس کی وجہ سے اس کی غیرت جوش میں آ جائے گی۔

❀ کثرت سے سکرین پر مرد وزن کا اختلاط دیکھ دیکھ کر قابل تعریف غیرت رخصت ہو جاتی ہے چونکہ پردہ سکرین پر بیوی غیر محرموں کے سامنے بے پردہ آتی جاتی ہے۔ اور بیٹیوں اور بہنوں کو نیم عریاں دکھایا جاتا ہے۔ اور تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ عورت کی آزادی کے لیے کیا جاتا ہے۔ یوں مسلمان کی غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔

اخلاق کی تباہی:

شہوت کو برانگیختہ کیا جاتا ہے جب عریاں عورتوں کو مردوں کے لیے اور خوبصورت وصحت مند مردوں کو عورتوں کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

❀ معاشرے کو دعوت دی جاتی ہے کہ مختصر لباس زیب تن کیا جائے' تاکہ انسانی ستر دکھائی دے سکے۔ بلکہ ایسے لباس کی ترغیب دی جاتی ہے۔ مثلاً: جس لڑکی کے بازو ننگے ہوں تو اسے خوشنما کنگن پہنائے جاتے ہیں اور جس لڑکی کا گریبان سینے تک کھلا ہو تو اسے لاکٹ انعام میں دیا جاتا ہے۔ اور اگر لڑکی کے سینے کے ابھار نمایاں ہوں تو اسے مہنگی ساڑھی دی جاتی ہے۔

❀ مرد وزن کو باہمی تعلقات ورابطہ قائم کرنے کے طریقے بتلائے جاتے ہیں اور ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرنے اور بات چیت کے طریقے سکھائے جاتے ہیں اور یہ دکھایا جاتا ہے کہ تمہید کے طور پر کیا کہنا چاہیے اور حرام اور ناجائز تعلقات

کیسے مضبوط کیے جاتے ہیں۔ اور پیار و محبت کے مکالمے اور بانہوں میں بانہیں اور بوس و معانقے کے مناظر دکھائے اور سنائے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

❁ گندی اور عریاں فلموں کے ذریعے زنا اور بے حیائی کو فروغ دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ رات کو جو عریاں اور فحش، فلم دیکھی جاتی ہے، موقع ملے تو اپنی محرم عورتوں سے وہی کچھ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے (العیاذ باللہ) یا پھر فلم کے دوران ہی گندی عادات کی مشق (پریکٹس) کی جاتی ہے۔

❁ عورتوں کو ایسے رقص کی تربیت دی جاتی ہے جس کے ذریعے ان کا بدن ننگا ہو۔ تاکہ مردوں کو مائل کیا جا سکے۔ یہ سب طریقے غیر فطری میلان اور بداخلاقی کی طرف لے جانے والے ہیں۔

مضحکہ خیز شخصیت، مقصدیت ناپید، اور بکثرت ہنسنے اور قہقہے لگانے سے دل مفسد ہو جاتے ہیں، خصوصاً جب کامیڈین (مزاحیہ) فلمیں دیکھی جاتی ہیں۔ انسان گھٹیا اور لچر الفاظ اور محاوروں کے استعمال کا عادی بن جاتا ہے۔ کیونکہ اکثر ڈراموں اور فلموں میں یہی اشیاء نمایاں ہوتی ہیں۔

(۴) عبادات کا زیاں

مسلسل بیداری کی وجہ سے صبح کی نماز ضائع کرنے کا معمول بن جاتا ہے۔

❁ وقت پر مساجد میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی ہی متاثر نہیں ہوتی بلکہ نمازوں میں ویسے ہی لاپروائی برتی جاتی ہے۔ خصوصا وہ مرد و زن جو دن رات لگاتار سکرین کے سامنے قسط وار ڈرامے اور فلمیں دیکھنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا دل فلم کے ساتھ ہی چسپاں ہو جاتا ہے۔

❁ کچھ دینی احکامات سے انسان کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے فلم کے درمیان اذان سنائی دے اور سحری یا افطاری کا وقت ہو۔

روزہ داروں اور عبادت گزاروں کے اجر وثواب میں کمی شروع ہو جاتی ہے جب وہ بظاہر تقوی وخشیت الٰہی والے کام کرتے ہیں لیکن بباطن وہ عریاں مناظر سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔

انسان کو الٰہی قوانین کا مذاق اڑانے کی عادت ڈالی جاتی ہے جیسے پردہ اور تعدد زواج اور داڑھی وغیرہ۔

تاریخی اعتبار سے

تاریخ اسلام کو بدنما بنایا جاتا ہے۔ حقائق کو مسخ کیا جاتا ہے۔ اور فلموں میں مسلمان سائنس دانوں اور علماء کے کارنامے گول مول کر دیے جاتے ہیں۔

❁ فلموں کے ذریعے ظالم کو مظلوم کے لبادے میں دکھا کر تاریخ میں ثابت شدہ حقائق کو بدلا جاتا ہے۔ مثلاً: یہود کو عدل و انصاف کے پیکر۔ ہندوؤں کو بھارت کے بانی اور عیسائیوں کو مسیح علیہ السلام کے صحیح پیروکار بتلانا وغیرہ۔

❁ عملاً بعض ڈراموں اور فلموں میں اسلام اور مسلمانوں کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ خصوصاً جب قرون اولیٰ پر کوئی فلم بنائی جاتی ہے تو اصحاب رسول اور ائمہ اسلاف اور دیگر اسلامی فتوحات کے جرنیلوں اور علماء عظام کی شخصیات کو بگاڑ کر پیش کیا جاتا اور عموماً ایسی قد آور شخصیات کو کمتر شکل اور فقیرانہ بھیس میں دکھلایا جاتا ہے۔ پھر ان سے منسوب ڈراموں میں عشقیہ مناظر بھی مخلوط ہوتے ہیں۔ اور ان کی نمائندگی کرنے والے اداکار عموماً فاسق و فاجر ہوتے ہیں، جس سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ گذشتہ مسلم قائدین کے معمولات یوں تھے (العیاذ باللہ)

❁ نفسیاتی طور پر مسلمانوں کو شکست خوردہ بتایا جاتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں کفار کے قائدین کا رعب ڈالا جاتا ہے۔ ایسے مناظر دکھائے جاتے ہیں کہ تمام جنگی آلات کے اور موجودہ جدید ٹیکنالوجی کے بانی گذشتہ زمانے کے کفار تھے۔ لہٰذا ایسے جنگجو انسانوں کو شکست نہیں دی جا سکتی (یوں وہ مسلمانوں کو مرعوب کر کے

انہیں یہ احساس دلاتے ہیں ہمیں (کفار) کو شکست دینا ناممکن ہے اور اس طرح مسلمانوں کو شکست خوردہ بنایا جاتا ہے' تاکہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ چھوڑ دیں اور کفار پوری دنیا پر اپنی من مانی کرسکیں اور اپنے نیو ورلڈ آرڈر کو نافذ کرسکیں)۔

نفسیاتی اعتبار سے

فلموں میں عموماً۔قتل و غارت تشدد آمیز حادثات اور محیر العقول کشتیاں دکھائی جاتی ہیں۔ اور عموماً گولی۔خنجر اور دیگر مہلک اسلحہ کے استعمال کو عملی طور پر دکھایا جاتا ہے۔جس سے ناظرین کے مزاجوں میں ظلم وزیادتی سماجاتی ہے۔

- دہشت ناک اور خوفناک فلموں کو دیکھنے والے نفسیاتی طور پر خوف زدہ ہو جاتے ہیں' وہ اندھیرے مقام پر جانے سے خوف کھاتے ہیں بلکہ نیند سے چیخ مار کر بیدار ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ جو مناظر فلموں میں دیکھتے ہیں ویسے مناظر ان کو خواب میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔
- بچوں اور بڑوں سب کے لیے فرضی فلمیں یکساں (کارٹون فلم) مضرت رساں ہیں کیونکہ ان میں جو مناظر دکھائے جاتے ہیں وہ حقیقت کے برعکس ہوتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسباب اور نتائج لازم وملزوم ٹھہرائے ہیں۔تو ایسے غیر حقیقی کردار بچوں کی عملی زندگی میں بے حد نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں کیونکہ وہ عملی زندگی میں بھی وہی کردار ادا کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے کارٹون فلمز میں دیکھا ہوتا ہے' حالانکہ وہ ناممکن ہوتا ہے۔

صحت کے اعتبار سے

یوں تو انسان کا سارا وجود ہی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے لیکن آنکھ بہت بڑی نعمت ہے' مسلسل سکرین پر نگاہیں جما کر رکھنے سے بصارت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

❁ جب فلموں میں خود قتل و غارت اور آبرو ریزی کے مناظر دکھائی دیتے ہیں تو دل و دماغ اور اعصاب پر بہت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے۔ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

❁ مسلسل بے خوابی جسم کے لیے انتہائی مضر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بندے سے قیامت کے دن اس کے متعلق سوال کریں گے کہ اس نے اپنی جوانی اور عمر کہاں اور کیسے خرچ کی؟

❁ جو بچے سپر مین (یا سکس ملین ڈالر مین جیسی) اور دیگر خوفناک اور محیر العقول فلمیں دیکھتے ہیں۔ اور بڑے جو کشتیاں ملاحظہ کرتے ہیں' جسمانی طور پر وہ سب بہت سی تکلیفوں کا سامنا کرتے ہیں۔

مالی لحاظ سے پردہ سکرین کے نقصانات

بیش بہا دولت مہنگے ترین آلات۔ ویڈیو۔ ٹی وی ڈش اور کمپیوٹر کی خرید پر تو صرف کی ہی جاتی ہے لیکن ان کی مرمت' اور ڈیکوریشن اور ان کے سپیئر پارٹس اور ان میں استعمال ہونے والی فلموں پر جو دولت خرچ کی جاتی ہے وہ بھی بے حد و حساب ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے سوال کریں گے کہ اس نے یہ دولت کہاں سے حاصل کی تھی اور کیسے اور کہاں خرچ کی؟[1]

مقابلہ بازی میں آ کر نفیس سے نفیس اشیاء خریدنا' جو نئی الیکٹرانک ایجاد دیکھی اسے خرید لیا' جو نیا فرنیچر جو نیا زیور۔ جو نیا بیڈ دیکھا وہ خرید لیا۔ خواہ رقم پاس نہ بھی ہو تو کسی سے ادھار لے کر بھی اپنی خواہش پوری کرتے ہیں۔ اور دوسرے دوستوں کو بتاتے ہیں کہ میں نے فلاں چیز یا فلاں پرزہ خریدا ہے۔ جب کہ خواتین نئے فیشن کے ملبوسات اور زیب و زینت کے نئے نئے پاؤڈر۔ اور کریمیں لپ اسٹک اور نیل پالش وغیرہ خریدنے پر اصرار کرتی ہیں۔

---

① ترمذی۔ کتاب صفة القیامة : باب فی القیامة (ح ٢٤١٦) ٢٤١٧

بربادی کا چھٹا محرک

ٹیلی فون کے شر سے بچیں

ٹیلی فون اگرچہ مفید ایجادات میں سے ایک ایجاد ہے۔ اور موجودہ زمانے کی ایک انتہائی اہم ضرورت بھی ہے ٹیلی فون کے ذریعہ سے وقت کی بچت ہوتی ہے' فاصلے سکڑ جاتے ہیں اور اکناف عالم میں جہاں بھی آپ چاہیں رابطہ کر سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ٹیلی فون کو نماز کے لیے بیداری کے طور پر استعمال کیا جائے۔ یا شرعی فتوی یا دینوی منفعت کے لیے فائدہ اٹھائیں یا کسی کی دینی مشکلات میں آپ مدد کریں اور نیک اور شرفاء سے ملنے کا وقت طے کر سکتے ہیں۔ یہ صلہ رحمی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اور عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی اور بھلائی کا ذریعہ ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اس کی چند برائیاں اور قباحتیں بھی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ کئی گھرانوں کی تباہی و بربادی اور بدبختی و ہلاکت میں ٹیلی فون کا کتنا بنیادی کردار ہے۔ [1] اس کی سہولت اور استعمال میں خطرہ مضمر ہے اور اندرون و بیرون خانہ تک پہنچنے کا بلاواسطہ دروازہ ہے۔ٹیلی فون بے شمار گھروں کی تباہی کا باعث بن چکا ہے۔

خاندان افراد کے درمیان شقاوت' نحوست' بدبختی اور بغض وعناد ڈالتا ہے۔

① اس مسئلہ پر تفصیلی طور پر جاننے اور ٹیلی فون کے ذریعہ خاندانوں کی تباہی و بربادی سے آگاہی کے لیے ادارہ دارالابلاغ کی طرف سے شائع کردہ کتاب ''سپنوں کا شہزادہ'' ملاحظہ کریں۔

نوجوان لڑکوں اور نوجوان لڑکیاں ہی نہیں ہر مرد و زن کو ذلالت و ضلالت کے گڑھوں میں پھینک دیتا ہے۔اس کے آسان استعمال میں ہی خطرات پنہاں ہیں اور اگر کوئی انسانما شیطان کسی گھر میں دروازے سے داخل نہ ہو سکے تو ٹیلی فون کے ذریعے انتہائی سرعت اور سہولت کے ساتھ داخل ہو جاتا ہے۔

ٹیلی فون کے استعمال کے برے طریقے

ٹیلی فون کے غلط استعمال کے مروجہ طریقوں کو مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

① ٹیلی فون پر (مجبوراً) فضول (بے فائدہ و بے مقصد) گفتگو کرنی پڑتی ہے۔

② ٹیلی فون پر عورت غیر محرم مرد سے گفتگو کرتی ہے یوں روابط بڑھتے ہیں۔

مجھے ایک نوجوان نے بتایا (جس نے توبہ کر لی تھی): ''بہت کم ہی ایسے ہوتا ہے کہ کسی نوجوان نے ٹیلی فون کے ذریعے کسی لڑکی سے رابطہ کیا اور پھر وہ آخری برائی سے بچ گئے ہوں۔

③ ٹیلی فون کی وجہ سے ہی خاوند اور بیوی کے ازدواجی تعلقات میں رخنہ پڑ جاتا ہے۔ یا بچوں کو باپ کی شفقت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یا باپ کو بچوں جیسی نعمت سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ چونکہ گندی ذہنیت کے لوگ ٹیلی فون کے ذریعے باپ کو بچوں کے نادیدہ عیوب بتائے جاتے ہیں اور بچوں کو باپ کے متعلق بدظن کیا جاتا ہے۔ اور اس کی بنیاد حسد' برائی اور دوسروں کے درمیان جدائی ڈالنے کا فن ہیں۔

④ فضول مکالمات اور محادثات میں قیمتی وقت کا ضیاع ہوتا ہے اور دلوں میں قساوت آ جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اللہ کی یاد بالکل بھول جاتی ہے۔ خصوصاً عورتیں تو بے حد دلچسپی لیتی ہیں۔ آپ کے مشاہدے میں یہ بات ضرور آئی ہو گی کہ عورتیں ٹیلی فون پر لمبی لمبی گفتگو کرتی ہیں۔ اور سیر ہی نہیں ہوتیں۔

ٹیلی فون کے صحیح استعمال کے لیے چند تدابیر

ٹیلی فون کے صحیح اور درست استعمال کے لیے چند تدابیر ملاحظہ ہوں:

1. ٹیلی فون کو برائی کے لیے استعمال کرنے والے کو ہمیشہ اللہ کی یاد دلائی جائے اسے خوف الٰہی اور عذاب الٰہی سے ڈرایا جائے اور ایسی وعظ و نصیحت اندرون خانہ اور بیرون خانہ مسلسل ہونی چاہیے۔

2. اگر غلط مقصد والی کال مل جائے تو اس کو فوراً اچھے اسلوب سے جواب دے دیا جائے۔

3. جب ٹیلی فون پر گمنام پیغام آ جائے جس میں گھر کے کسی فرد کے متعلق کوئی خبر ہو تو فوراً اس کی تحقیق کی جائے' اس کے بعد اپنا ردعمل ظاہر کیا جائے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات میں ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ کہ جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کرو۔ (حجرات: ۶/۴۹)

❀❀❀

بربادی کا ساتواں محرک

شرکیہ تہذیب سے اجتناب

گھر سے ہر وہ چیز نکال دیں جس میں کفار کے معبودان باطلہ۔ یا معبدوں یا ان کی ثقافت کی مشابہت پائی جاتی ہو۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ اِلَّا نَقَضَهُ)) ①

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروں میں جو چیز بھی صلیب کے مشابہہ دیکھتے اسے فوراً توڑ دیتے"۔

ہمارے دور میں کافر ممالک سے ایسی اشیاء آتی رہتی ہیں جن میں تصاویر اور ایسے نقش ہوتے ہیں جو ان کے معبودان باطلہ اور مذہبی پیشواؤں کے مخصوص نشان ہوتے ہیں۔ مثلاً: انواع واقسام کی صلیبیں۔ یونانیوں کی محبت کی دیوی یا معبود خیر اور معبود شر یا چرچوں کی تصاویر اور بدھا کے مجسمے اور مورتیاں' اسی طرح مریم اور عیسیٰ اور ابراہیم سمیت دیگر انبیاء علیہم السلام کی خیالی تصاویر وغیرہ وغیرہ۔ مؤحد مسلمان اپنے گھر میں کبھی یہ اشیاء برداشت نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جن اشیاء میں مشرکوں کی مشابہت ہو۔ بلکہ اس کو بنیاد ہی سے اکھیڑ دیتا ہے۔ یہی درس عملی طور پر دینے کے لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلیب کے مشابہہ اشیاء توڑ دیں' اس کو دین میں غلو نہیں کہتے کیونکہ دین میں غلو سے جس ہستی نے منع فرمایا اسی نے اس پر خود عمل بھی کیا۔

---

① بخاری۔ کتاب اللباس: باب نقض الصور (ح ٥٩٥٢)

اسی وجہ سے جب گھر کا کوئی فرد بھی گھریلو استعمال کے برتن یا قالین وغیرہ خریدنا چاہے تو تصاویر اور مشرکانہ نقوش والی اشیاء بالکل نہ خریدے۔ نیز ہمیں اس بارے میں راہ اعتدال اختیار کرنا ضروری ہے کہ جب تصویر یا نقش میں صلیب یعنی مذاہب باطلہ کی کوئی مخصوص نشانی و علامت موجود نہ ہو تو اس کو توڑنے کی ضرورت نہیں۔

بربادی کا آٹھواں محرک

گھروں کو (جانداروں کی) تصاویر سے پاک کریں

بیشتر لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھروں کی تزئین و آرائش کے لیے دیواروں پر قدآدم تصاویر لگائیں خصوصاً گھر کے کونے میں ریک پر کسی ہیرو کا مجسمہ ہو۔ چاہے صورت علیحدہ کاغذ پر ہو یا دیوار اور لکڑی پر منقش کر دی گئی ہو۔ اکثر تصاویر انسانوں۔ پرندوں یا جانوروں کی ہوتی ہیں۔

محققین علماء امت کے نزدیک راجح قول یہی ہے کہ جاندار اشیاء کی تصویریں حرام ہیں' چاہے وہ منقش ہوں یا قلم کے ساتھ بنائی گئی ہوں یا کیمرہ کے ساتھ کھینچی گئی ہوں۔ جب تک وہ مستقل تصویر ہوگی حرام ہوگی۔ لیکن پانی میں عکس یا شیشہ میں عکس یا خوردبین و دوربین کے ذریعے دیکھنا ممنوع نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک میں ہے کہ آپ نے تصویر بنانے والوں پر اللہ کی لعنت کی ہے۔[1] اور ان کو قیامت کے دن چیلنج دیا جائے گا کہ جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا اب اس میں روح بھی پھونکیں لیکن وہ نہیں پھونک سکیں گے۔[2] اس میں ہر قسم کا مصور آ جاتا ہے بلکہ تصویر کے تیاری کے مختلف مراحل میں کام کرنے والا ہر آدمی اس وعید میں داخل ہے۔ تاہم شخصی ضروریات کے لیے تصویر

① بخاری۔ کتاب الطلاق : باب مهر البغي والنكاح الفاسد (ح ٥٣٤٧)

② بخاری۔ کتاب اللباس : باب من صور صورة كلف يوم القيامة (ح ٥٩٦٣)

مسلم۔ کتاب اللباس : باب تحريم تصوير صورة الحيوان (ح ١٠٠/٢١١٠)

بنانا اور بنوانا جائز ہے۔ مثلاً: سرکاری شناختی دستاویزات یا مجرموں اور غیر ملکی جاسوسوں اور دشمن کی حساس تنصیبات' جہاں مزدور اور انجینئر بھی کام کر رہے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ مزید برآں جاندار کی تصویر لٹکانے میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ تصویر والے کی تعظیم کا تصور ذہن میں آ جاتا ہے۔ اور انجام کار یہی تصورِ عظمت شرک اکبر تک لے جاتا ہے۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں پیش آیا اور کم سے کم نقصان تصاویر لٹکانے کا یہ ہے کہ جب بھی کسی بزرگ کی تصویر پر نظر پڑی تو صدمہ اور غم جدائی تازہ ہو گیا۔ یا آباؤ اجداد کے کارنامے یاد کر کے جھوٹا فخر و مباحات کا مناظرہ کیا جاتا ہے۔ لہٰذا کوئی یہ نہ کہے کہ ہم تصویر کو سجدہ تو نہیں کر رہے۔ لہٰذا شرک کیسے ہو گیا!!؟

علی کل حال...... جو شخص یہ چاہے کہ بہت بڑی بھلائی یعنی رحمت کے فرشتوں کی آمد سے محروم ہو جائے تو وہ اپنے گھر میں جانداروں کی تصاویر ضرور لٹکا لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِیْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ)) ①

''بے شک جس گھر میں تصویر ہو۔ فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے''۔

اگرچہ تصویر کی حرمت میں متعدد احادیث موجود ہیں تاہم ان میں سے چند یہ ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ)) ②

---

① بخاری۔ کتاب البیوع: باب التجارة فيما يكره لبسه للرجال والنساء (ح ۲۱۰۵)
مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحريم تصوير صورة الحيوان (ح ۹۶/۲۱۰۷)

② بخاری۔ کتاب اللباس: باب عذاب المصورين يوم القيامة (ح ۵۹۵۰)
مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحريم تصوير صورة الحيوان (ح ۲۱۰۹)

"قیامت کے دن سب سے سخت عذاب مصوروں کو ہوگا"۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک جو لوگ تصاویر بناتے ہیں۔ قیامت کے دن ان کو عذاب دیا جائے گا۔ اور انہیں کہا جائے گا۔

((اَحیُوا مَا خَلَقتُم)) ①

"جو کچھ (تمہارے گمان کے مطابق) تم نے پیدا (تخلیق) کیا اب میرے سامنے اسے زندہ کرو"۔

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مدینہ منورہ کے کسی گھر میں داخل ہوئے۔ تو گھر کے بالائی حصہ میں انہوں نے ایک مصور (منقش) کو دیکھا جو دیواروں پر تصاویر کندہ کر رہا تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے چاہیے وہ گیہوں کا ایک دانہ یا مکئی کا ایک دانہ (ہی) بنائے"۔ ②

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصور پر لعنت فرمائی۔ ③ ہم قارئین کیلئے اہل علم کے اقوال کی روشنی میں مسئلہ کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔ گذشتہ سطور میں حدیث رسول کا ذکر ہوا ہے کہ فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ گھر سے مراد ہر وہ جگہ جہاں کسی آدمی کا قیام ہو' چاہے وہ پختہ گھر ہو' چاہے وہ مٹی گارے کا گھر ہو' چاہے وہ خیمہ ہو۔

---

① بخاری۔ حوالہ سابق (ح ۵۹۵۱) مسلم۔ حوالہ سابق (ح ۲۱۰۸)

② بخاری۔ کتاب اللباس: باب نقض الصور (ح ۵۹۵۳)
مسلم۔ کتاب اللباس: باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان (ح ۲۱۱۱)

③ بخاری۔ کتاب البیوع: باب موکل الربا (ح ۲۰۸۲)

اور جن تصویروں کی وجہ سے فرشتے وہاں داخل نہیں ہوتے ان سے مراد جاندار اشیاء کی تصویریں ہیں۔ جب تک ان کا سر نہ کاٹا جائے یا ان کی توہین نہ کی جائے (پاؤں سے روند کر یا کسی اور طریقے سے۔) جاندار تصویروں کا کاروبار بدعت ہے۔ اس کو تصویر کے پجاریوں نے ایجاد کیا ہے۔ اور سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت سے پتا چلتا ہے کہ قوم نوح بھی اس گمراہی میں مبتلا تھی۔ ①

سیدہ عائشہؓ والی روایت میں ہے کہ ارض حبشہ پر ایک چرچ تھا جس میں تصاویر آویزاں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق سن کر فرمایا:

((كَانُوْا إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنُوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوْرَةَ' أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَاللّٰهِ)) ②

''جب ان میں کوئی نیک آدمی مرتا تو اس کی قبر پر عمارت بنا دیتے اور اس کی تصویر لٹکا دیتے۔ اللہ کے ہاں وہ لوگ بدترین مخلوق ہیں''۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے درج بالا کلام میں مزید مفید اضافہ یوں کیا ہے:

امام نووی نے علماء کے اقوال کی روشنی میں فتوی دیا کہ جاندار اشیاء کی تصویر بنانا مطلق حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔ نیز اس گناہ کی وعید نہایت شدید آئی ہے۔ اور تصویر' چاہے توہین کے لیے بنائی یا تعظیم کے لیے۔ وہ وعید میں داخل ہے۔ یعنی ہر حال میں جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے۔ وہ چاہے تصویر کاغذ پر ہو یا کپڑے پر' قالین پر ہو یا درہم و دینار یعنی کرنسی پر اور سکوں پر' برتن پر ہو یا دیوار پر۔ یا کسی بھی اور چیز پر' وہ حرام ہے۔ یعنی اس کا بنانا حرام ہے۔ اور وہ تصویر جو کسی جاندار کے مشابہ نہیں وہ حرام نہیں۔

---

① بخاری۔ کتاب التفسیر : سورۃ نوح (ح ٤٩٤٠) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما والدرر المنثور (ح ٨/٢٩٣، ٢٩٤)

② بخاری۔ کتاب الصلاۃ : باب الصلاۃ فی البیعۃ (ح ٤٣٤)

مسلم۔ کتاب المساجد : باب النهی عن بناء المسجد علی القبور (ح ٥٢٨)

بقول مصنف حدیث میں جو عموم آیا ہے اسکا فائدہ یہ ہے کہ کسی چیز کے سائے نہ ہونے کی شرط نہیں لگائی گئی۔ سایہ ہو چاہے نہ ہو اس سے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع سے پوچھا:

((اَيُّكُمْ يَنْطَلِقُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَا يَدَعُ بِهَا وَثَنًا اِلَّا كَسَرَهُ وَلَا صُوْرَةً اِلَّا لَطَخَهَا اَىْ طَمَسَهَا)) ①

''تم میں سے کون ہے جو مدینہ طیبہ جائے۔ اور جب بت دیکھے تو اسے توڑ ڈالے۔ اور کوئی تصویر دیکھے تو اسے مٹا ڈالے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود اپنے گھروں کو حرام تصویروں سے پاک کرنے کا بہت زیادہ دھیان رکھتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تکیہ دیکھا جس میں تصاویر تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اور گھر میں داخل نہیں ہوئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کے اثرات دیکھے۔ تو کہا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں، مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے''۔ آپ نے فرمایا'': یہ تکیہ کہاں سے آیا اور کون اسے لایا؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''میں نے یہ خریدا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں''۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک ان تصویروں والے لوگ قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے۔ اور انہیں کہا جائے گا جو کچھ تم نے پیدا کیا تھا اب زندہ کرو۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس گھر میں

① مسند احمد (۱/۸۲) اس کی سند میں ابو محمد ہذلی راوی مجہول ہے۔
صحيح مسلم۔ كتاب الجنائز : باب الامر بتسوية القبر (ح ۹۶۹) میں اس کا شاہد ہے۔ واللہ اعلم!

تصویر ہو۔اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔ ①

ممکن ہے کہ کوئی یہ اعتراض کرے کہ تو نے بحث کو اتنا طویل کیوں کیا؟ ہم جوابًا کہیں گے : ہم ایسے گھروں اور کمروں میں داخل ہوئے ہیں جہاں ہم نے دیواروں پر میراثیوں (اداکاروں) کے فوٹو دیکھے ہیں۔ان میں سے کچھ تصویریں تو عریاں تھیں۔ اور کچھ نیم عریاں تھیں۔ جو دیواروں' شیشوں' الماریوں' ریکوں اور میزوں پر چسپاں ہوتی ہیں۔گھر کا مالک انہیں صبح وشام دیکھتا ہے۔ بلکہ بعض تو اپنی پسندیدہ تصویر کو بوسے بھی دیتے ہیں اور اپنے ذہن میں بے شمار اقسام کی بے حیائی کے متعلق سوچتے رہتے ہیں۔ گویا تصویر دین اسلام سے گمراہی کا سب سے بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔شاید ہماری اس طویل تحریر کے

ذریعے عقلمند و دانشوروں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جاندار چیزوں کی تصویر حرام کرنے کی حکمت واضح ہوگئی ہو۔اس بحث کے خاتمے میں ہم ضرور چند باتوں کی طرف درج ذیل سطور میں اشارہ کرتے ہیں:

① بعض لوگ کہتے ہیں کہ لگتا ہے اس زمانے میں تصاویر نے ہمارے ساتھ جنگ شروع کردی ہے۔غذائی اجناس کے ڈبوں پر تصاویر ہوتی ہیں۔کتابوں ہفتہ روزہ اور ماہانہ مجلّات میں بلکہ روزنامے بھی تصاویر سے بھرے ہوتے ہیں۔اگر ہم سب کو مٹانے لگ جائیں تو ہماری عمر اسی کام میں بیت جائے۔لہٰذا تم ہی بتاؤ ہم کیا کریں؟

ہمارا جواب یہ ہے کہ حسب استطاعت صرف وہی اشیاء خریدنے کی کوشش کریں جن میں تصویر نہ ہو۔اگر یہ ممکن ہوتو جو اشیاء تصاویر والی بچ جائیں ان سے تصاویر مٹانا قدرے آسان ہوگا۔مثلاً : ٹائٹل سے تصویر مٹادیں اور کتاب سے

---

① بخاری۔ کتاب اللباس : باب من لم یدخل بیتا فیه صورة (ح ٥٩٦١)
مسلم۔ کتاب اللباس : باب تحریم تصویر صورة الحیوان (ح ٩٦/ ٢١٥٧)

استفادہ کرلیں۔

اور جب مطالعہ کرلیا جائے تو گھر سے نکال دی جائے۔اور جس تصویر کا مٹانا ناممکن ہے مثلاً: برآمد شدہ غذائی ڈبے پر۔تو علماء کے اقوال کے مطابق وہ جائز ہیں۔ البتہ استعمال کرنے کے بعد گھر سے نکالنا ہی مستحسن ہے۔(اگر اس ڈبے پر کوئی اسلامی سٹکر وغیرہ چسپاں کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اگر لوہے کا ڈبہ ہے تو چھری کانٹے وغیرہ سے وہ تصویر ختم کر دی جائے یا پھر اس کا سر کاٹ دیا جائے)۔

۲ اگر گھر کی دیواروں کی تزئین و آرائش ضروری ہو۔ اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔تو مساجد' مشاعر کعبہ۔طبعی مناظر جنگلات و باغات پھلدار' پھولدار پودوں کی تصاویر لگا دی جائیں۔ یا ایسی تصاویر ہوں جن میں شریعت کی طرف سے حرام کردہ اشیاء نہ ہوں۔

۳ ان لوگوں کو سمجھنا ضروری ہے جو دیوار پر آیات قرآنی کے طغرے بنوا کر لٹکاتے ہیں۔ یاد رہے قرآن اس لیے نازل نہیں ہوا کہ اس سے دیواریں سجائی جائیں اور یہ کام نہایت فضول اور عبث ہے۔ آیات کی تصویر سجدہ کرنے والے آدمی کی صورت میں یا کسی اڑتے ہوئے پرندے کی صورت پر بنائی جائے۔اور ہر آدمی احتیاط کرے کہ کسی ایسی جگہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کرے جہاں اس کے سر کے اوپر آیات قرآنیہ لٹک رہی ہوں۔

گھروں میں آرائش کے لیے لگائی جانے والی تصاویر

گھریلو امور میں تصویروں کے بعض مسائل کے متعلق لوگوں نے سعودی عرب کی حکومتی افتاء کمیٹی **اللجنة الدائمه للافتاء والارشاد** سے تصاویر کے احکام معلوم کرنے کے لیے استفسارات کیے تو انہوں نے مندرجہ ذیل جواب

دیئے۔ اس کمیٹی میں عالم اسلام کے عظیم مفکر عالم اور سعودی عرب کے مفتی اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ اور فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین شامل ہیں۔ وہ گھروں میں مروجہ تصویری فتنہ کے متعلق یوں جوابات ارشاد کرتے ہیں:

ان تصویروں کا حکم جنہیں گھروں میں آرائش کیلئے لگایا جاتا ہے

جن تصاویر کو گھر میں سجاوٹ اور ڈیکوریشن کے لیے لگایا جاتا ہے کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب کچھ یوں ہے:

سوال: ان تصویروں کا کیا حکم ہے، جنہیں گھروں میں عبادت کے لیے نہیں بلکہ صرف آرائش وزیبائش کے لیے لٹکایا جاتا ہے؟

جواب: گھروں، دفتروں اور ڈرائنگ رومز میں تصویروں اور حنوط شدہ جانوروں کو سجانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ ان احادیث کے عموم کے پیش نظر جائز نہیں ہے، جو گھروں وغیرہ میں تصویروں اور مورتیوں کے لٹکانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا وسیلہ ہیں۔ اس لیے کہ اس میں ایک تو اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کی مشابہت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ بھی اس میں مشابہت ہے۔ حنوط شدہ جانوروں کے استعمال میں مال کا ضیاع اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ مشابہت ہے اور پھر اس سے مصور تصویروں کے لٹکانے کا دروازہ بھی کھلتا ہے اور ہماری اسلامی شریعت جو ایک کامل ترین شریعت ہے، نے ان اسباب و ذرائع کو بھی بند کرنے کا حکم دیا ہے، جو شرک یا معاصی تک پہنچانے والے ہوں۔ نوح علیہ السلام کی قوم اپنے زمانہ کے پانچ نیک لوگوں کی تصویریں بنانے اور اپنی مجلسوں میں انہیں لٹکانے کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہوگئی تھی جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں بیان فرمایا ہے کہ:

﴿ وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَ نَسْرًا ۚ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ﴾ (نوح : ۷۱/۲۳، ۲۴)

''اور انہوں نے کہا: '' اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا'' انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے''۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ ''جو تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جو اونچی قبر دیکھو اسے برابر کر دو'' (صحیح مسلم)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''روزِ قیامت سب سے سخت عذاب مصوروں کو ہوگا'' اور بھی بہت سی احادیث ہیں' واللہ ولی التوفیق۔

تصویر لٹکانے کا حکم

سوال: گھروں وغیرہ میں تصویریں لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا حکم یہ ہے کہ تصویریں اگر انسان یا دیگر ذی روح چیزوں کی ہوں تو حرام ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ''جو تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جو اونچی قبر دیکھو' اسے برابر کر دو''۔ (صحیح مسلم) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کے صحن کے سامنے ایک ایسا پردہ لٹکا دیا تھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں' جب نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھا تو پھاڑ دیا۔ آپ کے چہرہ اقدس کا رنگ بدل گیا اور فرمایا ''عائشہ! ان تصویروں کے بنانے والوں کو روز قیامت عذاب ہوگا اور کہا جائے گا کہ ان میں جان ڈالو جن کو تم نے تخلیق کیا ہے''۔ (صحیح مسلم) ہاں البتہ تصویر اگر فرش پر ہو کہ اسے حقیر سمجھا جاتا ہو یا تکیہ پر ہو کہ اس پر ٹیک لگائی جاتی ہو' تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا تو وہ حسب وعدہ آئے لیکن آپ کے گھر میں

داخل نہ ہوئے' تو نبی کریم ﷺ نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ گھر میں تصویر ہے' پردے میں تصویریں بنی ہوئی ہیں نیز گھر میں کتا بھی ہے۔ تو جبرائیل نے کہا کہ تصویر کے سر کو کاٹ دیا جائے' پردے کے بارے میں جبرائیل نے کہا کہ اسے پھاڑ کر اس کے دو ایسے تکیے بنا لیے جائیں جنہیں پاؤں تلے پائمال کیا جائے اور کتے کے بارے میں کہا کہ اسے گھر سے باہر نکال دیا جائے' چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح کیا تو جبرائیل علیہ السلام کاشانہ نبوت میں داخل ہوئے''۔ اس حدیث کو امام نسائی اور کئی دیگر محدثین نے مضبوط سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور حدیث میں ہے کہ کتے کا یہ بچہ سیدنا حسن یا سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کا تھا جو گھر کے سامان وغیرہ کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو''۔ (متفق علیہ) جبرائیل علیہ السلام کے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تصویر اگر فرش یا بچھونے وغیرہ میں ہو تو یہ دخول ملائکہ سے رکاوٹ نہیں بنتی' اسی طرح حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مذکورہ پردے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تکیہ بنا لیا تھا جس کے ساتھ نبی کریم ﷺ ٹیک لگایا کرتے تھے۔ [1]

---

[1] جبرائیل علیہ السلام اور اللہ کے رسول کے حدیث میں آنے والے اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر نادانی میں یا کسی وجہ سے گھر میں ایسا کپڑا آ گیا ہے یا کوئی عزیز رشتہ دار یا دوست بطور تحفہ دے گیا ہے کہ اس میں تصاویر ہیں' تو اب اس کا کیا جائے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسے افراد عزیز رشتہ دار ہوں یا دوست ان کو قرآن وسنت کی روشنی میں دعوت دینی چاہیے اور تصویر کی حرمت والے احکامات واحادیث سنائی جائیں اور آئندہ سے ایسے لائحہ عمل سے تائب ہونے کی ترغیب دیں' کہ نہ تو ایسے کپڑے خریدے جائیں اور نہ ہی تحفہ دیے جائیں۔ اب ایسے مجبوری کی بنا پر یا نادانی کی بنا پر گھر میں آ جانے والے کپڑے کو پھاڑ کر تکیے بنا لیے جائیں چٹائی یا دیگر ایسی چیزیں بنائی جائیں کہ وہ تصویریں گھر کی زینت کا باعث نہ بنیں بلکہ ان کی ذلت اور پائمالی ظاہر ہوتی ہو۔ اب اس حدیث کو جواز بنا کر بعض خواتین بازار جاتی ﷲ

کیا یادگار کے طور پر تصویریں جمع کرنا جائز ہے؟

کسی بھی مسلمان کے لیے خواہ وہ مرد ہو یا عورت' یادگار کے لیے ذی روح چیزوں مثلاً: انسانوں وغیرہ کی تصویروں کو جمع کرنا جائز نہیں ہے بلکہ واجب ہے کہ انہیں تلف کر دیا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((لَا تَدَعْ صُوْرَةً اِلَّا طَمَسْتَهَا' وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهُ))

''ہر تصویر کو مٹا دو اور ہر اونچی قبر کو برابر کر دو''۔

اسی طرح نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے گھر میں تصویر رکھنے سے منع فرمایا ہے اور جب آپ فتح مکہ کے دن بیت اللہ میں تشریف لے گئے اور آپ نے بیت اللہ کی دیواروں کو دیکھا تو پانی اور کپڑا منگوایا اور اس کے ساتھ تصویروں کو مٹا دیا' ہاں البتہ جمادات مثلاً: پہاڑ اور درخت وغیرہ کی تصویروں میں کوئی حرج نہیں۔

تصویر والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

بعض لوگ ایسی گھڑیاں یا چین وغیرہ پہن کر نماز پڑھتے ہیں اس کے متعلق

۞ ہیں اور بستروں کے ایسے ایسے سیٹ چادریں تکیے صوفہ میز پوش وغیرہ کے سیٹ لاتی ہیں کہ جس میں مختلف انسانوں اور حیوانوں کی تصاویر کو بہت خوبصورت اور جاذب نظر انداز میں پرنٹ کیا گیا ہوتا ہے بلکہ بعض عورتیں تو ایسے ایسے بیگ کندھوں پر لٹکائے پھرتی ہیں کہ جو پہلی نظر میں ہی کسی جانور مثلاً ریچھ بندر ہاتھی زرافہ وغیرہ کا مجسمہ نظر آتا ہے اور بعض لوگ ایسے کھلونے لا کر اپنے گھروں کے شوکیسوں کی زینت بنا دیتے ہیں جب ان کو روکا جائے تو وہ مندرجہ بالا درج شدہ حدیث کو اپنی غلط روش کے جواز میں پیش کرنے کی کوشش کرتی ہیں اللہ ہدایت دے آمین۔ ہمیں حیلوں بہانوں سے حرام چیزوں کو حلال نہ بنانا چاہیے اس لیے کہ یہ سب حرام ہیں ان سے بچنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب (روبینہ نقاش)

ایک سوال کا جواب ملاحظہ ہو:

سوال : بعض گھڑیوں کے اندر کئی جانوروں کی تصویریں بنی ہوتی ہیں' کیا ان گھڑیوں کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے؟ نیز کیا ایسی گھڑی کے ساتھ نماز جائز ہے یا نہیں جس میں صلیب کا نشان بنا ہو؟

جواب : اگر گھڑیوں میں تصویریں چھپی ہوں اور نظر نہ آتی ہوں تو ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر گھڑی کے اندرونی یا بیرونی جانب سے تصویریں نظر آتی ہوں تو پھر ان میں نماز جائز نہ ہو گی کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ ''کوئی تصویر نہ چھوڑو مگر اسے مٹا دو''۔ اسی طرح جس گھڑی میں صلیب کا نشان بنا ہو اس میں بھی نماز جائز نہیں' الا یہ کہ صلیب کے نشان کو مٹا دیا جائے یا اس پر پینٹ پھیر دیا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ جب بھی کسی چیز پر صلیب دیکھتے تو اسے توڑ دیتے اور بعض روایات میں الفاظ یہ ہیں کہ اسے مٹا دیتے۔ ①

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

مفتی اعظم المملکة العربیة السعودیة

① مقالات وفتاویٰ ص ۱۷۹' ۱۸۰' ۲۳۷' ۴۵۸ شائع کردہ مکتبہ دارالسلام لاہور۔

بربادی کا نواں محرک

اپنے گھروں کو تمباکو نوشی سے بچاؤ

عقل مندوں کے لیے تمباکو نوشی کی حرمت کے لیے اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان کافی ہے:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾

(الاعراف : ۷/۱۵۷)

''اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اور ان کے لیے خبیث چیزیں حرام کر دی گئی ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے خوردنی اشیاء اور مشروبات کو صرف دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ان کی کوئی تیسری قسم نہیں۔

① پاکیزہ اشیاء مباح ہیں۔

② گندی اشیاء حرام ہیں۔

آج کے دور میں کون بدبخت یہ جرأت کر سکتا ہے کہ تمباکو نوشی پاکیزہ چیز یا فعل ہے۔ ایک نظر اس کی بدبو پر ڈالیں اور اس مال و دولت کا حساب لگائیں عمر بھر جس کو تمباکو نوش پی کر اجاڑ دیتے ہیں۔

نیز جسمانی اور اخلاقی نتائج پر بھی غور کرنا چاہیے۔ شریف گھرانے میں تمباکو نوشی سے اٹھنے والے دھوئیں کے مرغولے' راکھ' ادھ جلے سگریٹ ہوتے ہیں اور نہ ہی مفت انعامات کے دعووں سے مرعوبیت' نہ ہی تمباکو نوشی سے پیدا ہونے والی

دیگر امراض ہوتی ہیں اور پھر بھنگ چرس اور اس کی دیگر مشتقات کا دخل تو بالکل ہی نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود اگر آپ کو اندیشہ ہو جائے کہ کوئی مہمان یا زائر تمہارے گھر میں سگریٹ نوشی کرنا چاہتا ہے۔ تو آپ گھر میں جا بجا نوٹس ''اہم اعلان'' کے عنوان سے واضح طور پر کتبے لکھ کر لگا دیں کہ ''تمباکو نوشی اسلام میں حرام ہے۔ لہٰذا اس گھر کو اس گندگی سے بچانا سب مہمانوں کا فرض ہے''۔

اگر پھر بھی آپ کو کسی شخص کے متعلق یہ یقین ہے کہ ہمارے گھر میں آ کر سگریٹ نوشی ضرور کرے گا۔ تو آپ کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ آپ اسے مناسب انداز میں زبان سے روک دیں۔

سگریٹ نوشی کا حکم

عالم اسلام کے جید عالم اور سعودی عرب کے سب سے بڑے مفتی فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ ''سگریٹ وغیرہ پینے والے کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی؟'' تو انہوں نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا سگریٹ پینے والا حرام کام کا مرتکب ہوتا ہے۔ کیونکہ دھواں خبائث میں سے ہے اور اس کا پینا حرام ہے لیکن اس کی بیوی مطلقہ نہیں ہوگی کیونکہ مسلمان جب معصیت کا کام کرتا ہے تو اس کی بیوی مطلقہ نہیں ہوتی۔ اس کو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے اور دوبارہ یہ کام کرنے سے ڈرتے رہنا چاہیے۔[1]

سگریٹ پینا اور اس کی خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے سگریٹ نوشی اور اس کی خرید و فروخت کے متعلق شریعت کی روشنی میں اس کا حکم دریافت کیا گیا تو انہوں نے اس کا بہت علمی اور

---

① تمباکو نوشی کے بارہ میں فتویٰ مرتبہ کرم الدین سلفی استاذ دارالحدیث رحمانیہ کراچی ص ۳، ۴۔

شافی جواب دیا' ملاحظہ ہو:

سوال: سگریٹ پینے کا کیا حکم ہے اور آیا وہ حرام ہے یا مکروہ' نیز اس کی بیع اور اس کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: سگریٹ نوشی حرام ہے۔ کیونکہ یہ گندی چیز ہے اور بہت سے نقصانات پر مشتمل ہے' اور اللہ تعالیٰ نے تو اپنے بندوں کے لیے کھانے پینے کی چیزوں میں سے پاکیزہ چیزیں ہی ان پر مباح کی ہیں اور گندی چیزوں کو حرام کیا ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ﴾

(المائدہ : ٥/٤)

''لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ''کیا کچھ ان کے لیے حلال کیا گیا ہے''۔ آپ کہہ دیجئے کہ ''پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں''۔

نیز اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف میں اپنے نبی محمد ﷺ کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ﴾ (الاعراف : ٧/١٥٧)

''وہ (پیغمبر) لوگوں کو بھلی باتوں کا حکم دیتا اور بری باتوں سے روکتا ہے۔ وہ ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور گندی چیزیں حرام کرتا ہے''۔

اور تمباکو نوشی اپنی تمام قسموں سمیت پاکیزہ چیزوں سے نہیں بلکہ گندی چیزوں سے ہے۔ اسی طرح تمام نشہ آور چیزیں بھی گندی چیزوں سے ہیں۔ تمباکو نہ پینا جائز ہے نہ اس کی بیع جائز اور نہ ہی اس کی تجارت جائز ہے۔ جیسا کہ شراب کی صورت ہے۔ لہٰذا جو شخص سگریٹ پیتا ہے یا اس کی تجارت کرتا ہے اسے جلد ہی

اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع اور توبہ کرنا، گزشتہ فعل پر نادم ہونا اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا چاہیے اور جو شخص سچے دل سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

﴿ وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

(النور: ٢٤/٣١)

''اور اے ایمان والو! سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

نیز فرمایا:

﴿وَاِنِّی لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَ ءامَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی﴾

(طه: ٢٠/٨٢)

''اور جو شخص توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے پھر سیدھی راہ چلے تو میں اسے بخشنے والا ہوں''۔ ①

① ''فتاویٰ'' شائع کردہ مکتبہ دارالسلام لاہور ص ۲۳۹، ۲۳۸۔

بربادی کا دسواں محرک

گھروں میں کتے نہ پالے جائیں

کفار کی جو عادات ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے۔ کہ وہ گھروں میں کتے پالتے ہیں۔ مسلم معاشرے میں بھی ایسے افراد پائے جاتے ہیں جن کی جبلت ہی میں کفر یہ ثقافت رچ بس گئی ہوتی ہے۔ وہ مہنگے داموں کتے خرید کر گھر میں لے آتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے یہ فرمان جاری ہو چکا ہے کہ کتے کی قیمت حرام ہے۔

((ثَمَنُ الْكَلْبِ حَرَامٌ)) [1]

اس میں الفاظ ہیں ''اگر تیرے پاس کتے کا مالک قیمت لینے آئے تو اس کے ہاتھ مٹی سے بھر دے''۔ [2] اور ایسے لوگ کتوں کے طعام و قیام اور علاج معالجے اور ان کی خدمت پر بیش بہا نقدی خرچ کرتے ہیں۔

قیامت کے دن جب ان سے پوچھا جائے گا یہ اموال انہوں نے کہاں سے اور کیسے کمائے تھے۔ اور کہاں اور کیسے خرچ کیے [3] تو وہ کیا جواب دیں گے؟!

حالت یوں ہو گئی ہے کہ مالدار اور صاحب حیثیت اور حکومتی آفیسر کی پہچان اور امتیاز

---

① مسند احمد ۱/۳۵٦ و فی صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ : باب تحریم ثمن الکلب (ح ۱۵٦۸) بلفظ "ثمن الکلب خبیث"
صحیح الجامع للالبانی نمبر۔ ۳۰۷۱

② مسند احمد ۱/۲۷۸ ابوداؤد، کتاب البیوع: باب فی اثمان الکلاب (ح ۳٤۸۲)

③ ترمذی۔ کتاب صفۃ القیامۃ : باب فی القیامۃ (ح ۲٤۱٦-۲٤۱۷)

ہی یہ رہ گیا ہے کہ کتا یا کتے اس کے گھر میں موجود ہوں۔ کتے کا لعاب (تھوک) نجس و ناپاک ہے۔ ایسے لوگوں کے جسموں اور کپڑوں اور بستروں اور برتنوں میں یہ لعاب لگتا ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال لے تو اس میں جو کچھ ہو وہ گرا دیا جائے اور برتن کو سات بار دھویا جائے۔ ①

ایک بار مٹی سے بھی دھویا جائے۔ جبکہ ہمارے ہاں یورپین تہذیب سے متاثر اور احساس کمتری کے شکار (پاکستانی کتوں کے بوسے لیتے ہیں، ان کو اپنے ساتھ بستروں میں لے جاتے ہیں، ان کی بیگمات، نوجوان اور کم عمر بچے بھی ایسا ہی کرتے ہیں)۔ تو پھر مسلمانوں کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ يَرْتَبِطُوْنَ كَلْبًا اِلَّا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ)) ②

''جو شخص اپنے گھر میں کتا پالے گا اس کے اجر سے روزانہ ایک یا دو قیراط اجر کم ہو جائے گا''۔

تاہم شکاری کتا، کھیتی باڑی کی رکھوالی کرنے والا کتا اور مویشیوں کی رکھوالی والا کتا اس وعید سے مستثنیٰ ہے۔ (گھر کی رکھوالی والا کتا بھی اس میں داخل ہے۔ یا فیکٹری۔ دفتر۔ وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی پر تعلیق لکھتے ہوئے یہ اضافہ کیا۔ طبع شاکر (۳/۲۶۷) بلکہ اجازت میں ہر قسم کی ضرورت داخل ہے۔ اقوال علماء کی روشنی میں اگر مجرموں کو پکڑنے کے لیے یا منشیات فروشوں کے آثار کا کھوج لگانے کے لیے یا

---

① بخاری۔ كتاب الوضوء : باب شرب الكلب في اناء احدكم (ح ۱۷۲)
مسلم۔ كتاب الطهارة : باب حكم ولوغ الكلب (ح ۲٦) واللفظ له۔

② ترمذی۔ كتاب الصيد : باب ماجاء في من امسك كلبا ما ينقص من اجره (ح۱٤۸۹)
نسائی۔ كتاب الصيد : باب صفة الكلاب التي امر بقتلها (ح ٤۲۸٥)

دشمن کی جاسوسی وغیرہ کے لیے کتے رکھے جائیں تو جائز ہے۔

کتے کو گھروں سے نکالنے کے لیے یہ حدیث خوب راہنمائی کرتی ہے:

((اَتَانِی جِبْرِیلُ فَقَالَ : اِنِّی کُنْتُ اَتَیْتُكَ اللَّیْلَةَ فَلَمْ یَمْنَعِنی اَنْ اَدْخُلَ عَلَیْكَ الْبَیْتَ الَّذِی اَنْتَ فِیهِ اِلَّا اَنَّهُ کَانَ فِی الْبَیْتِ تِمْثَالُ رَجُلٍ وَ کَانَ فِی الْبَیْتِ قِرَامٌ سِتْرٌ (مِثْلُ السَّتَارَةِ) فِیهِ تَمَاثِیلُ وَ کَانَ فِی الْبَیْتِ کَلْبٌ فَمُر بِرَأْسِ التِّمْثَالِ یُقْطَعُ فَیَصِیرُ کَهَیْئَةِ الشَّجَرَةِ وَ مُرْ بِالسِّتْرِ یُقْطَعُ فَیُجْعَلَ مِنْهُ وِسَادَتَانِ تُوطَئَانِ وَ مُرْ بَالْکَلْبِ فَیُخْرَجُ فَفَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ)) ①

''جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ وہ آج رات آپ ﷺ کے پاس گئے تھے لیکن آپ ﷺ کے بستر کے نیچے کتے کا ایک پلہ بیٹھا تھا جس کی وجہ سے وہ گھر میں داخل نہ ہوئے۔ نیز گھر میں ایک مورتی بھی پڑی تھی۔ اور گھر میں ایک پردہ پوش بھی پڑا ہوا تھا۔ اس میں جانداروں کی تصویریں منقش تھیں لہٰذا آپ ﷺ کو چاہیے کہ آپ اہل خانہ کو حکم دیں کہ کتے کو وہاں سے نکال دیں' تصویر کا سر کاٹ دو تو وہ درخت کی مانند ہو جائے گی۔ اور پردے کے متعلق حکم دیں دیکھیں کہ اس کے دو تکیے بنا کر ان کے اوپر بیٹھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔

---

① مسند احمد ٢/٣٠٥ ابوداؤد۔ کتاب اللباس : باب فی الصور (ح ٤١٥٨) واللفظ لہ۔

ترمذی۔ کتاب الادب : باب ماجاء ان الملائکة لا تدخل بیتا فیه صورة ولا کلب (ح ٢٨٠٦)

نسائی۔ کتاب الزینة : باب ذکر اشد الناس (ح ٥٣٦٧)

بربادی کا گیارہواں محرک

گھروں کو (بے جا) مزین کرنا

اس دور میں لوگ گھروں کو مزین کرتے ہیں' انواع و اقسام کی آرائش و زیبائش کرتے ہیں چونکہ وہ دنیا کی لذتوں میں کھوئے ہوئے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں فخر وریا کاری میں مبتلا ہیں انہیں آخرت کی قطعًا فکر نہیں۔

بعض گھر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جونہی ان میں داخل ہوا جائے سیدنا ابن عباس کی بات یاد آ جاتی ہے کہ جنت میں کوئی چیز بھی نہیں مگر اس کا نام دنیا میں موجود ہے۔ ①

ہم اپنے مختصر رسالے میں انواع و اقسام کی عجیب وغریب اشیاء کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتے۔ جو گھروں کی آرائش اور محلات کی چمک دمک میں اضافے کے لئے استعمال ہوتی ہیں لیکن ہم درج ذیل تحریر کے ذریعے لوگوں تک یہ پیغام ضرور پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ۔ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ۔ وَزُخْرُفًا﴾ (الزخرف: ٤٣/ ٣٣ تا ٣٥)

① تفسیر طبری ١/ ٣٩٢ الصحیحة ٢١٨٨ ابونعیم فی صفة الجنة (ح ١/ ١٦٠)
یعنی جنت میں جو بھی نعمت ہوگی اس کا نام تو دنیاوی ہی ہوگا مگر اس کی صفات بالکل ہی جداگانہ ہوں گی۔ واللہ اعلم!

''اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک (ہی طریقہ) امت (کفر) پر ہو جائیں گے۔تو رحمٰن سے کفر کرنے والوں میں سے ہر ایک کے گھر کے لئے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں ہوتیں جن پر وہ چڑھتے ۔ اور ان کے گھروں کے (کئی) دروازے اور تخت بھی زخرف کے بنا دیتے''۔

یعنی اگر بکثرت جاہل لوگ یہ نہ سوچنے لگ جائیں کہ کسی کو زیادہ مال سونا اور چاندی ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حق پر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ شخص مذکورہ سے بہت محبت کرتا ہے۔تو وہ مال اکٹھا کرنے کے لیے کافر ہو جاتے۔ [1]

تو ہم ضرور کافروں کی چھتیں اور سیڑھیاں اور دروازوں پر تالے' سونے اور چاندی کے بنا دیتے۔ تاکہ وہ سب کچھ دنیا میں ہی حاصل کر لیں۔ جب محشر میں اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہوں تو ان کے پاس کوئی نیکی نہ ہو۔ کیونکہ انہیں دنیا میں ان کا سب رزق مل چکا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ کسی غزوہ پر گئے ہوئے تھے۔ میں نے ایک (شال) خرید لی اور اسے دروازے پر ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ جونہی چادر (شال) پر پڑی' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر چھائے ناگواری و ناپسندیدگی کے آثار دیکھ لیے۔ آپ نے وہ چادر زور سے کھینچی اور اسے پھاڑ دیا (۔یا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَم يَأمُرْنَا اَنْ نَكسُوَ الْحِجَارَةَ وَ الطِّينَ)) [2]

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھر اور گارہ کو لباس پہنانے کا حکم نہیں دیا''۔

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی بن ابی طالب سے مشورہ کر کے کھانا تیار کیا۔

---

① تفسیر ابن کثیر ۲۱۳/۷

② مسلم۔ کتاب اللباس : باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان (ح ۲۱۰۷)

جب کھانے لگے تو فاطمہ نے علی کو مشورہ دیا اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو بھی کھانے پر بلا لیں تو کیا اچھا ہوگا۔ آپ ﷺ تشریف لائے۔ تو آپ دروازے ہی کی چوکھٹ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے وہاں اون کا باریک پردہ دیکھا جس میں رنگ برنگے نقش تھے۔ تو آپ ﷺ وہیں سے لوٹ گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کہا کہ فوراً رسول اللہ ﷺ کے پیچھے جاؤ۔ اور ان سے پوچھو کہ آپ ﷺ واپس کیوں ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"نبی کے لیے یا میرے لیے یہ نامناسب (ناجائز) ہے کہ اس گھر داخل ہوں جس میں نقش ونگار ہوں"۔ ①

(لیکن ہمارے ہاں صرف اپنے گھر ہی نہیں اللہ کے گھروں مساجد میں بھی ایسے ایسے بیل بوٹے اور نقش ونگار اور آرائشی ڈیزائن بنائے جاتے ہیں کہ الامان والحفیظ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

میں نے اپنے باپ کے عہد خلافت میں شادی کی۔ تو میرے باپ نے لوگوں کو دعوت دی اور مدعوین میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ میرے گھر کو ایرانی سبز قالینوں سے سجایا گیا تھا۔ اور پردے بھی ایسے ہی تھے۔ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جب آئے اور انہوں نے اندر جھانک کر دیکھا تو کہا: "اے عبداللہ! کیا تم دیواروں پر بھی پردے ڈالتے ہو؟" میرے باپ نے شرماتے ہوئے جواب دیا کہ: "اے ابو ایوب! ہم پر عورتیں غالب آ گئی ہیں"۔ انہوں نے کہا: "اگرچہ مجھے یہ ڈر تو تھا لیکن لوگوں کے متعلق تھا کہ ان پر عورتیں غالب آ جائیں گی۔ لیکن

---

① مسند احمد ۵/۲۲۱ ابوداؤد۔ کتاب الاطعمة: باب الرجل یدعی فیری مکروها (ح ۳۷۵۵) ابن ماجه۔ کتاب الاطعمة: باب اذا رای الضیف منکرا (ح ۳۳۶۰)

تمہارے متعلق مجھے بالکل اندیشہ نہیں تھا کہ تم پر بھی عورتیں غلبہ حاصل کر سکتی ہیں۔ ①

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عنقریب تمہارے لیے دنیا فتح کر دی جائے گی پھر تم بھی اپنے گھروں کو غلاف (پردے) پہناؤ گے جس طرح کہ کعبہ کو غلاف پہنایا جاتا ہے۔ تو تم آج بہتر ہو اس دن سے'' الحدیث۔ ②

ایک طویل حدیث میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

''ذرا بتاؤ تو سہی کہ جب تمہارے پاس دنیا آ جائے گی تو تم لباس صبح پہنو گے اور شام کو اتار دو گے؟ کھانا کھاتے وقت ایک پلیٹ اٹھائی جائے تو دوسری رکھ دی جائے گی یعنی انواع و اقسام کے لباس اور کھانے ہوں گے اور وافر ہوں گے۔ تو مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت تم (دینی لحاظ سے) بہتر ہو گے یا اب بہتر ہو۔ تو اکثر اصحاب نے جواب دیا: ہم آج کی نسبت اس وقت بہتر ہوں گے۔ کیونکہ آج ہمیں فکر معاش بھی ہوتی ہے۔ عبادت کا زیادہ وقت نہیں ملتا۔ اور جب دنیا مل جائے گی تو ہمیں کمانے پکانے کی فکر نہیں ہو گی شب و روز عبادت میں گذاریں گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔ ہمارے گناہ معاف فرمائے گا۔ اور ہمیں اپنی

---

① فتح الباری ۲۴۹/۹ بحوالہ کتاب الورع لاحمد بن حنبل والزھد لھناد بن سری۔

مجمع الزوائد ۵۴/۴،۵۵ بحوالہ طبرانی فی الکبیر و رجالہ رجال الصحیح قالہ الھیثمی

② مجمع الزوائد۲۹۱/۸ بحوالہ طبرانی فی الکبیر' ورجالہ ثقات قالہ الھیثمی و رواہ البزار (کشف الاستار ۳۶۷۱) وانظر الصحیحۃ ۱۸۸۴

نعمتیں عطا کرے گا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کی اس بات اور اس کی دلیل کو جھٹلا دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم آج کے دن تم اس دن سے بہت بہتر ہو جس دن تمہارے پاس دنیا ہو گی۔ آج تمہیں کوئی لالچ نہیں جو مل گیا کھا لیا اور پی لیا۔ نہ دولت کی حفاظت کی فکر ہے۔ نہ دولت کے بڑھانے کی فکر ہے زیادہ وقت اللہ کی یاد میں گذرتا ہے۔ لیکن جب تمہارے پاس دنیا آ جائے گی۔ تمہیں اچھے لباس اچھی رہائش اور اچھی خوراک کی فکر ہو گی' ہر آدمی یہ کوشش کرے گا کہ دوسروں سے زیادہ دولت اسے مل جائے پھر اس کی حفاظت کی فکر بھی ہو گی' اللہ کی خوشنودی کے لئے تمہارے پاس وقت نہیں ہو گا۔ او کما قال

آج اگر ہم اپنی حالت پر غور کریں تو ہماری یہی حالت ہو چکی ہے۔ کہ تمام کاموں کے بعد نماز کا وقت نکالتے ہیں اور افسوس تو اس بات کا ہے کہ جس دنیا کے حصول کے لیے اور جس کی محبت میں سب لوگ مرے جا رہے ہیں وہ تو ہمارے آگے آگے بھاگتی رہتی ہے۔ وہ ہمارے ہاتھ آتی ہے اور نہ ہی اللہ کی یاد کی فرصت ملتی ہے۔ تاکہ اپنی آخرت سنوار لیں۔

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ گھر کو پرکشش بنانا اور اس کی زیبائش و آرائش کرنا مکروہ ہے یا حرام ہے۔ کیونکہ اس میں اموال کا ضیاع اور وقت کے ضیاع کے ساتھ ساتھ انسان دنیا کی محبت میں کھو جاتا ہے اور فکر آخرت سے وہ تہی دامن ہو جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے ہم گھروں کے مالکوں کو یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ اگر کوئی آدمی اپنے گھر میں راحت وسکون بڑھانے کے لئے آسائشیں مہیا کرتا ہے تو یہ بالکل منع نہیں ہے۔ اور بحث کا خلاصہ صرف دو الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ سخاوت اور وسعت رزق دونوں ہوں تو اچھی لگتی ہیں۔

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

گھر کی زینت کیلئے رکھے ہوئے مجسموں کا کیا حکم ہے

گھروں میں، دفتروں میں، مجالس میں تصاویر یا حنوط شدہ حیوانات آویزاں کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ احادیث میں عمومیت ہے جو گھروں وغیرہ میں تصویریں لٹکانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس لیے کہ یہ چیزیں اللہ سے شرک کا ذریعہ ہیں اور اس لیے بھی کہ اللہ کی مخلوق کی مشابہت ہے اور حنوط کردہ جانوروں کو آویزاں کرنے میں مال کے ضیاع کے علاوہ اللہ کے دشمنوں کی نقالی بھی ہے۔ جس سے جانوروں کی تصویر کشی کا دروازہ کھل جاتا ہے جبکہ شریعت اسلامیہ ایسے ذرائع کو مکمل طور پر بند کر دیتی ہے جو شرک یا گناہ کے کاموں کی طرف لے جاتے ہیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم میں ان کے زمانہ کے پانچ بزرگوں کی تصویر کشی کی وجہ سے ہی شرک رائج ہوا تھا۔ ان لوگوں نے ان کے مجسمے اپنی مجلسوں میں نصب کر رکھے تھے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب مبین میں اس کی یوں وضاحت فرمائی ہے کہ:

﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ ءَالِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا ۝ وَقَدْ أَضَلُّوْا كَثِيْرًا﴾ (نوح: ۲۳/۷۱)

''اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ودّ' سواع' یغوث' یعوق اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے''۔

گویا ایسے لوگوں کے ان ناپسندیدہ کاموں سے بچنا ضروری ہے جس کی وجہ سے وہ شرک میں جا پڑے تھے۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((لَا تَدعُ صُوْرَةً اِلَّا طَمَسْتَها' وَلَا قبرًا مُشرِفًا اِلا سوَّيتَهٗ))

''جو بھی تصویر یا مجسمہ دیکھو اسے مٹا دو اور جو قبر اونچی دیکھو اسے برابر کر دو''۔

مسلم نے اپنی صحیح میں اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَشَدُّ النَّاس عذابًا يَوْمَ القِيَامةِ : المصوِّرون))

''قیامت کے دن سب سے سخت عذاب مصوروں کو ہوگا''۔

اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور اس بارے میں اور بھی بہت سی احادیث ہیں ...... اور توفیق عطا کرنے والا تو اللہ ہی ہے۔ [1]

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ

مفتی اعظم المملكة العربية السعودية

① فتاویٰ (جز اول) ص ۳۰ شائع کردہ مکتبہ دارالسلام لاہور۔

بربادی کا بارھواں محرک

مجلّات کا فتنہ

ایک مسلمان کا شیوہ بیان کرتے ہوئے کسی شاعر نے کہا تھا کہ:

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث یار را تکرار می کنیم

ہم نے دنیا جہاں کے متعلق آج تک جو کچھ پڑھا تھا اس کو ہم نے بھلا دیا ہے مگر اپنے یار' اپنے محبوب (ﷺ) کی باتوں کو ہم نے نہیں بھلایا بلکہ ان کو حرز جان بنا رکھا ہے اور ہر وقت محبت سے ان کا تکرار کرتے رہتے ہیں' ان کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ ہر وقت ہماری زبان محبوب کی باتوں سے تروتازہ رہتی ہے۔

آج ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ ہمارا طرز عمل اس کے بالکل برعکس ہے' ہم نے زمانہ بھر کی خبروں کو' باتوں کو تو اہمیت دے کر اپنے دماغ کے کمپیوٹر میں محفوظ کر رکھا ہے' اٹھتے بیٹھتے ان کا ذکر کرتے ہیں' ان کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے کسی بات کو بھلایا ہے' اپنے دل و دماغ کی لوح سے محو کیا ہے۔ اپنے اذھان وقلوب سے مٹایا ہے تو وہ ہے حدیث یار' حدیث محبوب ﷺ اس کے علاوہ سب کچھ ہمیں یاد ہے۔

آج ہم بازار جاتے ہیں' وہاں دکان پر سجے ہوئے رسائل' ڈائجسٹوں' اخباروں میگزینوں وغیرہ سے پسند کر کے شاپر میں ڈلواتے ہیں اور گھر آ جاتے ہیں۔

یوں ہمارے گھر میں ایسے لچر بیہودہ فضول فحش لٹریچر کے انبار لگتے رہتے ہیں کہ کبھی کبھی تو ردی خریدنے والے کو اٹھانے پڑتے ہیں۔ لیکن ہمارے گھر ہماری الماریاں' ہمارے کمرے...... اگر ہمیشہ خالی رہتے ہیں تو وہ تفسیر القرآن سے...... بخاری سے' صحیح مسلم سے...... سنن ابو داؤد' نسائی ترمذی ابن ماجہ سے...... یوں ہم حدیث یار کو چھوڑ کر حدیث غیر میں ایسے مشغول ہوئے کہ اپنی مسلمانی کی پہچان ہی ختم کر بیٹھے۔ یہود و ہنود کے افکار کے علمبردار اور نمائندے یہ مجلّات امت مسلمہ کی نئی نسل کو بالکل تباہ و برباد کرنے کے لیے اپنی کوششوں میں دن رات مصروف ہیں۔ تقریباً ہر مسلم گھرانہ ان کے ڈنک کا ڈسا ہوا ہے۔

یہ مجلّات' رسائل و جرائد اور اخبارات مسلمانوں کے گھروں میں پلنے والی نئی پود پر مندرجہ ذیل قسم کے زہریلے اثرات مرتب کر رہے ہیں:

عبادات سے روگردانی

ان رسائل و ڈائجسٹوں کی رسیا اور شکاری بچی یا نوجوان اس میں موجود فرضی جھوٹی کہانیوں میں اس قدر مشغول ہوتے ہیں کہ ان کو دنیا و مافیہا کا دھیان ہی نہیں رہتا۔ انہیں کچھ یاد نہیں رہتا کہ ان کی کوئی ذمہ داری بھی ہے کہ نہیں۔ وہ یہ رسالہ پکڑے ہمہ تن گوش اس تجسس میں کھوئے ورق پہ ورق الٹتے جا رہے ہوتے ہیں کہ "دیکھیں پھر آگے کیا ہوا؟" اس دوران جب اذان ہوتی ہے' نماز کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے "حی علی الصلوۃ" کا بلاوا آتا ہے تو انہیں پتہ ہی نہیں چلتا۔ کیونکہ ذہن اور دل و دماغ اور آنکھیں مصروف ہوتے ہیں۔ اسی طرح نماز' روزہ اور دوسری عبادات ضائع ہوتی رہتی ہیں لیکن وہ اس نشے کو ترک نہیں کرتا۔ یوں یہ رسالے عبادات سے روگردانی کا باعث بنتے ہیں۔ جو ایک مسلمان کے لئے دین و دنیا کی تباہی و بربادی کا باعث بن جاتا ہے۔

تعلیم سے غفلت

ان رسائل کی چاٹ جس طالبہ یا طالبعلم کو لگ جائے پھر نصاب کی کتب میں اور مدرسہ وسکول کی تعلیم میں اس کا دل نہیں لگتا۔ اگر گھر والے زبردستی کریں تو وہ سکول کی کتب میں ان رسائل و ڈائجسٹ کو رکھ کر اپنا نشہ پورا کرتے رہتے ہیں اور گھر والے سمجھتے ہیں کہ ہمارا لاڈلا سکول کا نصاب پڑھ رہا ہے۔ اسی طرز عمل کا شکار یہ بچہ نتیجتاً تعلیم میں عدم توجہ کی بنا پر کمزور ہوتا جاتا ہے۔ پھر نالائق ہوجاتا ہے۔ تعلیم کو بوجھ تصور کرنے لگتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ وہ تعلیم سے بیزاری کا برملا اظہار کرنے لگتا ہے اور مزید پڑھنے سے انکار کر دیتا ہے۔ یوں وہ ان غلط راہوں پر چل کر اپنے مضبوط مستحکم اور روشن مستقبل کو تاریک کر لیتا ہے اور معاشرے کا ایک ناکام اور بیکار فرد بن کر ناکام و نامراد زندگی گزارتا ہے اور معاشرے میں آگے بڑھنے کے جذبہ سے تہی دامن ہوکر بہت پیچھے رہ جاتا ہے۔ معاشرے میں وہ مقام حاصل نہیں کر پاتا جو کہ اسے ملنا چاہیے تھا۔ اس کی ناکام و نامراد اور وقار، عزت و احترام اور شائستگی سے خالی زندگی کا اثر اس کے بچوں کے مستقبل پر بھی پڑتا ہے جس کی بنا پر انہیں معاشرے میں آگے بڑھنے کے لئے دینی و دنیاوی اعتبار سے قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور بعض اوقات تو والد کی تاریک زندگی ان کی اپنی زندگی کو بھی تاریک کر جاتی ہے۔

اخلاق کی تباہی اور گھروں سے فرار

ان مجلّات کے جہاں اور بہت سے نقصانات ومضرات ہیں وہیں یہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کئے گئے جذبہ حیاء کو بھی ختم کر دیتے ہیں۔ ''حیاء'' ہی ایک ایسا جذبہ ہوتا ہے جو انسان کو ہر غلط اور برے کام سے روکتا ہے۔ یہ اس کے لئے ایک رکاوٹ ہوتا ہے جو اس کو معاصی کے ارتکاب سے روکتا ہے۔

جب حیاء ختم ہو جاتا ہے تو پھر انسان جو دل میں آتا ہے کرتا جاتا ہے۔ یہی ہمارے پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔[1] اگر یہ کہا جائے کہ ان رسائل و جرائد کا بنیادی ہدف انسانوں میں پایا جانے والا جذبہ حیاء کا خاتمہ ہی ہوتا ہے' تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔

ان رسائل کی رسیا بچیاں اکثر غیر حقیقی دنیا میں زندگی گزارتی ہیں۔ وہ دنیا میں حقائق کا سامنا کرنے کی سکت نہیں رکھتیں اور نہ ہی ان میں یہ صلاحیت پیدا ہو پاتی ہے۔ بلکہ وہ ایک تخیلاتی دنیا کے خول سے باہر آنا پسند نہیں کرتیں۔

حیاء کا خاتمہ جب ہو جاتا ہے تو پھر غیر محرموں سے بات چیت ملاقات' خط و کتابت' دوستی موبائل و انٹرنیٹ فرینڈشپ ان کے لئے معیوب نہیں رہتی' وہ ان تمام مراحل میں داخل ہونے کو ہر وقت بے قرار رہتی ہیں۔ اس کو اپنا مشغلہ قرار دیتی ہیں۔ اس مسئلہ میں ٹی وی اور فلم ان کی مزید راہنمائی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے آئے دن اخبارات میں شہہ سرخیاں شائع ہوتی ہیں جن میں یہ بتایا جاتا ہے فلاں دوشیزہ فلاں نوجوان کے ساتھ گھر سے فرار ہوگئی۔ یہ ان رسائل کی تعلیمات کا اثر ہوتا ہے جن کی بنا پر حیاء ختم ہو جاتا ہے' بدنامیاں ڈیرہ ڈال لیتی ہیں۔

جھوٹ اور بہانہ بازی

ان رسائل میں وہ مختلف کرداروں کو جب دیکھتے ہیں کہ وہ فلاں مشکل وقت میں اس طرح کا جھوٹ اور بہانہ کر کے چھوٹ گئے ...... تو جب کسی مسئلہ میں گھر والوں کی طرف سے پوچھا جاتا ہے' یا کسی معاملہ میں روکا جاتا ہے' منع کیا جاتا ہے' یا کسی معاملہ کو ترک کر کے دوسرے معاملہ کو اپنانے کی ہدایت کی جاتی ہے تو وہ جواب میں جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں' یا ایسا بہانہ بناتے ہیں کہ ان کی جان چھوٹ

[1] بخاری۔ کتاب الادب : باب اذا لم تستحی فاصنع ما شئت (ح ۶۱۲۰)

جائے۔ ہر روز وہ ان رسائل ومیگزینوں میں نت نئے جھوٹ اور بہانے دیکھتے ہیں اور ان کو اپناتے ہیں۔ یوں جھوٹ اور بہانہ بازی ان کی زندگی کا ایک حصہ بن کر رہ جاتے ہیں۔ جو ان کی شخصیت کی مثبت تعمیر کو ختم کر کے ان کو معاشرے کا باوقار اور قابل اعتبار فرد بننے کے امکانات کو ختم کر دیتے ہیں۔

ایسے لٹریچر کا ایک برا اثر یہ بھی ہے کہ بچے والدین کو پرانے خیالات کا حامل سمجھتے ہیں کہ جن کو کسی بات کا علم نہیں' وہ بدھو' بڈھے' نا تجربہ کار اور جدید دور کے جاہل افراد گردانے جاتے ہیں۔ اسی لئے بات بات پر وہ والدین سے جھگڑتے ہیں اور ان کو طعنہ دیتے ہیں کہ ''آپ کو کیا پتہ آپ کیا جانیں' میں آپ کو کیسے سمجھاؤں!! آپ کی سمجھ میں نہ آئیں گی یہ باتیں'' وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کے جملے اکثر بولتے ہیں' جو ان کی بغاوت اور والدین کی گستاخی کے ترجمان ہوتے ہیں۔ یوں والدین کی توہین اور گستاخی بھی ان کی زندگی کا ایک مستقل حصہ بن جاتی ہے' جو مرتے دم تک والدین کے لئے پریشانی کا باعث بنی رہتی ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے نقصانات اور فتنے ہیں جو معاشرے میں گھروں کی تباہی و بربادی کا باعث بن رہے ہیں۔ اس بات کی طرف عرب شیوخ اور علماء کرام بھی گاہے بگاہے بڑے دردناک انداز میں امت کو آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ اس مسئلہ کی طرف فتنوں کی نشاندہی کرتے ہوئے شیخ ابو انس حسین بن علی العلی لکھتے ہیں:

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک مسلم خاتون دکان میں جا کر' خواتین شیلف کے سامنے کھڑی ہو کر' لیڈیز جرائد ومجلّات کو دیکھے' اور انہیں الٹ پلٹ کر طویل سوچ بچار کے بعد ان میں سے ایک یا متعدد رسائل کا انتخاب کرے' اور بھاری قیمت کے ساتھ ان کو خرید کرے' اور انہیں اپنے گھر لے جا کر اداکاروں' گلوکاروں' مسخروں اور فیشن پرستوں جیسے

مفسدین کی خبروں اوران کے حالات پڑھ کر اپنا طویل وقت برباد کرے۔
لاحول ولاقوۃ الا باللہ!

والدین کہاں ہیں؟ اس بچی کے ذمہ دار کہاں ہیں؟ اس طرح کے سینکڑوں پرچے پڑھنے کے بعد اس بچی کی کیا حالت ہوگی؟ مستقبل میں ماں بننے اور اس امت کے افراد کی تربیت کرنے والی اس خاتون کی شخصیت کیا ہوگی؟

یہ ایک بہت بڑا خطرہ اور امت کی قوت کو کمزور کر دینے والی معصیت ہے۔ یہ ایک ایسا شگاف ہے جہاں سے چور عقیدے کے ایک قلعہ' بلکہ خود قلعہ کے نگہبان کے اندر گھس جاتے ہیں۔

علامہ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ اپنے منبر پر چڑھ کر زوردار آواز سے پکار پکار کر امت کے غیرت مندوں سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں:

''اے مومنو!...... میں تمہیں تمہارے ایمانی وصف کے ذریعے پکار رہا ہوں۔ اے شریفو! میں تمہیں تمہاری شرافت کے ذریعے آواز دے رہا ہوں۔ اے غیرت مندو! میں تمہیں تمہاری غیرت کے ذریعہ پکار رہا ہوں۔ اے والدو! میں تمہیں تمہارے والد ہونے کے وصف کے ذریعہ پکار رہا ہوں۔ اے سرپرستو! میں تمہیں تمہاری ذمہ داری کے ذریعے پکار رہا ہوں...... میں تم سب سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے دین اور اخلاق کی حفاظت کریں' میں تم سب سے درخواست کرتا ہوں کہ تم ظاہری اور باطنی ہر طرح کے فتنوں سے دور رہو۔ میں تم لوگوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ کہیں فتنہ پرور تصاویر' گمراہ کن باتوں' منحرف لباسوں اور ڈیزائنوں سے بھرے رسائل و جرائد تمہارے گھروں میں پہنچ کر تمہیں اور تمہارے اخلاق وتہذیب کو برباد نہ کردیں۔ یہ جرائد ومجلّات اوران میں

پیش کیے جانے والے افکار و مضامین اور کہانیاں شوق و اطمینان سے پڑھنے والے شخص پر یقیناً اثر انداز ہوتے ہیں۔

اے مومنو!...... گھروں میں ان جرائد و مجلّات کا وجود' ان میں فرشتوں کے داخل ہونے کیلئے مانع ہے' کیونکہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔① اور آپ غور کریں کہ جس گھر میں فرشتے داخل نہ ہوں اس کا کیا حشر ہو گا؟"

"اس لئے ایسے پرچوں کی خرید و فروخت' ان کی کمائی' ان کا ہدیہ دینا' اور بطور ہدیہ قبول کرنا' سب حرام ہے' بلکہ ہر وہ چیز حرام ہے جو انہیں مسلمانوں کے درمیان پہنچانے اور عام کرنے میں ممد و معاون ہو' کیونکہ یہ گناہ اور سرکشی پر تعاون ہے' اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة : ٥/٢)

"نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو' آپس میں ایک دوسرے سے اور گناہ اور سرکشی پر تعاون نہ کرو"۔

اے اللہ کے بندو!...... اللہ سے ڈرو' اور ان پرچوں کو اپنے پاس رکھنے سے بچو' انہیں جلا دو' کیونکہ جو کچھ تم نے سنا' اس سے تم پر حجت قائم ہو گئی ہے' اس لئے انہیں جلا دیجئے' یا کسی اور طرح سے انہیں ضائع کر دیجئے' اور بیویوں' بچوں اور بچیوں میں سے کسی کے پاس باقی نہ رہنے دیجئے۔ انہیں خریدنے یا ان کے لئے کسی طرح کا تعاون دینے میں اپنا مال خرچ نہ کریں' کیونکہ اس میں بہت سی خرابیاں بھی ہیں' اور جس مال کو اللہ تعالیٰ

---

① بخاری۔ کتاب اللباس : باب التصاویر (ح ٥٩٤٩)
مسلم۔ کتاب اللباس : باب تحریم تصویر صورة الحیوان (ح ٢١٠٦)

نے دین و دنیا کی مصلحتوں کو پورا کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اس کی بربادی بھی ہے' کیونکہ مال کی بربادی یہی ہے کہ اسے ایسی چیزوں میں خرچ کیا جائے جن میں کوئی فائدہ نہ ہو' یا ایسی چیزوں میں خرچ کیا جائے جن میں نقصان ہو اور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے مال کو ضائع کرنے سے منع کیا ہے۔ ①

ان رسائل و جرائد کی ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ ان کو پڑھنے میں اس وقت کا ضیاع اور بربادی ہے جو اہل دانش کے نزدیک مال سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ کیونکہ زندگی وقت ہی کا نام ہے جسے ضائع کرنے کا مطلب زندگی کا ضیاع اور بربادی ہے' ہر انسان سے جس طرح مال کے متعلق سوال کیا جائے گا اسی طرح وقت کے متعلق بھی پوچھا جائے گا۔ اگر انسان اپنی زندگی کو کتاب و سنت' تفسیر اور نبی ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سیرت جیسی مفید اور نفع بخش چیزوں کے پڑھنے میں گزارے تو اسے بہت ساری بھلائیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔

ان رسائل و جرائد میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ ان کے پڑھنے سے دل جنونی محبت اور ایسے خیالات میں ڈوبا رہتا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی' بلکہ وہ کسی چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت کی مانند ہوتے ہیں جسے پیاسا آدمی پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو وہاں کچھ نہیں پاتا' البتہ وہاں اللہ تعالیٰ کو پاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس سے پورا پورا حساب لیتا ہے' اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ اس جنون اور ان خیالات سے بے چینی' ذہنی پراگندگی اور دینی و دنیاوی مصالح کو بھول

---

① بخاری۔ کتاب الاستقراض : باب ما ینهی عن اضاعة المال (ح ٢٤٠٨)
مسلم۔ کتاب الاقضية : باب النهی عن کثرة المسائل من غیر حاجة (ح ١٢/٥٩٣)

جانے کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا۔

ان رسائل و جرائد کی ایک اور خرابی یہ بھی ہے کہ یہ اخلاقی قدروں اور قومی عادات پر اثر انداز ہوتے ہیں' جب لوگ ان کے اندر تصویروں' لباسوں اور ڈیزائنوں کو دیکھتے اور اپناتے ہیں تو ان کا معاشرہ فاسد معاشروں کی صورت اختیار کر جاتا ہے' اس لئے اے مومنو! ان رسائل و جرائد کا بائیکاٹ کرو اور ان کے ناشرین سے تعاون نہ کرو' کیونکہ تمہارے خریدنے سے ان کو نہ صرف تقویت اور مالی مدد حاصل ہوتی ہے بلکہ انہیں اپنے پرچوں کی اشاعت بڑھانے اور مزید خطرناک رسائل و جرائد شائع کرنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ لہٰذا ان کی نشر و اشاعت میں شریک ہونے والے تمام افراد' ناشر' ہاکر' خریدار اور قاری سب گناہ اور سرکشی کے مدد معاون گردانے جائیں گے۔ تو اے مومنو! اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد کرو:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ (التحريم : ٦٦/٦)

''اے مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں' جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں' جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے' بلکہ انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں''۔

اے اللہ! کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا ہے؟ اے اللہ! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تو اس پر گواہ رہنا' اور جو لوگ یہ سن رہے' پڑھ رہے ہیں' میں ان کو بھی اس پر گواہ بناتا ہوں۔ اے لوگو! میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ ان پرچوں کا بائیکاٹ تم پر واجب ہے' اور ان میں سے جو تمہارے پاس

موجود ہوں انہیں جلا دو' تا کہ تم ان کے گناہ سے بچ جاؤ''۔ (رمضان اور خواتین: ص ۵۷-۶۰)

یہ وہ تباہ کن چیزیں ہیں جو مسلم امت کے گھروں کو تباہ و برباد کرتی جا رہی ہیں۔ ہر خاندان کو اپنی دینی و دنیاوی بقا کے لیے ان سے اپنے دامن کو بچا کر رکھنا چاہیے' تا کہ دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران زندگی گزار کر اپنے رب کریم کو راضی کر سکیں۔

وہ کون سے بابرکت کام ہیں کہ جن کے
کرنے سے ہمارے گھر
رشک چمن اور جنت نظیر بن سکتے ہیں؟

یہ تو وہ محرکات تھے کہ جو گھروں کی تباہی و بربادی کا باعث بنتے ہیں کہ جن سے ہر مسلمان کو اپنے گھر کو پاک رکھنا چاہیے اور ان سے حتی المقدور بچنا چاہیے کہ اسی میں سلامتی ہے' اس کی اپنی بھی اور اس کے خاندان کی بھی۔ یہی محرکات گھر کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جہنم کا ایندھن بنا چھوڑتے ہیں۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا لائحہ عمل ہے کہ جس کو اپنا کر آدمی اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنا سکے' گل وگلزار' باغ و بہار بنا سکے۔ ان محرکات سے بچتے ہوئے ان کا کوئی متبادل بھی تو ہونا چاہیے' کوئی نعم البدل بھی تو ہونا چاہیے کہ جس کی روشنی میں ہم اپنے گھروں کو ان مہلک اور تباہ کن محرکات سے بچا کر جہنم کے گڑھے سے نکال کر' جنت بنا سکیں...... اب ہم آپ کے سامنے وہ محرکات' اسباب وعوامل اعمال وافعال پیش کرتے ہیں' ایک مختصر ضابطہ حیات اور لائحہ عمل رکھتے ہیں کہ جس کو اختیار کر کے ہر مسلمان اپنے گھر کو بہشت بریں بنا سکتا ہے۔ آرام وراحت اور سکون کے ساتھ دنیا میں اور آخرت دونوں جہانوں میں کامیابی کا ذریعہ بھی بنا سکتا ہے۔

گھر سکون وآرام کیلئے اللہ کی طرف سے نعمت ہے

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا﴾ (نحل : ١٦/ ٨٠)

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہارے گھروں میں سکونت کی جگہ بنا دی ہے''۔

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نعمتوں میں ایک اہم نعمت گھر کو بھی ذکر فرمایا ہے' کہ گھر بہت بڑی نعمت اور عطاء ہے' کیونکہ انسان کا اکثر وقت اپنے گھر میں گزرتا ہے۔ گھر میں رہتے ہیں' سوتے ہیں' آرام کرتے ہیں' سکون حاصل کرتے ہیں' گھر میں کھانا کھاتے ہیں۔ بیوی کے ساتھ تعلقات گھر میں۔ بیوی بچوں کے ساتھ اجتماع گھر میں ہوتا ہے اور گھر میں بہت سے مزید فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس بڑی نعمت گھر کو حاصل کرنے کی کوشش اور جدو جہد ضرور کرنی چاہیے۔ بعض حضرات زمین خرید کر اچھا بڑا اور خوبصورت و بنگلہ کوٹھی تیار کراتے ہیں۔ بعض لوگ درمیانے درجے کا گھر (مکان) بنوا لیتے ہیں۔ بعض لوگ فلیٹ خرید لیتے ہیں یا قسطوں میں اس کی ادائیگی کرتے ہیں۔ بعض لوگ گھر' فلیٹ' بنگلہ بک کرا لیتے ہیں اور غیر سودی ماہانہ قسطیں ادا کر کے چار پانچ سال میں اپنے مکان کے مالک بن جاتے ہیں۔ گھر' فلیٹ' بنگلہ بنانے' تعمیر کرنے' اسے حاصل کرنے اور اس کے مالک بننے کی یہ ساری صورتیں جائز درست ہیں۔

گھر جیسی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیجئے

گھر جیسی بڑی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیجئے کہ اللہ عز وجل نے ہمیں رہنے کے لیے گھر عنایت فرمایا ہے۔ اپنے اردگرد معاشرہ میں دوسروں پر نظر رکھنی چاہیے جن کے پاس رہنے کے لیے گھر نہیں ہوتے' گھر کی قدر ان سے پوچھئے جن کے پاس گھر نہیں ہیں۔ وہ بچوں کے ساتھ نہر کے کنارے ندی نالوں کے پاس جھگیوں میں یا ٹین کی چادر ڈال کر گزر بسر کرتے ہیں۔ بعض لوگ راستوں اور فٹ پاتھ پر رہتے ہیں۔ انڈیا میں بمبئی کے علاقے میں لاکھوں افراد چھوٹی چھوٹی سی جھگیوں میں رہتے ہیں۔ یہ ''علاقہ جھوپڑ پٹی'' کے نام سے مشہور ہے۔ بنگلہ دیش میں لاکھوں افراد

پورے خاندان کے ساتھ معمولی کیمپوں میں رہتے ہیں جہاں بجلی پانی کا بھی معقول انتظام نہیں ہے۔

پاکستان میں بھی ہزاروں لوگ جھگیوں میں یا سرائیں اور معمولی ہوٹلوں میں رات کو چارپائیوں پر رات گزارتے ہیں۔ ان کے پاس رہنے کے لیے گھر نہیں اور بعض لوگ روڈ' فٹ پاتھ یا گھاس پر سو کر رات گزار لیتے ہیں۔ جب ہم یہ باتیں ذہن میں رکھیں گے تو گھر جیسی بڑی نعمت پر اللہ کا بہت شکر ادا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دنیاوی معاملات یعنی پیسہ دولت رہائش میں ہمیشہ اپنے سے نیچے کی طرف دیکھو' تاکہ دل سے اللہ کا شکر ادا ہو[1] کہ الحمدللہ! ہم کتنے اچھے حالات میں ہیں۔ بڑے عظیم ہیں وہ لوگ جو غریبوں کو رہائش کے لیے گھر بنوا دیتے ہیں یا خرید کر دے دیتے ہیں۔ عام طور پر لوگ کام کاج سے فارغ ہو کر گھروں میں اپنا زیادہ وقت گزارتے ہیں۔ سردی ہو گرمی ہو' بارش ہو یا موسم بہار ہو صبح ہو یا رات ہو' ہر موسم میں گھر انسان کے لیے بچاؤ اور حفاظت کی جگہ ہوتی ہے۔

اپنے گھر کی اصلاح کیجئے:

خاص طور سے عورت کی تو فطرت میں گھر رچا بسا ہوتا ہے۔ گھر عورت کے لیے محفوظ وقلعہ ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ عز وجل نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو چاہیے وہ گھروں میں رہا کریں بلاضرورت گھر سے باہر نہ جایا کریں:

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾

(الاحزاب : ۳۳/۳۳)

''اور اپنے گھروں میں جم کر بیٹھی رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو''۔

---

① بخاری۔ کتاب الرقاق : باب لینظر الی من ھو اسفل منه (ح ٦٤٩٠)
مسلم۔ کتاب الزھد : باب الدنیا سجن للمؤمن و جنة للكافر (ح ٢٩٦٣)

آدمی ملازمت' نوکری' مزدوری' دوکانداری' کھیتی باڑی اور اپنی دوسری کام کی جگہوں سے ڈیوٹی سے فارغ ہو کر گھر ہی آتا ہے۔ انسان کی زندگی کا بڑا حصہ گھر ہی میں گزرتا ہے۔ لہٰذا گھر کی زندگی صحیح اور اسلامی ہونی چاہیے۔ اگر گھر کی اصلاح ہو جائے تو گھر میں رہنے والوں کی اصلاح بھی ہو جائے گی' پھر ان شاء اللہ سارے معاملات اچھے ہو جائیں گے۔ سب مسلمان اچھے ہو جائیں گے کیونکہ گھروں ہی سے محلے سوسائٹیاں' بستیاں' آبادیاں' گاؤں' شہر' صوبے اور ملک بنتے ہیں اور آباد ہوتے ہیں۔ گھر اینٹ اور بنیاد کی مانند ہے اگر ہمارے گھر درست ہو گئے تو پھر ہمارا معاشرہ ماحول اور سوسائٹی بھی درست ہو جائے گی۔

مسلم گھرانے کی اصلاح کیلئے چند اسباب

ہر مسلم خاندان کے سربراہ اور مسئول کا فرض ہے کہ وہ اپنے گھر کی اصلاح کے لیے اقدامات کرے۔ چند اسباب بطور مثال کچھ اس طرح ہیں:

اول:...... اپنے آپ کو اہل وعیال و خاندان والوں کو جہنم سے بچانا۔ اسی کے متعلق رب کائنات فرماتے ہیں:

﴿ قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ (التحریم: ٦٦/٦)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے' جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے' جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں''۔

دوم:...... گھر کے نگران کی عظیم ذمہ داری ہے کہ اس کو اللہ کے سامنے روز جزا کو جواب دہ ہونا پڑے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار

سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کرے گا آیا اس نے اس کو نبھایا یا ضائع کر دیا۔ حتیٰ کہ آدمی سے اس کے اپنے اہل وعیال کے متعلق سوال ہوگا۔ ①

سوم:...... گھر نفس کی حفاظت' برائیوں سے سلامتی اور برے لوگوں سے دور رکھنے کی جگہ ہے اور فتنہ کے وقت شرعی پناہ گاہ بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنی زبان پر کنٹرول کیا اور اس کا گھر اس کے لیے کشادہ رہا اور وہ اپنے گناہ پر رویا''۔ ②

نبی اطہر ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پانچ کاموں سے کوئی ایک کام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے کسی بیمار کی بیمار پرسی کی یا کسی مجاہد کے لیے زادراہ جہاد فراہم کیا یا اپنے امام کے ہاں عزت واحترام کے ارادہ سے حاضر ہوا یا اپنے گھر میں بیٹھا رہا' پس لوگ اس سے محفوظ رہے اور وہ لوگوں سے محفوظ رہا۔ ③

آپ ﷺ نے فرمایا: ''فتنہ کے وقت آدمی کی حفاظت اس میں ہے کہ وہ اپنے گھر سے وابستہ رہے''۔

مسلمان اس بات کا فائدہ اجنبیت کی حالت میں محسوس کر سکتا ہے جب وہ بہت ساری منکرات کو بدلنے کی استطاعت وقدرت نہیں رکھتا' اور اس وقت اس کو کوئی پناہ گاہ مل جائے جس میں وہ اپنے آپ کو حرام کام اور حرام نظر سے بچا سکے اور اپنے اہل خانہ کو زیب وزینت کے اظہار اور بے پردگی سے اور اپنے بچوں کو برے ہم نشینوں سے محفوظ رکھ سکے۔

---

① حسن رواہ النسائی فی عشرۃ النساء فی الکبریٰ ٩١٧٤ وابن حبان موارد ١٥٦٢ عن انس و ھو فی الجامع السلسله الصحیحة ٦٣٦

② حسن رواہ الطبرانی فی الصغیر ١/٧٨ مجمع الزوائد ١٠/٢٩٩ عن ثوبان و ھو فی صحیح الجامع (ح ٣٨٢٤)

③ مسند احمد ٥/٢٤١

④ صحیح الجامع (ح ٣٦٤٩)

چہارم:...... لوگ اکثر اوقات زندگی عموماً اپنے گھروں میں گزارتے ہیں خصوصاً سخت گرمی سخت سردی بارش کے موسم میں اور دن کے ابتدائی و آخری حصہ میں اور ڈیوٹی اور تعلیم سے فرصت کے وقت' ظاہر ہے ان اوقات کو اطاعت و بندگی کے کاموں میں گزارنا ضروری ہے ورنہ یہ پھر حرام کاموں میں ضائع ہوں گے۔

پنجم:...... یہ سب سے اہم سبب ہے' مسلم معاشرہ (سوسائٹی) کی تعمیر کے لیے گھر پر توجہ ہی سب سے بڑا ذریعہ ہے کیونکہ معاشرے کا وجود گھروں سے ہوتا ہے' گھر اس کی اینٹیں ہیں اور گھروں سے ہی محلے بنتے ہیں اور محلوں کے مجموعے کا نام ہی معاشرہ ہے۔ لہٰذا اگر اینٹ صحیح رہی تو ہمارا معاشرہ اللہ کے احکام کے ساتھ قوی و مضبوط ہوگا' اللہ کے دشمنوں کے سامنے ڈٹا رہے گا' بھلائی و نیکی کی اشاعت کرے گا اور برائی میں گھسنے نہیں پائے گا۔ اس طرح مسلم گھر سے معاشرہ کے لیے تعمیر و اصلاح کے علمبردار نکلتے رہیں گے' قابل نمونہ (آئیڈیل) داعی دین' طالب علم' مجاہد صادق' نیک بیوی' مربی ماں اور تمام صالح افراد پیدا ہوں گے۔

جب موضوع اس قدر اہمیت کا حامل ہے اور حال یہ ہے کہ ہمارے گھروں میں منکرات اور بڑی بری غفلتوں اور کوتاہیوں کا وجود ہے تو یہاں بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گھروں کی اصلاح کے اسباب و وسائل کیا ہو سکتے ہیں؟

اے معزز قاری! اس کا جواب تیرے ذمہ ہے اس ضمن میں یہ چند نصیحتیں ہیں' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے لیے نفع بخش بنائے گا اور مسلمان گھروں میں نئی روح پھونکنے کے لیے فرزندان اسلام کی کوششوں کو صحیح سمت عطا کرے گا۔ ان شاء اللہ

ان نصیحتوں کا محور دو باتیں ہیں یا دو فوائد کا حصول اور وہ معروف (بھلائی) کا قیام ہے یا مفاسد کا دفعیہ اور وہ برائی کا ازالہ و خاتمہ ہے۔

بیوی کی اصلاح کی کوشش

اگر بیوی نیک ہے تو زہے نصیب اللہ تعالیٰ کا عین کرم ہے اور اگر نیکی کا مطلوبہ معیار نہ ہو تو گھر والے کو اس کی اصلاح کی کوشش کرنا واجب اور ضروری ہے اور ایسا چند اسباب کی بناء پر ہوتا ہے۔

یہ کہ آدمی دین سے بے بہرہ عورت سے شادی کرے کیونکہ ابتداء میں اس کی نظر میں دین کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی یا اس امید پر اس سے شادی کی تھی کہ وہ اس کی اصلاح کر لے گا' یا اپنے خاندانی دباؤ کے تحت اس کی شادی انجام پائی۔ لہٰذا اسے اب اس کی اصلاح کے لیے کمر بستہ ہو جانا چاہیے۔

سب سے پہلے آدمی کو یہ جان لینا چاہیے کہ ہدایت و راہ یابی منجانب اللہ ہوتی ہے اور اللہ ہی ہے جو کسی کو نیک بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب زکریا علیہ السلام پر اپنا احسان جتاتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاَصْلَحْنَالَهٗ زَوْجَهٗ﴾ (الانبیاء : ۲۱/۹۰)

''ہم نے اس کے لیے اس کی بیوی کو ٹھیک کر دیا''۔

خواہ اس سے مراد بدنی اصلاح ہو یا دینی اصلاح ہو' جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بانجھ تھیں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں تھی لیکن پھر بھی ان سے بچہ پیدا ہو گیا۔ اور جناب عطاء کہتے ہیں ان کی زبان طویل تھی' اللہ کریم نے اسے صحیح کر دیا۔ والاول اصح [1]

بیوی کی اصلاح کی چند صورتیں:

اس کی تمام عبادات کی تصحیح کی طرف توجہ کرنا اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

الف ...... اس کے ایمان کو بلند کرنے کی کوشش کرنا مثلاً : نماز تہجد کے لیے آمادہ کرنا۔

ب......قرآن مجید کی تلاوت کروانا۔

ج...... ماثورہ دعاؤں کو یاد کروانا اور مناسب اوقات میں ان کو پڑھنا۔

د......صدقہ وخیرات پر ابھارنا۔

ھ......مفید اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرانا۔

و......مفید علمی و ایمان افروز کیسٹوں کو سنانا اور مسلسل سن کر فراہمی کرنا۔

ز...... دین دار سہیلیوں کا انتخاب جن کے ساتھ اخوت ومحبت کے روابط قائم ہوں اوران کے ساتھ اچھی گفتگو اور با مقصد آمد ورفت کا تبادلہ ہو۔

ح...... بری سہیلیوں اور بری جگہوں سے دور رہ کر برائی کے دروازوں کو بند کرنا۔

زیادہ وقت اپنے گھر میں گزاریئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((سَلَامَةُ الرَّجُلِ فِي الْفِتْنَةِ اَنْ يَلْزِمَ بَيْتَهُ)) ②

''فتنہ فساد کے دور میں مؤمن مسلمان شخص کے لیے عافیت سلامتی اسی میں ہے کہ وہ اپنے گھر ہی میں رہے''۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((طُوبٰى لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهُ وَوَسَعَه بَيْتُهُ وَبَكٰى عَلَى خَطِيْئَتِهِ)) ③

''جنت وہ خوش خبری ہے کہ اس شخص کے لیے جو اپنی زبان کی حفاظت کرے' اس کا گھر اسے کافی ہو جائے (گھر میں رہا کرے) اور اپنے گناہوں پر روئے''۔

---

① تفسیر ابن کثیر ج ٥ ص ٣٢٤

② صحیح الجامع ٣٦٤٩

③ مجمع الزوائد ١٠/٢٩٩ بحوالہ طبرانی فی الاوسط والصغیر ١/٧٨ وحسن اسنادہ' الترغیب و الترھیب ٣/٤٤١

نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا اَوْ قَاعَدَ فِي بَيْتِهِ فَسَلَّمَ النَّاسُ مِنْهُ وَ سُلِّمَ مِنَ النَّاسِ)) ①

(جس میں یہ صفات ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے) ''جو بیمار کی مزاج پرسی کرے یا اپنے گھر میں رہے کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں اور وہ لوگوں کے شر سے محفوظ رہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ لوگوں سے ان کے گھر والوں (بیوی بچوں) کے بارے میں پوچھے گا کہ تم نے ان کی حفاظت کی یا انہیں ضائع کیا یعنی انہیں دین پر چلایا یا نہیں۔ ②

آج گھروں میں بہت سی اللہ کی نافرمانیاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا گھر کی اصلاح پہلی فرصت میں ہونی چاہیے۔

گھر کا ذمہ دار اگر گھر میں رہے تو معاملات ٹھیک رہتے ہیں۔ اس کی نگرانی اور پیروی کے ذریعے تربیت اور اصلاح احوال کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں۔ بعض لوگ گھر سے باہر رہنا ہی اصل سمجھتے ہیں' اگر کوئی جانے کی جگہ نہیں ملتی تو گھر لوٹ آتے ہیں' یہ اصول غلط ہے۔ اگر آدمی کا گھر سے نکلنا اطاعت نیکی کے لیے ہو تو اسے دونوں میں موازنہ کرنا چاہیے اور اگر برائی' تضیع اوقات یا دنیا کے ساتھ زائد توجہ کے لیے نکلنا ہے تو اسے اپنے مشاغل اور تجارتی مصروفیات کو کم کرنا چاہیے اور

---

① صحیح ابن حبان (موارد۔ ۱۵۶۲ مصنف عبدالرزاق ۲۰۶۵۰ ابن عدی فی الکامل ۳۰۷/۱ و حسن اسنادہ الحافظ فی الفتح ۱۱۳/۱۳

② انظر الصحیحة ۱۶۳۶ ولکن قال البخاری ھذا غیر محفوظ و انما الصحیح عن الحسن مرسلًا ترمذی ۱۷۰۵ واللہ اعلم۔

بے مقصد ملاقاتوں کو لگام دینی چاہیے۔ وہ لوگ کتنے بدترین ہیں جو اپنے اہل و عیال کو ضائع کرتے ہیں اور لہو ولعب کی جگہوں میں شب بیداری کرتے ہیں (فضول اور غیر شرعی ہندووانہ رسومات وتقریبات میں ساری ساری رات گزار دیتے ہیں)۔ ہمیں اللہ کے دشمنوں کی سیاہ کاریوں کے پیچھے بہکنا نہیں چاہیے۔ یہ ایسا فقرہ جو قابل عبرت ہے ماسونی فرانسیسی منعقدہ ۱۹۲۳ء کے نشرے میں لاحقہ عبارت دیکھنے میں آئی' فرد اور اس کے خاندان کے درمیان تفریق کا مقصد یہ ہے کہ تم اخلاق کو اس کی بنیادوں سے چھین لو کیونکہ نفوس خاندانی روابط کو قطع کرنے اور حرام کاموں کی طرف راغب ہوتے ہیں' اس لیے کہ لوگوں کو خاندان کی ذمہ داری سنبھالنے کی بجائے قہوہ خانوں میں گپ شپ کرنا زیادہ اچھا لگتا ہے۔

گھر والوں کے حالات کا باریک بینی سے جائزہ لینا چاہیے؟

تمہارے بیٹوں کے دوست کون لوگ ہیں؟ کیا وہ آپ کے دیکھے بھالے ہیں؟ ان کے ذریعے تمہاری اولاد گھر میں کون سی بیرونی چیزیں لا رہی ہے۔ ان کے درازوں اور سوٹ کیسوں میں تکیے اور بستر کے نیچے اور دیگر پوشیدہ جگہوں میں کون سی اشیاء پائی جاتی ہیں؟ تمہاری بیٹی کہاں اور کس کے ساتھ جاتی ہے؟

بعض والدین نہیں جانتے کہ ان کے پاس بری تصویریں اور برہنہ فلمیں (بلیو پرنٹ) ہیں بلکہ بسا اوقات نشہ آور چیزیں ہیں۔ بعض لوگ نہیں جانتے کہ ان کی بیٹی خادمہ کے ساتھ بازار جاتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ ''ڈرائیور کے پاس میرا انتظار کرو'' پھر کسی شیطان کے ساتھ وعدہ نبھانے چلی جاتی ہے اور کوئی اپنی بری سہیلی کے پاس سگریٹ نوشی کے لیے چلی جاتی ہے اور وہاں عبث کاموں میں مشغول رہتی ہے۔ اس قسم کے لوگ جو اپنی اولاد کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں' وہ بڑے دن (قیامت) کی حاضری سے بچ نہیں سکتے اور نہ روز قیامت کی ہولناکیوں سے بھاگ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کرے

گا' اس کو محفوظ رکھا یا ضائع کر دیا؟ حتی کہ آدمی کے افراد خانہ کے متعلق بھی سوال ہو گا۔ ①

گھر والوں کے حالات کا باریک بینی سے جائزہ لینے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے:

چند اہم نکات

① نگرانی خفیہ ہونی چاہیے۔
② دہشت زدہ کرنے کی غرض نہ ہو۔
③ اولاد کی عمر قوت فہم اور غلطی کی نوعیت کا اعتبار ضروری ہے۔
④ منفی تفتیش اور ہر ہر سانس شمار کرنے سے بچنا ضروری ہے۔

مجھے ایک آدمی نے بتایا کہ "ایک باپ کے پاس کمپیوٹر ہے' وہ اس میں اپنے بچوں کی غلطیوں کو تاریخ و تفصیل کے ساتھ محفوظ کر دیتا ہے پھر جب جس بچے سے کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو وہ اس کو بلاتا ہے اور کمپیوٹر میں اس کے نام کا فولڈر کھولتا ہے اور اس کی ماضی کی غلطیوں کو نئی غلطی کے ساتھ سناتا ہے"۔

قابل غور پہلو

نہ ہم کسی کمپنی میں ہیں اور نہ ہی باپ کی حیثیت اس فرشتہ کی ہے جسے برائیاں لکھنے کا کام سونپا گیا ہو۔ اس باپ کو اسلامی تربیت کیا صول مزید پڑھنے چاہئیں۔ اس کے برعکس میرے علم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی اولاد کے معاملات میں مداخلت کا قطعاً انکار کرتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ لڑکا غلطی کو غلطی اور گناہ کو گناہ تسلیم نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اس میں مبتلا نہ ہو جائے' پھر وہ اپنی غلطی کو خود جان لیتا ہے۔ اس گمراہ اعتقاد نے مغربی فلسفہ کی چھاتی سے دودھ پیا

① نسائی فی الکبریٰ ۹۱۷۴ ابن حبان (موارد۔ ۱۵۶۲)

ہے اور مطلق آزادی کے اصول پر دودھ چھوڑا ہے۔ پس دودھ پلانے والی بھی ہلاک ہے اور دودھ چھڑانے والی بھی بدترین ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اپنے بیٹوں کی لگام اس خوف سے چھوڑ دیتے ہیں کہ بقول ان کے کہ کہیں بیٹے ان سے نفرت نہ کرنے لگ جائیں۔ اور کہتے ہیں: مجھے اس کی محبت درکار ہے خواہ وہ کچھ بھی کرے۔ جو انہیں ماضی میں اپنے باپ کی غلط سختی کے نتیجہ میں پیش آیا' ان کا گمان ہے کہ انہیں اپنے لڑکے کے ساتھ اس کے بالکل برعکس کرنا چاہیے۔ بعض بے وقوفی کی اس حد کو پہنچ گئے کہ کہتے ہیں ''لڑکے اور لڑکی کو چھوڑ دو' وہ اپنی جوانی سے جیسے چاہیں لطف اندوز ہوں''۔ کیا ان لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا کہ یہی اولاد قیامت کے دن رب کائنات کے دربار میں ان کا گریبان پکڑے گی اور پوچھے گی کہ اے میرے باپ! تُو نے مجھے گناہ کے لیے کیوں بے مہار چھوڑا؟

گھر کے برے اخلاق کو مٹانا

گھر کے بعض افراد میں نامناسب عادات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً: جھوٹ' غیبت' چغلی' وغیرہ ایسے برے اخلاق کو مٹانا ضروری ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جسمانی سزا ہی اس کا واحد علاج ہے۔ اس موضوع پر ایک تربیتی حدیث ملاحظہ ہو:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر گھر کے کسی فرد کے جھوٹ کا علم ہوتا تو آپ اس سے اس وقت تک اعراض کرتے تھے جب تک وہ توبہ نہ کر لے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں اعراض کرنا اور بات چیت اور اس کی طرف توجہ چھوڑ دینا سب سے مؤثر سزا ہے اور بسا اوقات اس کا اثر جسمانی سزا سے زیادہ ہوتا ہے لہٰذا گھروں میں مربیوں کو اس پر غور کرنا چاہیے۔

① مسند احمد ٦/١٥٢

کوڑا ایسی جگہ لٹکاؤ کہ گھر والے بھی اس کو دیکھیں

سزا کی طرف اشارہ کرنا ترقی یافتہ تادیب کے وسائل میں سے ہے' اس بناء پر گھر میں لاٹھی یا کوڑا لٹکانے کا سبب بیان ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''کوڑا وہاں لٹکاؤ جہاں اسے گھر والے دیکھ سکیں کیونکہ یہ ان کو ٹھیک رکھنے کا سب سے بہتر ذریعہ ہے''۔ ①

اور سزا کے اوزار کو لٹکا دیکھ کر برے ارادے والے سزا کے ڈر سے برائیوں کے ارتکاب سے باز رہتے ہیں اور یہ ان کے اچھے اخلاق سے آراستہ ہونے کا سبب بنتا ہے۔ ابن انباری نے کہا ہے (اس سے مراد مارنا نہیں ہے کیونکہ اس کا کسی کو حکم نہیں دیا بلکہ اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ ان سے احترام نہ اٹھ جائے) ②

اور مارنے کی کبھی اصلیت نہیں رہی' اس کا سہارا صرف اس وقت لے سکتے ہیں جب ادب سکھانے کے یا اطاعت پر ابھارنے کے تمام ذرائع ناکام ہو جائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالّٰتِي تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ﴾ (النساء: ٤/٣٤)

''اور جن عورتوں میں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور مارو''۔

یعنی تدریج کے ساتھ اور حدیث میں ہے ''جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ۔'' ③

---

① الطبرانی۔ ۱۰/۳۴۴۔۳۴۵ مصنف عبدالرزاق ۱۷۹۶۳ حلیۃ الاولیاء ۷/۳۳۲

② فیض القدیر للمناوی ۷/۳۳۲

③ ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ (ح ۴۹۴' ۴۹۵)

لیکن بلا ضرورت مارنا زیادتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو نصیحت فرمائی کہ ایسے آدمی سے شادی نہ کرو جو اپنی گردن سے لاٹھی نہیں اتارتا[1] یعنی عورتوں کو بہت مارتا ہے لیکن جو لوگ تربیت کے بارے میں بعض کافروں کے اصول کی تقلید کرتے ہوئے مارنے کا استعمال مطلق ممنوع سمجھتے ہیں تو ان کی رائے غلط ہے اور شرعی نصوص کے خلاف ہے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کیجئے

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾ (سورة نور: ٢٤/٦٢)

"پس جب تم اپنے گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو (یہ سلام) اللہ کی طرف سے مبارک اور پاک تحفہ ہے' دعائے خیر ہے۔"

ایک اور مقام پر رب کائنات نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (سورة نور: ٢٤/٢٧)

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں رہنے والوں کو سلام نہ کر لو' یہی تمہارے لیے سراسر بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"

جب ہم اپنے گھروں میں داخل ہوں تو گھر والوں کو السلام علیکم کہنا چاہیے

---

[1] مسلم۔ کتاب الطلاق: باب المطلقة البائن لا نفقة لها (ح ١٤٨٠)

اس سے سلام کہنے والے پر اور گھر والوں پر اللہ کریم کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ ①

مذکورہ بالا آیت میں تاکید کی گئی ہے کہ کسی کے گھر جاؤ تو سلام کرو اور اندر آنے کی اجازت بھی لو۔ حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ پہلے سلام کرتے پھر گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب فرماتے۔ اسی طرح آپ کا یہ معمول مبارک بھی تھا کہ اجازت لیتے وقت آپ دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو جاتے' تاکہ یک دم سامنا نہ ہو۔ ②

کسی کے گھر جائیں تو اندر جانے سے پہلے سلام کریں اور اجازت لیں کہ میں اندر آ سکتا ہوں؟ سیدنا کلدہؓ کہتے ہیں: میں بغیر سلام کہے نبی ﷺ کے پاس داخل ہو گیا تو آپ نے فرمایا ''واپس جاؤ اور سلام کر کے اور اجازت لے کر اندر آؤ''۔ ③

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میرے شوہر عبداللہ بن مسعودؓ جب گھر آتے تو کھنکار دیتے تاکہ گھر والوں کو معلوم ہو جائے۔ ④

اگر تین بار اجازت اور سلام کرنے کے بعد بھی اندر آنے کی اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ حدیث میں ہے

---

① اس مفہوم کی ایک روایت سیدنا انسؓ سے ترمذی۔ کتاب الاستئذان: باب ماجاء فی التسلیم اذا دخل بیته (ح٢٦٩٨) میں آئی ہے لیکن اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے۔

② ابو داؤد۔ کتاب الادب: باب کم مرة یسلم الرجل فی الاستئذان (ح ٥١٨٦)

③ ابو داؤد۔ کتاب الادب: باب کیف الاستئذان (ح ٥١٧٦)

ترمذی۔ کتاب الاستئذان: باب ماجاء فی التسلیم قبل الاستئذان (ح ٢٧١٠)

④ مسند احمد ٣٨١/١ ابن ماجه۔ کتاب الطب: باب تعلیق التمائم (ح٣٥٣٠) حافظ ابن کثیر نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (تفسیر سورۃ النور)

((اِذَا اسْتَاذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ)) ①

''جب تم میں سے تین بار کوئی اجازت طلب کرے اور صاحب بیت کی طرف سے اجازت نہ ملے تو اسے چاہیے کہ واپس لوٹ جائے۔''

گھر میں داخل ہوتے وقت دعاء پڑھیے

امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے' کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان ساتھیوں سے کہتا ہے ''نہ تو تمہاری یہاں خواب گاہ ہے اور نہ ہی کھانا ہے'' اور اگر داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے ''خواب گاہ تو تم نے پالی'' اور اگر کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام نہیں لیا تو کہتا ہے ''تمہیں سونے کی جگہ اور کھانا دونوں مل گئے''۔ ②

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہنا چاہیے' اور یہ دعاء پڑھنی چاہیے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَ بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَ عَلٰی رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا ③

''ہم اللہ کریم کے نام کے ساتھ داخل ہوئے اور اللہ کریم کے نام کے ساتھ ہی نکلے اور اپنے رب کریم پر ہی ہم نے بھروسہ کیا''۔

آپ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور کھانا کھاتے ہوئے اللہ کا ذکر کرے (اللہ کا نام لے لے) تو شیطان اپنے گروہ سے کہتا ہے لَا مَبِیْتَ لَکُمْ وَلَا عِشَاءَ یہاں تمہارے لیے نہ شب باشی کی گنجائش ہے اور نہ کھانا ہے۔ اور اگر داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے اَدْرَکْتُمْ

---

① بخاری۔ کتاب الاستئذان : باب التسلیم والاستئذان ثلاثا (ح ٦٢٤٥)
مسلم۔ کتاب السلام : باب الاستئذان (ح ٢١٥٣)

② مسلم۔ کتاب الاشربة : باب آداب الطعام والشراب (ح ٢٠١٨)

③ رواہ ابوداؤد بسند صحیح ٣٢٥/٤

الْبُيُوتَ تمہیں شب باشی کا موقع مل گیا۔ ①

خالی مکان میں داخل ہوتے وقت یہ دعاء پڑھنی چاہیے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ②

''سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر''۔

گھر سے نکلتے وقت دعاء پڑھئے

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص گھر سے باہر نکلتے وقت یہ دعاء پڑھتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ③

''اللہ کے نام سے (میں نے باہر قدم رکھا) اللہ ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور اللہ کی مدد کے بغیر کوئی چارہ گری اور کوئی طاقت وقوت حاصل نہیں ہو سکتی''۔

تو اسے جواب ملتا ہے ''کفیت'' تیرا کام سدھار دیا گیا ''وقیت'' تجھے محفوظ کرلیا گیا ''ھدیت'' تیری رہنمائی کا انتظام کر دیا گیا۔

ام المومنین ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب کبھی میرے گھر سے باہر نکلتے تو آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْاُضَلَّ اَوْاَزِلَّ اَوْاُزَلَّ اَوْاَظْلِمَ

---

① مسلم۔ کتاب الاشربة : باب آداب الطعام و الشراب (ح ۲۰۱۸

② الادب المفرد۱۰۸۷ (مؤطا امام مالك) ۹٦۲/۲ کتاب السلام بلاغًا

③ ابوداؤد۔ کتاب الادب : باب ما يقول اذا خرج من بيته (ح ۵۰۹۵)

ترمذی۔ کتاب الدعوات : باب ما يقول اذا خرج من بيته (ح ۳٤۲٦)

ابن حبان (موارد۔۳۰٦، ۲۳۷۰)

اَوْ أُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ)) ①

''اے اللہ!......میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں خود بھٹک جاؤں یا کوئی دوسرا مجھے بھٹکا دے۔ یا میں خود پھسل جاؤں یا کوئی دوسرا مجھے ڈگمگا دے۔ یا میں خود ظلم کا ارتکاب کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے۔ یا میں خود نادانی کروں یا دوسرا مجھ سے نادانی کرے''۔

اور یہ مختصر دعاء بھی گھر سے نکلتے وقت بہت مفید ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ②

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ' میں نے اللہ پر بھروسہ کیا' اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ کسی چیز سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ (کچھ کرنے کی) قوت''۔

گھر مسجد کے قریب لیجیے

گھر مسجد کے قریب ہونا چاہیے تا کہ مسجد میں جا کر باجماعت نماز پڑھی جائے۔ اگر مسجد سے گھر دور ہو اور پھر مسجد میں آ کے نماز پڑھی جائے تو اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ ہر قدم پر ایک نیکی اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ سیدنا ابن مسعودؓ فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ''کون سی نماز افضل ہے؟'' جو میں اپنے گھر میں پڑھوں یا جو مسجد میں پڑھوں؟ آپؐ نے فرمایا:

((اَلَا تَرَى فِيْ بَيْتِيْ مَا اَقْرَبَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَانْ أُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ

① مسند احمد ٦/٣٢٢ ابوداؤد۔ کتاب الادب: باب ما یقول اذا خرج من بیته (ح٥٠٩٤) ترمذی۔ کتاب الدعوات: باب٣٥ (ح ٣٤٢٧) نسائی۔ کتاب الاستعاذة: باب الاستعاذة من الضلال (ح٥٤٨٨) ابن ماجه۔ کتاب الدعاء: باب ما یدعو به الرجل اذا خرج من بیته (ح٣٨٨٤) مستدرك حاکم ١/٥١٩

② ابوداؤد ٤/٣٢٥ ترمذی ٥/٤٩٠ اور ملاحظہ کیجیے ترمذی ٣/١٥١

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً)) ①

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا مکان مسجد سے کس قدر قریب ہے مگر مجھ کو گھر میں نماز (نفل) پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے''۔

اپنے گھر میں خواتین کے وعظ کا اہتمام کیجئے

بعض گھروں میں دینی محفلوں کا اہتمام تو ہوتا ہے مگر قرآن سنت کے وعظ کے بجائے پیروں فقیروں کے غلط اور من گھڑت قصے کہانیاں سنائی جاتی ہیں۔ ایسی مجلسوں میں شریک ہونا اور ایسے گھروں میں جمع ہونا جہاں کفر شرک اور بدعات کے کام ہوتے ہوں' بجائے ثواب کے عذاب' وبال اور معصیت والی بات ہے۔ جہاں شرک و بدعات کے کام ہوں' نہ وہاں رحمت کے فرشتے آتے ہیں نہ اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ لہٰذا ایسی محفلوں میں اور ایسے گھروں میں ہرگز نہیں جانا چاہیے۔ اور اپنے گھروں میں ایسے پروگرام رکھنے والے لوگوں کو اللہ سے پکی سچی توبہ کرنی چاہیے اور توحید کی دعوت دینے والے قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی وعظ و نصیحت کے پروگرام رکھنے چاہئیں۔

گھر میں مفید کتابیں اور دینی کیسٹ رکھئے

گھر میں قرآن مجید کا ترجمہ تفسیر حدیث کے ترجمے والی مفید کتابیں ''ریاض الصالحین'' اور ''ترغیب وترھیب'' چھوٹے بچوں بچیوں کے لیے انبیاء اور خاص طور سے پیارے نبی ﷺ کی سیرت کی کتابیں۔ ازواج مطہرات۔ آپ ﷺ کی صاحبزادیاں۔ صحابہ کرام۔ صحابیات کے واقعات کی کتابیں اور تلاوت کی کیسٹیں

---

① مسند احمد ٤/٣٤٢ ابن ماجه۔ كتاب اقامة الصلوات : باب ماجاء في التطوع في البيت (ح ١٣٧٨) صحيح ابن خزيمة ١٢٠٢

خاص طور سے حرم مکی اور حرم مدنی میں نماز تراویح میں قرآن کی کیسٹیں آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہیں۔ اچھی اسلامی نظموں' جہادی ترانوں اور دینی تقریروں کی کیسٹوں کو سننے اور سنانے کے لیے ضرور اپنے گھر میں رکھنا چاہیے۔ یہ مفید کتابیں اور کیسٹیں اچھی شیشے کی الماری اور اچھی سیٹنگ کے ساتھ رکھنی چاہئیں تاکہ انہیں پڑھنے اور سننے کا شوق پیدا ہو اور جب بھی انہیں پڑھنے سننے کو دل چاہے تو آسانی سے انہیں الماری سے نکالیں اور استفادہ کریں۔ یہ چیزیں اپنے گھر میں آنے والے مہمانوں کو بھی سننے اور پڑھنے کے لیے دینی چاہئیں اور ہدیہ وتحفہ کے طور پر دی جائیں تو آپ کی طرف سے بہت اچھا اور مفید' تحفہ بھی ہوگا اور اجر وثواب کا باعث بھی۔

اسلامک کتب لائبریری کا قیام

گھر میں ایک اسلامی لائبریری کا قیام' افراد خانہ کی تعلیم اور انہیں دینی بصیرت سے بہرہ ور کرنے اور احکام شریعت پر پابندی کے لیے ایک مفید ومعاون عنصر ہے' ضروری نہیں کہ لائبریری بڑی ہو بلکہ اصل مسئلہ اہم کتابوں کا انتخاب ہے اور انہیں ایسی جگہ سیٹ کیا جائے جہاں سے ان کا حصول آسان ہو اور گھر والوں کو مطالعہ کے لیے باعث ترغیب ہو۔

گھر کی اندرونی نشست گاہ کے ایک گوشہ میں خوابگاہ میں ایک مناسب جگہ پر اور اسی طرح مہمان خانے میں سلیقے اور قرینے سے اسلامی کتب رکھنے سے گھر کے تمام افراد کو مسلسل پڑھنے کے مواقع میسر رہیں گے۔

مکتبہ کی عمدگی اور اچھائی (اللہ تعالیٰ حسن وعمدگی کو پسند کرتا ہے) کا تعلق اس بات سے ہے کہ اس میں مرجع ومصدر کی ایسی کتب ہوں جو مختلف مسائل پر بحث وتحقیق کے لیے معاون ہوں اور مدرسہ وسکول میں زیر تعلیم بچوں کے لیے بھی مفید

ہوں۔ اس میں مختلف معیار کی کتابیں ہوں جو چھوٹے بڑے مرد و عورت سب کے لیے مناسب و مفید ہوں۔ مہمانوں' بچوں کے دوستوں اور اہلیہ کی سہیلیوں کو ہدیہ پیش کرنے کے لائق بھی ہوں کتابوں کے انتخاب کے وقت اس بات کا خاص خیال رہے کہ دلکش تحقیق شدہ اور احادیث کی تخریج کردہ مطبوعات جمع کی جائیں۔

گھر میں لائبریری قائم کرنے کے لیے تجربہ کاروں سے مشورہ کے بعد کتب کی نمائش سے استفادہ ممکن ہے۔ کتاب کو آسانی کے ساتھ تلاش کرنے کے لیے لائبریری کو موضوعات کے لحاظ سے ترتیب دینا ضروری ہے۔ یعنی تفسیر کی کتابیں ایک خانے میں تو کتب حدیث دوسرے خانے میں کتب فقہ تیسرے میں...... وغیرہ وغیرہ اور گھر کا کوئی فرد کتابوں کی فہرست حروف تہجی اور موضوعات کے اعتبار سے تیار کر دے' تاکہ کتابوں کو تلاش کرنا آسان ہو سکے۔ کبھی بہت سے شائقین گھر کی لائبریری کے لیے اسلامی کتابوں کے نام بھی پوچھتے ہیں۔ یوں ان کی راہنمائی بھی آسان ہو جائے گی۔ ایک مختصر مفید مگر جامع لائبریری کا خاکہ کچھ اس طرح تیار کیا جا سکتا ہے:

- تفسیر ابن کثیر۔
- ''تفسیر ترجمان القرآن'' مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ
- ''تفہیم القرآن'' از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
- ''اشرف الحواشی'' (مختصر تفسیر اور دو ترجموں پر مشتمل ایک جزء میں دستیاب قرآن مجید)
- ''صحاح ستہ'' (احادیث کی چھ معتبر کتب بخاری' مسلم' ابوداؤد' سنن نسائی' سنن ترمذی و ابن ماجہ)
- ریاض الصالحین
- صحیح الترغیب والترھیب

دارالسلام کی کتب کا سیٹ

دارالابلاغ کی کتب کا سیٹ

دارالاندلس کی کتب

- ''تفہیم السنۃ'' (اقبال کیلانی صاحب حفظہ اللہ کا ۲۴ کتب پر مشتمل سیٹ)
- ''مہر نبوت''
- ''الرحیق المختوم'' از صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ
- رحمۃ اللعالمین از قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ
- ''البدایہ والنھایہ'' از امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
- ''تاریخ اسلام'' از اکبر شاہ نجیب آبادی رحمۃ اللہ علیہ
- ''امت محمد زوال پذیر کیوں؟'' از اکبر شاہ نجیب آبادی رحمۃ اللہ علیہ
- ''مثالی مسلمان مرد'' از ڈاکٹر محمد الہاشمی
- مثالی مسلمان عورت'' از ڈاکٹر محمد الہاشمی
- ''خواتین اہل بیت'' از احمد خلیل جمعہ
- ''قلم کے آنسو'' از محمد طاہر نقاش
- ''غم نہ کریں'' از ڈاکٹر عائض القرنی
- ''دوائے شافی'' از امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ
- ''شیطانی ہتھکنڈے'' از امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ
- ''معاشرے کی مہلک بیماریاں''......امام ابن قیم
- ''طب نبوی''......امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ
- ''بچوں کی تربیت کیسے کریں؟'' از سراج الدین ندوی
- ''تحفہ برائے خواتین''۔ از ڈاکٹر صالح بن فوزان
- ''مجالس خواتین'' از مرزا امین بن عالم

- ''غازیانِ صف شکن'' از محمد طاہر نقاش
- ''زاد المجاہد'' از سیف اللہ قصوری
- ''احکام الجامع'' از حافظ عبد السلام بن محمد
- ''عقیدہ و منہج'' از حافظ محمد سعید
- ''حسن عقیدہ'' از محمد طاہر نقاش
- ''گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات'' از امام ابن قیم
- ''گناہ چھوڑنے کے انعامات'' از محمد طاہر نقاش
- ''جنت کی تلاش میں'' (جنت واجب کر دینے والے اعمال) عبداللہ بن علی الجعیثن
- ''مومنات کی محبت بھری نماز''
- ''میں نماز کیوں پڑھتا ہوں؟'' (دار الابلاغ)
- محبتیں، الفتیں ''رسول اللہ ﷺ کا طریق تربیت''۔ از سراج الدین ندوی و محمد طاہر نقاش
- ''کبیرہ گناہوں کی حقیقت''
- ''سلطان صلاح الدین ایوبی کی یلغاریں'' از محمد طاہر نقاش
- ''تہذیب نسواں'' ـــــــ بیگم شاہجہاں بیگم بھوپال
- ''مرآۃ النساء'' ـــــــــ مولانا صادق سیالکوٹی
- ''میں پردہ کیوں کروں؟'' از روبینہ نقاش
- ''سیرتِ صحابیات''
- ''رب کے حضور بندوں کی دعائیں التجائیں'' از مولانا داؤد راز دھلوی
- ''اصلاح عقیدہ'' از محمد بن جمیل زینو
- ''میں نے ہدایت کیسے پائی'' از محمد بن جمیل زینو
- ''ادائیں محبوب کی'' محمد بن جمیل زینو

- ''تلبیس ابلیس'' از ابن جوزی
- ''شریعت وطریقت'' ازعبدالرحمٰن کیلانی
- ''تحفۃ العروس'' از علامہ مہدی استنبولی
- ''اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں''۔ ازمحمد صالح المنجد
- ''مرزائیت اوراسلام'' (علامہ احسان الٰہی ظہیر)
- ''انسانیت موت کے دروازے پر'' ازابوالکلام آزاد
- ''آفاتِ نظر اوران کا علاج'' ارشادالحق اثری
- ''سپنوں کا شہزادہ'' ازمحمد طاہر نقاش
- ''جناتی شیطانی چالوں کا توڑ'' (دارابلاغ)
- ''خطاؤں کا آئینہ''
- ''دوست کیسے بنائیں؟'' عبداللہ بن علی الجعیثن
- ''ہم دعوت کا کام کیسے کریں؟'' ازعبدالبدیع صقر ومحمد طاہر نقاش
- ''بدعات سے دامن بچایئے'' از شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ
- ''پردہ'' ازمولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ
- ''الجہاد فی الاسلام'' ازمولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ
- ''بوسنیا کے جہادی میدانوں میں'' ازمحمد طاہر نقاش
- ''تقویۃ الایمان'' از شاہ اسماعیل شہید
- ''تذکیر الاخوان'' از شاہ اسماعیل شہید
- جملہ کتب مولانا صادق سیالکوٹی
- ''شہدائے عہد نبوی''
- ''ارادہ ہے توبہ کرلوں......''
- ''تاریخ اسلام'' شاہ معین الدین ندوی

گھر میں آڈیو لائبریری

ٹیپ ریکارڈر نیکی کے کاموں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ ہم اس کا استعمال اس طرح کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو جائے۔ وہ ذریعہ جس سے اس مقصد کی تکمیل ہوتی ہے گھر میں ایک (کیسٹ لائبریری) کا قیام ہو جو علماء قراء خطباء کی عمدہ اسلامی کیسٹوں پر مشتمل ہو۔

نماز تراویح میں بعض ائمہ کی عاجز آواز کے ساتھ تلاوت کی آڈیو کیسٹیں سننے کا اہل خانہ پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے خواہ قرآن کی معانی ومطالب کی تاثیر کے اعتبار سے اور اس طرح قرآنی سماعت کے ذریعہ شیطانی سماعت گانے باجے سے حفاظت کے اعتبار سے بھی کیونکہ کانوں اور سینوں میں رحمان کے کلام کے ساتھ شیطان کی بانسریوں کی آمیزش ناممکن ہے۔

گھر والوں کو روز مرہ زندگی میں پیش آنے والے مختلف احکام سمجھانے میں فتاویٰ کی کیسٹوں کا اہم رول ہے۔ اس مسئلہ میں چند علماء کے فتاویٰ کی کیسٹیں سننے کی تجویز ہے مثلاً: شیخ عبدالعزیز بن باز' شیخ محمد ناصر الدین الالبانی شیخ محمد صالح عثیمین شیخ صالح الفوزان' حافظ عبدالسلام بن محمد۔ حافظ عبدالمنان نور پوری' سید بدیع الدین راشدی رحمۃ اللہ علیہ محترم حافظ عبداللہ ناصر رحمانی اور ان کے علاوہ دیگر ثقہ علماء جن سے لوگ فتویٰ لیتے ہیں' ان کی جانب توجہ کرنا مسلمانوں کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ یہ دین ہے' پس جس سے تم دین حاصل کرتے ہو اس کی شخصیت کے بارے میں غور کرو' دین اس سے لینا چاہیے جس کی خشیت وانابت زہد وورع معلوم ہو' وہ صحیح احادیث پر اعتماد کرتا ہو' مذہبی تعصب سے مبرا ہو' دلیل کے ساتھ چلتا ہو' راہ اعتدال کا پابند ہو' نہ متشدد ہو اور نہ سہولت پسند ہو' باخبر ذات اقدس تو وہی ہے جس سے ہم سوال کرتے ہیں۔ وہ علماء جو امت کو بیدار رکھنے حجت قائم کرنے اور

منکرات کی تردید کا فریضہ انجام دیتے ہیں افراد خانہ کی شخصیت سازی میں ان کی تقریروں کا سننا بے حد اہم ہے' ان کی کیسٹیں اب ہر جگہ بحمد اللہ دستیاب ہیں۔

بچوں پر کیسٹوں کا کتنا اچھا اثر ہم دیکھ چکے ہیں خواہ کسی قاری کی تلاوت سے متعدد سورتیں حفظ کر کے ہو یا رات دن کی دعائیں آداب اسلامی اور با مقصد اشعار وغیرہ یاد کر کے ہو۔ کیسٹوں کو مرتب شکل میں دراز میں رکھنے سے ایک تو ان کا حصول آسان ہو جاتا ہے دوسرے تلف و بربادی اور بچوں کی لہو و عبث سے محفوظ رہتی ہیں اور ہمیں عمدہ کیسٹیں دوسروں کو ہدیہ دے کر یا سننے کے لیے عاریتاً دے کر ان کی نشر و اشاعت کی کوشش کرنی چاہیے۔ باورچی خانے میں ٹیپ ریکارڈر کا ہونا بہت مفید ہے' اسی طرح خوابگاہ میں رہنے سے آخری لمحہ تک استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ منتخب مؤحد سلفی علماء کی آڈیو کیسٹیں گھر میں رکھنی خاندان کے لیے مفید ہیں۔

گھر والوں کو صدقے خیرات کا شوق دلائیے

اہل خانہ کو اپنے زیور کی زکوٰۃ اور صدقہ خیرات کی تلقین کرنی چاہیے۔

آپؐ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ)) ①

''اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ خیرات کیا کرو''۔

قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کرنا زیادہ باعث اجر و ثواب ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا اور دوسرا ان کے ساتھ تعاون کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ ②

---

① بخاری۔ کتاب الحیض : باب ترك الحائض الصوم (ح ٣٠٤)
مسلم۔ کتاب الایمان : باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات (ح ٧٩' ٨٠)
② ترمذی۔ کتاب الزکاة : باب ماجاء فی الصدقة علی ذی القرابة (ح ٦٥٨)
نسائی۔ کتاب الزکاة : باب الصدقة علی الاقارب (ح ٢٥٨٣)
ابن ماجه۔ کتاب الزکاة : باب فضل الصدقة (ح ١٨٤٤)

گھر میں ایک گلہ یا چھوٹی صندوقچی ہونی چاہیے جس میں چھوٹے بڑے سب کبھی کبھی صدقے کے پیسے ڈال دیا کریں اور پھر ان پیسوں کو مستحق غریب لوگوں کو دے دیا کریں۔

گھر والوں کو دینی تعلیم دلائیے

بیوی بچوں کو دینی باتوں کی تعلیم ضرور دینی چاہیے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں عنوان قائم کیا ہے کہ مرد اپنے اہل خانہ کو دینی تعلیم و تربیت دے۔ (بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ اَمَتَهٗ وَاَهْلَهٗ) عورتوں کی تعلیم و دینی تربیت کے لیے ہفتے میں ایک دن مقرر کر لیا جائے۔ امام بخاری نے ایک عنوان یہ بھی ذکر کیا ہے (بَابٌ هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلٰى حِدَةٍ) عورتوں نے آپؐ سے درخواست کی تھی کہ وعظ و نصیحت تعلیم و تربیت کے لیے آپؐ ہمارے لیے ایک خاص دن مقرر فرما دیجئے۔ چنانچہ آپؐ ہفتے میں ایک دن عورتوں کو وعظ و نصیحت فرماتے[1] آج کل بھی الحمد للہ مساجد' مدرسوں اور گھروں میں خواتین کے وعظ ہوتے ہیں۔ بعض خواتین نے وعظ و تقریر کے لیے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے۔ ماشاء اللہ یہ بڑے اجر و ثواب والی بات ہے۔

اسی طرح بعض نیک خواتین نے اپنے گھروں میں ہر ہفتہ وعظ و تقریر کا اہتمام و انتظام کیا ہوا ہے۔ وہاں دینی پروگرام قرآن و سنت' توحید و اتباع رسول کے وعظ ہوتے ہیں۔ ایسی خواتین بڑی مبارک باد کی مستحق ہیں کہ دنیا و آخرت کی خوشیاں اور سعادتیں سمیٹ رہی ہیں اور اجر و ثواب کی مستحق ہو رہی ہیں۔ خاص طور سے رمضان کے مبارک مہینے میں یہ نیکی کا کام بہت ہوتا ہے' گھر گھر خواتین کے وعظ ہوتے ہیں اور خواتین ان دینی پروگراموں میں بڑے شوق سے شرکت کرتی

---

[1] بخاری۔ کتاب العلم : باب هل یجعل للنساء یوما علی حدة فی العلم (ح ۱۰۱)
مسلم۔ کتاب البر والصلة : باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه (ح ۲۶۳۳)

ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیک کاموں میں مزید خیر و برکت عنایت فرمائے۔ آمین۔

دراصل یہ گھر بڑے مبارک ہوتے ہیں اور گھر والے بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ اہم و مبارک اور عظیم کام یعنی اللہ و رسول کے فرامین خواتین تک پہنچانے کے لیے یہ محنت کوشش اور اہتمام و انتظام اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔ ایسے گھروں میں اللہ کی رحمتیں برستی ہیں۔ اللہ کے فرشتے ایسی مبارک مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر گواہی دیتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف فرما دیتا ہے' کتنی بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے۔

مسلم گھرانے و خاندان کی تعلیم و تربیت

افراد خانہ کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا گھر کے سربراہ کی شرعی ذمہ داری ہے (اگر ریاکاری سے دامن بچا رہے تو) جیسا کہ اللہ باری تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (التحریم : ٦٦/٦)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے''۔

افراد خانہ کی تعلیم و تربیت اور انہیں بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے سلسلے میں یہ آیت اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ محترم قارئین! گھر کے سربراہ کے فرائض کے سلسلے میں اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی بعض آراء ملاحظہ فرمائیے:

جناب قتادہ نے فرمایا: سربراہ ان کو اطاعت الٰہی کا حکم دے اور معصیت و نافرمانی سے روکے اور ان کو اللہ کے احکامات کی تعمیل کا حکم دے' اس پر ان کی مدد کرے اور اگر ان میں کوئی معصیت و نافرمانی نظر آئے تو اس پر ان کی زجر و توبیخ

اور ڈانٹ ڈپٹ کرے۔ ①

ضحاک و مقاتل نے فرمایا: مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو اور اپنی خادماؤں کو اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواهی کی تعلیم دے۔ ②

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے "ان کو تعلیم دو اور ادب سکھاؤ"۔ ③

طبری کا قول ہے "ہم پر اپنے بچوں اور اہل خانہ کو دین اور امور بھلائی اور ضروری ادب کی تعلیم دینا ضروری ہے"۔ ④

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈیوں کو تعلیم دینے کی ترغیب دلائی ہے جبکہ وہ غلام ہیں تو تمہارا اپنی بیوی اور اولاد کو تعلیم دینا کتنا ضروری ہو گا جب کہ وہ آزاد ہیں۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب **تعلیم الرجل امته واهله** کے عنوان سے مستقل باب قائم کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو بیان کیا کہ تین آدمی ایسے ہوں گے جنہیں دوہرا ثواب ملے گا۔

(ایک آدمی وہ جس کے پاس لونڈی تھی اس نے اس کو اچھا ادب سکھایا اور اس کی اچھی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لی اسے دوہرا ثواب ملے گا) ⑤

حافظ ابن حجر نے حدیث کی شرح میں فرمایا: حدیث کی باب سے مطابقت

---

① تفسیر طبری ۲۹/۱۶۶

② تفسیر در منثور ۸/۲۲۵ و تفسیر ابن کثیر ۱/۳۹۱

③ تفسیر طبری ۲۸/۱۶۶

④ تفسیر طبری ۲۸/۱۶۵، ۱۶۶

⑤ بخاری۔ کتاب العلم : باب تعلیم الرجل امته واهله (ح ۹۷)

مسلم۔ کتاب الایمان : باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد صلی اللہ علیه و سلم (ح ۱۵٤)

لونڈی کے بارے میں صراحتہ اور اہل وعیال کے بارے میں قیاس کا ذریعہ ہے کیونکہ آزاد اہل وعیال کو اللہ کے فرائض اور رسول اللہ ﷺ کی سنن کی تعلیم دینا لونڈیوں سے زیادہ اہم ہے۔ ①

آدمی کو اپنے مشاغل، اعمال اور روابط کی بھیڑ میں بسا اوقات اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے وقت نکالنے کی فرصت ہی نہیں ملتی، اس کا حل یہ ہے کہ وہ اہل خانہ کے لیے ایک دن مقرر کر لے بلکہ دیگر رشتہ داروں کے لیے بھی گھر میں ایک علمی مجلس منعقد کرے اور تمام کو اس کے وقت سے مطلع کرے تاکہ وہ باقاعدگی سے حاضر ہو سکیں اور خود اس پر پابندی سے حاضری دے۔ میں آپ حضرات کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا معمول اس سلسلہ میں نقل کر رہا ہوں۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب سہل بن ابی صالح رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اکٹھا ہونے کی جگہ فلاں صحابیہ کا گھر ہے'' پھر آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے وعظ بیان فرمایا۔ ②

حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کو گھروں میں تعلیم دی جاتی تھی اور صحابیات رضی اللہ عنہن حصول علم کے لیے کس قدر حریص تھیں۔ عورتوں کو چھوڑ کر صرف مردوں کے لیے دعوت و تربیت کی کوششوں کو محدود رکھنا مبلغین اور ارباب خانہ کی بہت بڑی کوتاہی ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے والے بعض حضرات کہیں گے: فرض کرو ہم نے ایک دن خاص کر لیا اور اپنے اہل وعیال کو اس کی اطلاع بھی دے دی تو ان نشستوں میں کیا چیز پیش کی جائے گی اور ہم کیسے اس پروگرام کو شروع کریں گے؟

---

① فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۰

② فتح الباری۔

قارئین محترم !......اس کے جواب میں ہمارے پاس ایک تجویز ہے جو اہل خانہ کے لیے عموماً اور تعلیم نسواں کے لیے خصوصاً ایک مبسوط طریقہ ہوگا۔

① علامہ ابن سعدی کی تفسیر **"تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان"** سات مفصل جلدوں میں ہے' آسان اسلوب ہے۔ آپ اس میں سے سورتیں اور اجزاء پڑھ کر سنائیں۔

② ریاض الصالحین پڑھیں اس کی احادیث اور مختصر تشریح اور مبسط فوائد بھی بیان کریں' اس کے لیے کتاب **"نزھتہ المتقین"** سے مدد مل سکتی ہے۔

③ علامہ نواب صدیق الحسن خاں کی کتاب **"حسن الاسوۃ بما ثبت عن اللہ و رسولہ فی النسوۃ"** پڑھ کر سنائیں۔

عورتوں کو بعض فقہی احکام سکھانا بھی ضروری ہے مثلاً: طہارت و حیض کے احکام' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کے احکام' کھانے پینے اور لباس و زینت کے احکام' گانے اور تصویر بنانے کے احکام' اس کے لیے اہم مرجع و مصدر اہل علم کے فتاویٰ کو بنایا جا سکتا ہے۔ مثلاً: شیخ عبدالعزیز بن باز اور شیخ محمد بن صالح عثیمین ﷺ جیسے جلیل القدر علماء کے فتاویٰ جات خواہ وہ تحریری شکل میں ہوں یا کیسٹوں میں ریکارڈ ہوں۔

خواتین اور اہلِ خانہ کی تعلیم میں یہ بھی شامل ہے کہ انہیں علماء کی تقریروں اور دروس میں حاضری کی رغبت دلائی جائے اور اس سلسلے میں ذرائع ابلاغ سے قرآن کریم کی نشریات کی سماعت کا اہتمام کیا جائے۔

تعلیمی وسائل کی فراہمی کے ضمن میں یہ بھی شامل ہے کہ مخصوص دنوں میں خواتین کو شرعی شرائط کی پابندی کے ساتھ اسلامی کتب کی نمائش میں لے جایا جائے۔

گھر میں غلط غیر شرعی محفلوں کا پروگرام نہیں بنائیے

بعض گھروں میں دینی ماحول قرآن و حدیث کی تعلیم دینے کے بجائے گناہوں کے کام ہوتے ہیں۔ غلط محفلیں جمتی ہیں' ٹی وی' وی سی آر اور ڈش انٹینا کے ذریعہ غلط پروگروام دیکھے جاتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی یہ غلط پروگرام دیکھنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ ایسی جگہوں پر شیطان نے اپنا ڈیرہ جمایا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے گھروں میں نہ رحمت کے فرشتے آتے ہیں اور نہ اللہ کی رحمتیں برستی ہیں۔ بلکہ ایسے گھر حقیقی خوشیوں اور مسرتوں سے خالی ہوتے ہیں۔ لہذا ایسے غلط کاموں سے توبہ کرنی چاہیے اور اپنے گھروں کو خوشیوں کا گہوارا بنانا چاہیے۔ گھریلو امور پر گفتگو کے لیے نشستوں کا موقع دینا چاہیے:

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ (الشوریٰ: ۴۲/۳۸)

''ان کے معاملات باہمی مشورہ سے طے پاتے ہیں''۔

اگر افراد خانہ کو گھر سے متعلق داخلی یا خارجی مسائل پر گفتگو اور مشورے کے لیے مل بیٹھنے کا موقع دیا جائے تو یہ خاندان کی مضبوطی اور ہم آہنگی اور باہمی تعاون کی علامت ہوگی۔ بلاشبہ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے گھر کا نگران بنایا وہ پہلا ذمہ دار اور صاحب فیصلہ ہے لیکن دوسروں کو بھی موقع دینا (خصوصاً جب لڑکے بڑے ہو جائیں) اس طرح ان کی ذمہ داری سنبھالنے کی تربیت ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ اس احساس سے سب کو خوشی ہوتی ہے کہ ان سے بھی مشورہ لیا جاتا ہے اور ان کی رائے کو بھی معتبر سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ان امور میں گفتگو کرنا جن کا تعلق حج سے ہو یا رمضان المبارک وغیرہ کی چھٹیوں میں عمرہ سے ہو اور رشتہ داروں کی ملاقات کے لیے سفر کرنے سے ہو یا جائز راحت کاری سے ہو یا شادی ولیمہ کے انتظامات سے ہو یا بچے کی ولادت پر عقیقہ سے ہو یا ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونے سے اور رفاعی کاموں میں۔ مثلاً: محلے کے غریبوں محتاجوں کو شمار کر کے

ان کی مدد کرنے یا ان کا کھانا پہنچانے سے ہو' اس طرح گھریلو حالات اور عزیز و اقارب کی مشکلات کا جائزہ لینے اور ان کا حل ڈھونڈھنے وغیرہ سے متعلق ہو۔

نشستوں کی اقسام میں سے ایک دوسری اہم قسم کی طرف اشارہ بھی ضروری ہے' وہ یہ کہ اولاد اور والدین کے درمیان صریح گفتگو کے لیے نشست ہونی چاہیے' کیونکہ بعض مشکلات بالغ اولاد کو پیش آتی ہیں' انفرادی نشست کے بغیر ان کا حل ممکن نہیں ہے۔ اس میں والد کو لڑکے کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر عنفوان شباب بلوغت اور جوانی کے مشکل مسائل پر راہنمائی فراہم کرنی چاہیے۔ اسی طرح ماں کو لڑکی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر ضروری شرعی احکام کی تلقین کرنی چاہیے اور اس عمر میں جو مشکلات درپیش آتی ہے ان کے حل میں مدد کرنی چاہیے۔ ماں باپ کو ان جیسے جملوں سے گفتگو کا آغاز کرنا چاہیے (جب میں تمہاری عمر میں تھا...... یا تھی) اس سے قبولیت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس صراحت کے فقدان سے بعض لڑکوں اور لڑکیوں کو برے ہم نشینوں سے گفتگو کا موقع ملتا ہے۔ اور اس سے پھر بہت بھیانک برائی رونما ہوتی ہے۔

اپنے گھر میں شادی' عید کے موقع پر

گھر میں عید شادی بیاہ یا اور کسی خوشی کے موقع پر اسلامی نظمیں خوشی کے ترانے' جہادی ترانے خواتین اور بچیاں گا سکتی ہیں' کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے۔

سیدہ عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

((دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ عِنْدِيْ جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ يَوْمِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَ حَوَّلَ وَجْهَهُ وَ دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَانْتَهَرَنِيْ وَ قَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا وَ فِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَ هٰذَا عِيْدُنَا)) ①

''رسول اللہ ﷺ (عید والے دن گھر میں) میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس دو بچیاں بیٹھی بعاث کے دن (جنگ میں شہیدوں کی بہادری کے) ترانے گا رہی تھیں۔ آپؐ اپنا چہرہ مبارک دوسری جانب کر کے بستر پر لیٹ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے (تو یہ منظر دیکھ کر) مجھے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے کہ ''نبی ﷺ کے سامنے شیطانی باجے بج رہے ہیں؟'' آپؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''ان دونوں بچیوں کو چھوڑ دو (گانے دو'') اور ایک روایت میں ہے آپؐ نے فرمایا: ''ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید کا دن ہے''۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالْغِرْبَالِ ②

''اس نکاح شادی کا اعلان کرو (یعنی لوگوں کو بتاؤ خبر دو) اور اس میں دف بجاؤ''۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ انہوں نے ایک عورت کی ایک انصاری صحابی کے ساتھ شادی ورخصتی کرائی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

---

① بخاری۔ كتاب العيدين : باب الحراب والدرق يوم العيد (ح ٩٤٩۔٩٥٢) مسلم۔ كتاب صلاة العيدين : باب الرخصة فى اللعب الذى لا معصية فيه فى ايام العيد (ح ٨٩٢)

② ابن ماجه۔ كتاب النكاح : باب اعلان النكاح (ح ١٨٩٥) قال الشيخ الالبانى ''ضعيف دون شطر الاول فهو حسن۔''

((يَا عَائِشَةَ مَا كَانَ مَعَكُمْ مِنْ لَهْوٍ؟ فَإِنَّ الْأَنْصَارِ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوَ)) ①

''اے عائشہؓ! تمہارے پاس سامان لہو نہیں؟ کیونکہ انصاریوں کو لہو اچھا لگتا ہے''۔

یعنی شادی بیاہ خوشی کے موقع پر تفریحی کھیل کود اور دف بجا کر گانے سے انہیں دلچسپی ہے۔

سیدنا ابوحسنؓ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ خفیہ پوشیدہ نکاح کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

((حَتَّى يُضْرَبَ بِدَفٍّ وَ يُقَالُ أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيُّونَا نُحَيِّيكُمْ)) ②

یہاں تک کہ اس شادی میں دف بجائی جائے اور کہا جائے: ہم تمہارے پاس آئے ہیں، ہم تمہارے پاس آئے ہیں، تم ہمیں خوشی وسلامتی کی دعا دو ہم تمہیں خوشی وسلامتی کی دعا دیں۔

سیدنا خالد بن ذکوان سے ربیع بنت معوذؓ کہتی ہیں جس روز میری شادی کی رخصتی ہوئی۔ اس دن صبح کو نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپؐ میرے بستر پر اس جگہ بیٹھ گئے جہاں تم بیٹھے ہو اور چند بچیاں دف بجا بجا کر بدر کے دن ہمارے شہید بزرگوں کی بہادری کی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ ان میں سے ایک بچی نے یہ کہا:

((وَ فِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَا تَقُولُ هٰكَذَا وَ قُولِي كَمَا كُنْتَ تَقُولِينَ)) ③

---

① بخاری۔ کتاب النکاح : باب النسوة التی یهدین المرأة الی زوجها (ح ٥١٦٢)

② عبداللّٰه بن احمد فی مسند ابیه ٤/٧٧، ٧٨

③ بخاری۔ کتاب النکاح : باب ضرب الدف فی النکاح والولیمة (ح ٥١٤٧)

''ہم میں وہ نبی تشریف فرما ہیں جو کل کی ہونے والی باتیں جانتے ہیں۔
آپؐ نے فرمایا'' یہ نہ کہو بلکہ جو پہلے پڑھ رہی تھیں وہی پڑھتی گاتی رہو''۔

سیدنا بریدہؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کسی جنگ پر گئے ہوئے تھے' جب آپؐ واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام لڑکی نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! میں نے منت مانی تھی اگر اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ سلامت خیر و عافیت کے ساتھ واپس اپنے گھر لے آئے گا تو میں آپؐ کے سامنے دف بجا کر گاؤں گی۔ آپؐ نے فرمایا: اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَاِلَّا فَلَا ''اگر تو نے منت مان لی ہے تو بجا لے ورنہ نہیں''۔ پھر وہ دف بجانے لگی۔ سیدنا ابوبکرؓ آئے لیکن وہ دف بجاتی رہی۔ پھر سیدنا علیؓ آئے تو وہ بجاتی رہی۔ پھر سیدنا عثمانؓ آئے تو بھی وہ بجاتی رہی۔ پھر جب سیدنا عمرؓ آئے تو دف اپنے کولہوں کے نیچے رکھ کر اس پر بیٹھ گئی۔ آپؐ نے فرمایا:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اَنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَ هِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَ هِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَ هِيَ تَضْرِبَ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَ هِيَ تَضْرِبُ فَلَمَا دَخَلْتَ اَنْتَ اَلْقَتْ اَلدَّفَّ)) ①

''اے عمرؓ! تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے۔ میں بیٹھا رہا میری موجودگی میں یہ بچی دف بجاتی رہی' ابوبکرؓ آئے تو یہ بجاتی رہی' علیؓ آئے تو یہ بجاتی رہی' عثمانؓ آئے تب بھی بجاتی رہی۔ لیکن جب تم آئے تو اس نے دف پھینک دیا (چھپالیا۔)

ان سب احادیث سے معلوم ہوا کہ خوشی کے موقع پر گھر میں خوشی کے گیت'

① مسند احمد٥/٣٥٦ ترمذی۔ کتاب المناقب : باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (ح۔٣٦٩٠)

جہادی ترانے' نظمیں خواتین اور بچیاں گا سکتی ہیں۔ اور دف بھی بجا سکتی ہیں۔ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے پردہ کے احکامات کی پاسداری کرتے ہوئے ہلکے پھلکے جائز مسکرانے خوشیاں دینے والے پروگرام اور کھیل بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر فحش قسم کے گانے بجانے فلمیں اور غلط پروگرام جائز نہیں ہیں۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ گمراہ لوگوں نے دف کو بہانہ بنا کر شادیوں کے موقع پر مختلف غیر شرعی اور فضول گانے بجانے کے پروگرام شروع کر دیئے ہیں اور بعض اسلامی جماعتوں نے اپنے ترانوں اور نعتوں میں بھی ڈھول اور سازوں کا استعمال شروع کر دیا ہے جب ان سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ جی دف بجانے کی اجازت تو اسلام میں ہے' اور ہم دف ہی بجا رہے ہیں۔ موجودہ سازوں کو جو وہ دف قرار دیتے ہیں ان میں سے کوئی بھی دف کے قائم مقام نہیں ہے اور نہ ہی دف ہے۔ دف تو ایک بغیر سوز و ساز اور ترنم کے آواز کا آلہ تھا۔ اس کی آواز ردھم' سوز اور ترنم والی نہ تھی۔ ایسے لوگ صرف اپنے دلی ارمان پورے کرنے کے لیے اور شیطان کو خوش کرنے کے لیے دف کے بہانے کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ گانے بجانے کے سب غیر شرعی کام ہیں' اللہ کی ناراضی کا باعث ہیں' ان سے بچنا چاہیے۔

اگر کوئی شادی کے موقع پر پردہ میں رہ کر کہ جس سے غیر محرم مرد تک بچیوں کی آواز نہ پہنچ سکے' کسی قسم کے گانے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ صرف ایسے اشعار گا سکتا ہے کہ جن سے جہاد اور مجاہدین کی یلغاروں کے تذکرے اور غلغلے ہوں اور اسلام کی عظمت و توقیر اور شان و شوکت عیاں ہوتی ہو' اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ کی محبت (جو شرک تک نہ پہنچتی ہو) و شان ظاہر ہوتی ہو۔ نہ کہ مہندی کے گیت اور بے ہودہ غزلیں اور گانے گائے جائیں۔ اور اوپر سے بے حمیتی اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہہ دیا جائے کہ ہم تو جی شادی کے موقع پر دف کے ساتھ اشعار گا کر سنت پر عمل کر رہے ہیں!! الامان والحفیظ...... ایسے موقع پر ڈرنا چاہیے کہ کہیں

کسی بھی شکل میں اللہ کا عذاب نہ نازل ہو جائے۔

گھر میں نیک لوگوں کو بلائیے

اپنے گھر میں نیک لوگوں کو بلایا جائے۔ کسی عالم کو یا عالمہ عورت کو' تا کہ وہ گھر والوں کی دینی رہنمائی کریں۔ خواتین بھی پردے میں رہ کر ان کی مفید باتیں اور وعظ سنیں۔ کبھی کبھی نیک لوگوں کو بلایا جائے گا تو گھر میں نیکی کا شوق پیدا ہوگا' اچھی باتوں کا چرچہ ہوگا' غفلت دور ہوگی۔ ایسے موقع پر اگر پڑوسی اور رشتہ داروں کو بھی بلا لیا جائے کہ فلاں دن ہمارے ہاں علماء آ رہے ہیں۔ آپ لوگ بھی آئیے' کوئی دینی سوال ہو یا مسئلہ درپیش ہو تو آ کر پوچھیے۔ نوح علیہ السلام نے دعاء کی تھی:

﴿رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ (نوح: ۷۱/۲۸)

''اے رب! تو مجھے میرے ماں باپ اور جو بھی ایمان دار ہو کر میرے گھر میں آئے اور تمام مؤمن مرد عورتوں کو بخش دے''۔

اسی طرح نیک لوگوں اور رشتے داروں کے گھر ملاقات کے لیے جانا بھی باعث ثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَهُ فِي اللّٰهِ نَادَاهُ مُنَادٍ بِاَنْ طِبْتَ وَ طَابَ مَمْشَاكَ وَ تَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا))[1]

''جس نے بیمار کی عیادت کی اور اللہ کی خاطر اپنے بھائی سے ملاقات کی تو ایک پکارنے والا فرشتہ پکارتا ہے۔ کہ تو خوش رہے اور تیرا چلنا بہتر و اچھا رہے اور جنت میں تجھے اچھا گھر اور محل حاصل ہو''۔

---

[1] ترمذی۔ کتاب البر والصلة : باب ماجاء فی زیارة الاخوان (ح ۲۰۰۸) واللفظ له۔

ابن ماجه۔ کتاب الجنائز : باب ماجاء فی ثواب من عاد مریضًا (ح ۱٤٤۳)

بے دین افراد کو گھر میں داخل کرنے سے اجتناب کریں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برے ہم نشین کی مثال بھٹی والے کی طرح ہے ① اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: لوہار کی بھٹی تمہارے گھر یا کپڑے کو جلا ڈالے گی یا تم اس سے بدترین بُو پاؤ گے۔ ②

ہاں ہاں اللہ کی قسم! تمہارا گھر قسم قسم کی برائیوں سے جل اٹھے گا۔ فاسد اور مشتبہ لوگوں کے گھر میں داخل ہونے سے کتنے گھر والوں میں عداوت بھڑک اٹھی اور میاں بیوی میں جدائی ہو گئی۔ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے بیوی کو شوہر پر اور شوہر کو بیوی پر بھڑکایا اور والد و اولاد کے درمیان عداوت کا سبب بنا۔ اور گھروں میں جادو رکھنے کے اسباب یا چوری کے واقعات اور زیادہ تر اخلاقی بگاڑ غیر اطمینان بخش لوگوں کے داخل ہونے ہی کا نتیجہ ہوتا ہے ایسے لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت قطعاً نہیں دینی چاہیے اگر چہ وہ ہمسائے ہوں مرد ہوں یا عورت ہوں یا بظاہر دوستی کا اظہار کرنے والے مرد و عورت ہی کیوں نہ ہوں۔ بعض لوگ ایسے لوگوں کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر بوجہ شرم خاموش ہو جاتے ہیں اور گھسنے کی اجازت دے دیتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ وہ شخص مفسد ہے۔ اس معاملے کی سب سے زیادہ ذمہ دار گھر کی عورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! کس دن کی حرمت زیادہ ہے؟ کس دن کی حرمت زیادہ ہے؟ کس دن کی حرمت زیادہ ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''حج اکبر کے دن کی'' پھر آپ ﷺ نے اسی دن اپنے جامع خطبہ کے دوران فرمایا: ''البتہ تمہارا حق تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر

---

① ابوداؤد۔ کتاب الادب: باب من یؤمر ان یجالس (ح ٤٨٢٩) عن انس رضی اللہ عنہ۔

② بخاری۔ کتاب البیوع: باب فی العطار و بیع المسك (ح ٢١٠١)
مسلم۔ کتاب البر والصلة: باب استحباب مجالسة الصالحین (ح ٢٦٢٨)

ایسے لوگوں کو نہ بٹھائیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور نہ تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت دیں جن سے تم نفرت کرتے ہو۔ ①

لہٰذا اے مسلمان خاتون!...... اگر تمہارے شوہر یا والد کسی پڑوسن کو گھر میں داخل ہونے سے منع کرتے ہیں تو تم بذات خود سخاوت مت کرو' کیونکہ وہ اس کے اثر سے خرابی محسوس کرتے ہیں اور اگر وہ اپنے اور تمہارے شوہر کے درمیان موازنہ کرے تو تم دوراندیشی سے کام لو' اس سے تم اپنے شوہر سے ایسی چیزوں کا مطالبہ نہ کرنے لگ جاؤ جس کی تکمیل کی وہ طاقت نہیں رکھتا اور تم پر اپنے شوہر کو اس وقت نصیحت کرنا واجب ہے جب تم دیکھو کہ اس کے رفقاء میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس کے لیے برائی کو مزین کر کے پیش کرتے ہیں۔

جادو کے اثر سے بچنے کیلئے گھر میں قرآن پڑھیے

بعض لوگ دشمنی اور انتقام میں ایک دوسرے کے گھر میں جادو کروا دیتے ہیں اور گھر میں ایسی چیزیں رکھوا دیتے ہیں یا ڈلوا دیتے ہیں جس سے گھر والوں پر جادو کا اثر ہو جائے۔ بعض اوقات گھر والے اس جادو کے اثر سے مالی طور پر پریشان ہو جاتے ہیں۔ پہلے گھر میں بڑی خیر و برکت تھی' وسعت تھی' وہ سب ختم ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ گھر والے بیمار ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ گھر میں میاں بیوی بہن بھائیوں میں لڑائی جھگڑے اور غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ سب جادو وسحر کا اثر ہوتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ گھر میں کثرت سے سورۃ بقرہ پڑھی جائے۔ ہر نماز کے بعد آیت الکرسی اور تینوں قل پڑھے جائیں۔ صبح شام کی دعائیں پابندی سے پڑھی جائیں اور گھر اور گھر والوں پر پھونکی جائیں' ان شاء اللہ جادو کا اثر جاتا رہے گا' پریشانی دور ہو جائے گی اور اللہ سے خیر و عافیت کی خوب

① ترمذی۔ کتاب الرضاع : باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجها (ح ١١٦٣)
ابن ماجه۔ کتاب النکاح : باب حق المرأة علی الزوج (ح ١٨٥١)

دعائیں بھی کی جائیں۔ ناپسندیدہ لوگوں کو گھر میں نہ آنے دیا جائے۔

گھر والوں کے ساتھ کام کاج میں ہاتھ بٹایئے

آدمی گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ کاموں میں ہاتھ بٹائے' گھر کے مختلف نوعیت کے کاموں میں شریک رہے۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُخِيطُ ثَوْبَهُ وَ يَخْسِفُ نَعْلَهُ وَ يَكْنِسُ دَارَهُ وَ يَحْلِبُ شَاتَهُ وَ يَقُوْمُ بِخِدْمَةِ اَهْلِهِ وَ يَعْمَلُ مَا يَعْمَلُ الرَّجُلُ فِيْ بُيُوْتِهِمْ)) ①

''آپؐ اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگایا کرتے تھے۔ اپنی جوتی بھی خود ہی سی کر درست فرما لیا کرتے تھے۔ گھر کی صفائی فرما دیا کرتے تھے۔ بکری کا دودھ نکال دیا کرتے تھے۔ اپنے اہل خانہ کے کاموں میں ہاتھ بٹا دیا کرتے تھے۔ یعنی آدمی جس طرح اپنے گھر میں کام کاج کر لیتے ہیں۔ آپؐ بھی یہ کام کر لیا کرتے تھے۔ گھر میں پانی بھر دیا کرتے تھے۔ سبزی کاٹ کر دے دیا کرتے۔ روٹی پکانے کے لیے آٹا گوندھ کر دے دیتے۔ آپؐ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام میری شان کے خلاف ہیں''۔

محترم والدین! گھر میں بچوں کیلئے بہترین نمونہ بن جایئے

گھر میں میاں بیوی نیک صالح ہونے چاہئیں تا کہ پورے گھر کا ماحول نیک' دینی اور اچھا رہے۔ اگر ماں باپ اچھے نہیں' نیک نمازی نہیں تو نتیجتاً بچے بھی نیک اور نمازی نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

---

① الادب المفرد (ح ٥٤٨' ٥٥١) الشمائل الترمذی (ح ٣٤٣) مسند احمد ٦/٢٦٠

﴿وَ كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا﴾

(مریم)

''وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کی بارگاہ میں بڑے پسندیدہ اور مقبول تھے''۔

ماں باپ کو بچوں کے لیے بہت اچھا نمونہ ہونا چاہیے تاکہ بچے بھی ان کی اچھائیوں اور خوبیوں کی نقل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (سورة فرقان: ٢٥/٧٤)

''اور یہ (مؤمن مسلمان) یوں دعاء کرتے ہیں: ''اے ہمارے رب! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطاء فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا''۔

یعنی اے اللہ! ہمارے بچوں کو اپنا بھی فرماں بردار بنا اور ہمارا بھی اطاعت گزار، جس سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمیں بھی خیر و بھلائی میں اچھا نمونہ بنا دے، کہ وہ ہماری اقتداء و نقل کریں۔

اولاد کے سامنے لڑنا جھگڑنا

بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی خاندان گھر میں بغیر کسی نزاع کے زندگی گزار سکے، بے شک صلح بہترین طریقہ ہے اور حق کی طرف لوٹنا خوبی کی بات ہے لیکن جو چیز گھر کی شیرازہ بندی کو متزلزل کر دیتی ہے اور اندرونی امن و سلامتی کو ٹھیس پہنچاتی ہے وہ بچوں کے سامنے والدین کی لڑائی اور کشمکش ہے۔ اس سے بچے دو یا زیادہ کیمپوں میں بٹ جاتے ہیں اور گھر کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے۔ مزید یہ کہ لڑکوں پر اور بالخصوص چھوٹے بچوں پر نفسیاتی نقصانات مرتب ہوتے ہیں۔ ذرا اس گھر کی

حالت کے متعلق سوچیں کہ جس میں باپ لڑکے سے کہے ''اپنی ماں سے بات مت کرو'' اور ماں اس سے کہے ''اپنے باپ سے گفتگو بند کرلو'' اور یوں لڑکا بھنور میں اور نفسیاتی کرب و بے چینی کے درمیان پس رہا ہو اور سارے لوگ سخت اضطراب میں مبتلا ہوں۔ لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اختلافات نہ ہونے پائیں اور اگر ہو ہی جائیں تو انہیں چھپانے کی کوشش کرنی چاہیے ہم اللہ تعالیٰ سے دعاء گو ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کے درمیان الفت و محبت پیدا کرے۔ (آمین)

بچوں کو بامقصد تفریح اور کھیل فراہم کیجئے

کھیلوں کے لیے ایک خاص کمرہ یا خاص الماری ہونی چاہیے جس میں بچے اپنا کھیلوں کا سامان ترتیب کے ساتھ رکھ سکیں۔ یاد رہے کہ خلافِ شریعت اور عبث و بے مقصد کھیلوں سے پرہیز ضروری ہے۔ مثلاً: میوزک کا سامان اور اسی طرح جس میں صلیب ہو نو جوانوں کی دلچسپی کا زاویہ بھی گھر میں فراہم کرنا بہتر بات ہے۔ مثلاً: بڑھئی' الیکٹرانک' مکینک کے کام اور کمپیوٹر کے بعض جائز کھیل۔ اس مناسبت سے ہم اس خطرہ سے بھی آگاہ کر دیں کہ کمپیوٹر میں بعض ایسی چیزیں بنائی گئی ہیں جو مانیٹر پر عورت کی تصویر نہایت بدترین شکل میں پیش کرتی ہیں یا ایسی گیمز ہوتی ہیں جن میں صلیبیں ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ کمپیوٹر میں (قمار) جوئے کا بھی ایک کھیل ہے اور کھلاڑی چار دوشیزاؤں میں سے ایک منتخب کرتا ہے جو سکرین پر ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے فریق کی نمائندگی کرتی ہے۔ پس وہ اگر کھیل میں جیت گیا تو اس دوشیزہ کی تصویر بطور انعام بدترین شکل میں نکل کر سامنے آجاتی ہے۔

بچوں کو دوست بنائیے اور خوش رکھیئے

رسول اللہ ﷺ بچوں سے دل لگی کیا کرتے تھے' ان کے سروں پر دستِ شفقت پھیرتے تھے۔ ان کو بلانے میں دلچسپی لیتے تھے اور سب سے چھوٹے بچے کو

پہلا پھل دیتے تھے اور کبھی ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ جناب حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کے مطابق آپؐ کی دل لگی کی دو مثالیں پیش ہیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے اپنی زبان نکالتے تھے وہ آپؐ کی زبان کی سرخی کو دیکھتے تو اسے پکڑنے کی کوشش کرتے تھے۔ ①

جناب یعلٰی بن مرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، ہمیں ایک کھانے کی طرف بلایا گیا، یکا یک جناب حسین رضی اللہ عنہ راستے میں کھیلتے نظر آئے۔ آپؐ لوگوں کے سامنے ہی جلدی سے ان کی طرف چلے گئے اور ان کے آگے دونوں ہاتھ مکمل پھیلا لیے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کے دونوں ہاتھوں کے سامنے ادھر ادھر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں اور آپؐ ان کو ہنساتے رہے پھر آپ نے ان کو پکڑ لیا اور ان کا ایک ہاتھ ٹھوڑی (ذقن) کے نیچے اور دوسرا سر کے بیچ کیا اور ان کو بوسہ دیا۔ ②

گھر میں بچوں پر توجہ دیجیے

گھر میں بچوں پر بہترین اور بھرپور طور پر توجہ دینے کی مندرجہ ذیل چند صورتیں ہیں:

قرآن حفظ کرانا اور اسلامی کہانیاں سنانا

اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے کہ باپ اپنے بچوں کو اکٹھا کرے اور انہیں قرآن پڑھائے اور اس کی تشریح بھی کرے اور اس کے حفظ پر انعام بھی دے۔ بہت سے چھوٹے بچوں نے ہر جمعہ باپ کو سورۃ کہف تلاوت کرتے سن کر اسے

---

① رواه ابو الشيخ فى اخلاق النبى و شمائله۔

② ابن ماجه۔ المقدمة : باب فضل الحسن والحسين رضى الله عنهما (ح ١٤٤)

زبانی یاد کرلیا اور باپ نے بچوں کو اسلامی عقیدہ کے اصول سکھائے۔ مثلاً: جو حدیث میں وارد ہے تم اللہ کو یاد کرو' اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اور شرعی آداب اور دعائیں سکھائے۔ مثلاً: کھانے پینے' سونے جاگنے' چھینک آنے کی دعائیں' سلام کرنے' اجازت طلب کرنے کے طریقے اور بچوں کے لیے سب سے زیادہ مؤثر یہ ہے کہ ان کو اسلامی کہانیاں سنائی جائیں۔

مثلاً: نوح علیہ السلام اور ان کے طوفان کا واقعہ...... ابراہیم عع کے بتوں کو توڑنے اور آگ میں ڈالے جانے کا واقعہ...... موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانے اور اس کے غرق ہونے کا قصہ...... یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کا واقعہ...... یوسف علیہ السلام کا مختصر واقعہ...... نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے واقعات مثلاً: بعثت' ہجرت اور غزوات' بدر وخندق وغیرہ کے واقعات...... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس آدمی کے ساتھ معاملہ جو اپنے اونٹ کو بھوکا رکھتا تھا اور اس سے محنت مشقت لیتا تھا۔ اور صلحاء کے واقعات' مثلاً: جناب عمر رضی اللہ عنہ کا اس عورت کے ساتھ معاملہ جو اپنے بچوں کے ساتھ خیمے میں بھوکی تھی...... اصحاب الاخدود کا واقعہ...... سورہ ن میں باغ والوں کا واقعہ اور غار والوں کا واقعہ' ان کے علاوہ بہت سے واقعات ہیں جنہیں مختصراً بیان کرے اور مناسب جگہوں پر ملاحظات بھی پیش کرے۔ یہ پاکیزہ واقعات' ہمیں ان قصوں اور حکایتوں سے بے نیاز کردیں گے جو عقیدہ کے خلاف ہیں اور توہمات اور خرافات ہیں اور جو (جنوں پریوں وغیرہ کی) خوفناک کہانیاں ہوتی ہیں وہ بچوں کی نفسیات کو بگاڑ دیتی ہیں اور ان میں خوف اور بزدلی پیدا کر دیتی ہیں۔

بچپن سے بچوں کو نماز کا عادی بنا دیجئے

گھر میں اسلامی زندگی کی داغ بیل ڈالیں یعنی شروع ہی سے گھر کا ماحول نیکی والا ہو۔ بچوں کو نماز سکھائیں' صبح وشام کی دعائیں سکھائیں۔ کم از کم ہفتے میں

ایک بار سب گھر والوں کو جمع کر کے نماز اور دعاء سنیں' تاکہ اگر کوئی غلطی ہو خامی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مُرُوا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ سَبْعَ سِنِيْنَ)) ①

''اپنے بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز پڑھنے کا حکم دو''۔

یعنی بچپن سے ہی بچوں کو نماز سنت کے مطابق سکھائی جائے اور انہیں نماز کا مطلب سمجھایا جائے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور یہ نماز صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے سامنے قبلہ رخ ہو کر پڑھی جاتی ہے۔ لہٰذا احترام و ادب کے ساتھ اور صفائی ستھرائی کے ساتھ اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے۔

گھر میں نماز کے لیے اچھی جگہ کا اہتمام کیجئے

پورا گھر صاف ستھرا ہونا چاہیے اور پاکی طہارت کا اہتمام ہونا چاہیے۔ اگر بچوں کے ساتھ اتنا اہتمام نہ ہو سکے تو کم از کم ایک کمرہ یا جگہ تو ہر وقت بالکل پاک صاف رہنی چاہیے۔ جہاں بیٹھ کر عبادت کی جائے نماز پڑھی جائے' قرآن کی تلاوت کی جائے' اللہ کا ذکر کیا جائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (سورة يونس: ١٠/٨٧)

''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی (ہارون) کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے ان گھروں کو قبلہ رو رکھو اور (ان میں) نماز قائم کرو''۔

---

① ابوداؤد۔ کتاب الصلوۃ : باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ (ح ٤٩٤' ٤٩٥)
ترمذی۔ کتاب الصلاۃ : باب ماجاء متی یؤمر الصبی بالصلاۃ (ح ٤٠٧)

سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اپنے گھروں میں ایسی جگہ بنائیں جہاں عبادت کیا کریں۔ ①

آپؐ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِیْ يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ وَالْبَيْتُ الَّذِیْ لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ كَمَثَلِ الْحَیِّ وَالْمَيِّتِ)) ②

''جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ ہو تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے زندہ اور فوت شدہ کی''۔

یعنی گھر میں ذکر الٰہی کرنے سے دعائیں پڑھنے سے نماز اور عبادت کرنے سے گھر میں زندگی والا ماحول ہوتا ہے۔ خوشیاں ہوتی ہیں اور وہ گھر بڑا مبارک اور مسرتوں والا ہوتا ہے جہاں اللہ کی عبادت ہو۔ اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا' نماز وعبادت نہیں ہوتی' قرآن نہیں پڑھا جاتا تو اس گھر میں کوئی دینی زندگی نہیں۔ نہ وہاں حقیقی خوشیاں آسکتی ہیں۔ لہٰذا اپنے گھر کو عبادت قرآن کی تلاوت اور ذکر الٰہی سے زندہ رکھئے۔

اللہ کے سامنے بیوی بچوں کے بارے میں جواب دینے کی فکر کیجئے

گھر کے سب افراد کو نماز کا پابند بنایئے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طه: ١٣٢/٢٠)

''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود بھی اس پر قائم رہ (یعنی نماز باقاعدگی سے پڑھتا رہ)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

① تفسیر ابن کثیر (ص ٦٥٥) تفسیر طبری ١٧٤/١٥

② بخاری۔ کتاب الدعوات: باب فضل ذکر اللہ عز و جل (ح ٦٤٠٧)

مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین: باب استحباب صلاۃ النافلة فی بیته (ح ٧٧٩)

((مُرُوا اَبْنَاءَ کُمْ بِالصَّلَاةِ لِلسَّبْعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ بِعُشْرٍ)) ①

"سات سال کی عمر میں اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں بھی اگر وہ نماز نہ پڑھیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو"۔

پیارے نبی بچوں بڑوں سب پر بڑے شفیق اور رحم دل تھے۔ مگر آپؐ نے نماز نہ پڑھنے پر بچوں کو مارنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس لیے تاکہ یہ بچے نماز کے پابند ہو جائیں۔ بچپن ہی سے ان کی گھٹی میں نماز رچ بس جائے۔ اگرچہ سختی کر کے ہی انہیں نماز کا پابند بنایا جائے' تاکہ یہ جہنم کی آگ سے بچ جائیں اور جنت کے مستحق ہو جائیں۔ جب چھوٹے بچوں کے لیے آپؐ یہ حکم فرما رہے ہیں تو پھر بڑے بچوں اور بیوی یا شوہر پر تو اور زیادہ سختی کرنی چاہیے اور سب کو نماز کا پابند بنانا چاہیے۔ بعض نیک عورتوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ "ہمارے شوہر نماز نہیں پڑھتے کوئی طریقہ علاج بتایئے"۔ اسی طرح بعض مرد حاجی نمازی ہوتے ہیں مگر بیوی بچے نماز نہیں پڑھتے نہ فکر کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحريم:٦٦/٦)

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ"۔

اس میں مسلمانوں کو ان کی ایک نہایت اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور وہ ہے اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کی بھی اصلاح اور ان کی اسلامی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں۔ تاکہ یہ سب جہنم کے ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

مرد کو قیامت والے دن اللہ کے سامنے بیوی بچوں کے بارے میں جواب دینا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا:

---

① ابوداؤد۔ کتاب الصلاة : باب متى يؤمر الغلام بالصلاة (ح ٤٩٤' ٤٩٥)
ترمذی۔ کتاب الصلاة : باب ماجاء متى يؤمر الصبى بالصلاة (ح ٤٠٧)

((اِنَّ اللّٰهَ مُسَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ حَفِظَ اَمْ ضَيَّعَ حَتّٰى يُسْاَلَ الرَّجُلُ عَنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ)) ①

''اللہ تعالیٰ ہر نگراں و ذمہ دار سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھے گا۔ ان کی حفاظت کی یا انہیں ضائع کیا یہاں تک کہ آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے میں بھی پوچھے گا''۔

گھر میں نماز کی اصلاح کر دیجئے

مرد کو چاہیے کبھی کبھی بیوی بچوں کو گھر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھا دے۔ گھر والوں کی نماز کی اصلاح کے لیے انہیں نماز پڑھائی جائے تاکہ نماز میں یا قراءت میں کوئی غلطی ہو تو درست کر لیں۔ وہ آپ سے قراءت سنیں گے تو اصلاح کر لیں گے۔

نبی ﷺ نے ایک آدھ بار دوسرے گھروں میں جا کے مرد، عورت بچے کو نماز پڑھائی ہے اور سکھائی ہے۔ ②

ایک بار نبی ﷺ گھر میں رات کے وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی آپؐ کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے لگے۔ آپؐ نے نماز ہی میں ان کی اصلاح فرما دی اور پکڑ کر اپنے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ ③

سنت نفل گھر میں پڑھیے

سنت نفل گھر میں پڑھنے چاہئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

① صحیح ابن حبان (موارد ١٥٦٢) مصنف عبدالرزاق (٢٠٦٥٠) الصحيحة (١٦٣٦)

② بخاری۔ کتاب الصلاۃ : باب الصلاۃ علی الحصیر (ح ٣٨٠)
مسلم۔ کتاب المساجد : باب جواز الجماعة فی النافلة (ح ٦٥٨)

③ بخاری۔ کتاب الاذان : باب اذا قام الرجل عن یسار الامام فحوله (ح ٦٩٨)
مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین : باب صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ و سلم و دعائه باللیل (ح ٧٦٣)

((فَاِنَّ اَفۡضَلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِیۡ بَیۡتِهِ اِلَّا الۡمَكۡتُوۡبَةَ)) ①

"فرض کے علاوہ آدمی کا اپنے گھر میں دیگر نمازیں پڑھنا زیادہ افضل و بہتر ہے"۔

یعنی سنتیں نوافل وتر وغیرہ گھر میں پڑھنا مرد کے لیے بھی زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ تاکہ بیوی بچوں کو بھی نوافل کا شوق رہے اور گھر اللہ کی عبادت و اطاعت میں زندہ رہے۔ گھر کا ماحول اللہ کی عبادت اور نبی علیہ السلام کی سنتوں اور آپؐ کے طریقوں پر عمل کرنے والا ماحول بنا رہے۔ آپؐ نے فرمایا:

((اِذَا قَضٰی اَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِیۡ مَسۡجِدِهِ فَلۡیَجۡعَلۡ لِبَیۡتِهِ نَصِیۡبًا مِنۡ صَلَاتِهِ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِیۡ بَیۡتِهِ مِنۡ صَلَاتِهِ خَیۡرًا)) ②

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز پڑھ چکے تو گھر کے لیے بھی کچھ حصہ نماز میں سے رکھ چھوڑے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں اس کی نماز کے سبب سے خیر و برکت عنایت فرمائے گا"۔

سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَمَّا صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیۡ بَیۡتِهِ فَنُوۡرٌ فَنَوِّرُوۡا بُیُوۡتَكُمۡ)) ③

---

① بخاری۔ کتاب الاذان: باب صلاة اللیل (ح ۷۳۱)
مسلم۔ کتاب صلاة المسافرین: باب استحباب صلاة النافلة فی بیته (ح ۷۸۱)

② مسلم۔ کتاب صلاة المسافرین: باب استحباب صلاة النافلة فی بیته (ح ۷۷۸)
صحیح ابن خزیمه (۱۲۰۶)

③ابن ماجه۔ کتاب اقامة الصلوة: باب ماجاء فی التطوع فی البیت (ح ۱۳۷۵)
مسند احمد ۱/۱٤ صحیح ابن خزیمة کما فی الترغیب ۱/۲۷۹ مجمع الزوائد ۱/۲۷۰، ۲۷۱ ضعفه الالبانی فی ضعیف سنن ابن ماجه۔ اگرچہ اس سند کے ساتھ یہ روایت ضعیف ہے لیکن گھر میں نوافل ادا کرنے کی فضیلت پر دلالت کرنے والی دوسری روایات اس کے مفہوم کی شاہد ہیں۔ اس لیے اس کا ضعف ختم ہو جائے گا۔ (نقاش)

"گھر میں آدمی کا نماز پڑھنا نور ہے۔ لہٰذا اپنے گھروں کو منور رکھو"۔

عورت کو چاہیے کہ گھر کے اندرونی حصہ میں نماز پڑھے اس کا زیادہ اجر و ثواب ہے۔ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ)) ①

"عورتوں کے لیے سب سے بہتر مسجد ان کے گھروں کا اندرونی حصہ ہے"۔

ام سلمہؓ ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَ صَلَاتُهَا فِيْ حُجْرَتِهَا خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ دَارِهَا وَ صَلَاتُهَا فِيْ دَارِهَا خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِهَا)) ②

"عورت کا اندرونی کمرے میں نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور دالان میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور صحن میں نماز پڑھنا باہر جا کے قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے"۔

لیکن آپؐ نے عورت کو مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دی ہے اور جن لوگوں نے عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکا۔ آپؐ نے انہیں تنبیہ فرمائی۔ چنانچہ ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَ بُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ)) ③

"اپنی عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے منع نہ کرو اور ان کے گھر ان کے

---

① مسند احمد ٦/٢٩٧ مستدرك حاكم ١/٢٠٩ صحيح ابن خزيمه ١٦٨٣

② مجمع الزوائد ٢/٣٤ الترغيب والترهيب ١/٢٢٦ صحيح الجامع ٣٨٣٣

③ ابوداؤد۔ كتاب الصلاة : باب ماجاء في خروج النساء الى المسجد (ح ٥٦٧)

لیے بہتر ہیں''۔

لہٰذا عورتیں مسجد میں جا کر نماز پڑھ سکتی ہیں خاص طور سے نماز جمعہ اور عیدین کی نماز میں شرکت کے بہت سے فوائد ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا: ''نماز عید میں مسلمان عورتیں ضرور شریک ہوا کریں اگر کسی عورت کے پاس اوڑھنے کے لیے چادر یا برقعہ نہ ہو تو اپنی بہن (رشتہ دار) یا پڑوسن سے چادر' برقعہ لے کر نماز عید اور مسلمانوں کے ساتھ دعاء میں شریک ہو جائے''۔ ①

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور خلفاء اور بعد کے زمانے میں بھی عورتیں مسجد میں آ کر بھی نماز پڑھا کرتی تھیں۔ لہٰذا عورتیں مسجد میں آ کر نماز پڑھنا چاہیں تو انہیں روکا نہیں جائے۔ اور مرد کو فرض نماز مسجد میں آ کر ہی پڑھنی چاہیے۔ ''مؤمن کی بدبختی اور نامرادی کے لیے یہ بات کافی ہے کہ مؤذن کو نماز کے لیے تکبیر کہتے ہوئے سنے اور پھر بھی نماز کے لیے مسجد میں نہ آئے''۔

اہل وعیال کے ساتھ سکونت کا حکم جب کہ وہ نماز نہ پڑھتے ہوں

بے نماز اہل وعیال کے متعلق سعودی علماء سے جب فتویٰ طلب کیا گیا تو انہوں نے یوں جواب دیا:

''اگر یہ اہل وعیال بالکل نماز نہ پڑھیں تو وہ کافر ہیں' دائرہ اسلام سے خارج ہیں' ان کے ساتھ سکونت اختیار کرنا جائز نہیں۔ اس آدمی پر واجب ہے کہ وہ انہیں دعوت دیتا رہے' الحاح وزاری کے ساتھ بار بار دعوت دیتا رہے' شاید اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطاء فرما دے۔ تارکِ نماز کافر ہے۔ والعیاذ باللہ! کتاب وسنت کے دلائل' اقوال صحابہ اور صحیح نقطہ نظر کے مطابق

① بخاري۔ كتاب الحيض : باب شهود الحائض العيدين (ح ٣٢٤)
مسلم۔ كتاب صلاة العيدين۔ باب ذكر اباحة خروج النساء في العيدين الى المصلى (ح ٨٩٠)

یہی بات صحیح ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے۔

گھر میں سورۃ بقرہ پڑھیے

گھر میں موسیقی گانے بجانے کا کام نہیں ہونا چاہیے۔ یہ شیطانی کام ہیں اور گانے بجانے سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ ان فضول اور شیطانی کاموں کے بجائے گھر میں سورہ بقرہ پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ اس سورت کے پڑھنے سے نفاق دور ہو جاتا ہے اور گھر سے شیاطین اور برے جنات بھی بھاگ جاتے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِقْرَؤُا فِیْ بُیُوْتِکُمْ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَدْخُلُ بَیْتًا یُقْرَأُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ)) [1]

”تم اپنے گھروں میں سورہ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ جس گھر میں سورت بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ وہاں شیطان داخل نہیں ہوتا“۔

جب شیطان گھر میں نہیں آ سکے گا تو پھر ان شاء اللہ اس گھر میں اللہ کی رحمت ہو گی' عبادت و اطاعت ہو گی' چین سکون راحت اور خوشیاں اس گھر میں ہوں گی۔

گھر میں آیت الکرسی ضرور پڑھیے

گھر میں صبح شام آیت الکرسی ضرور پڑھ لینی چاہیے۔ رات کو سوتے ہوئے بھی جہاں آیت الکرسی پڑھی جاتی ہے وہاں سے جنات' شیاطین بھاگ جاتے ہیں اور اس گھر کی حفاظت ہوتی ہے۔ آیت الکرسی کی فضیلت میں کئی واقعات احادیث کی کتابوں میں بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ صدقۃ الفطر کے مال کی حفاظت کے لیے

[1] مستدرك حاكم ١/٥٦١ موقوفًا و مرفوعًا و الموقوف اصح و صححه الحاكم علی شرط الشیخین و وافقه الذهبی۔

نبی ﷺ نے ایک بار سیدنا ابو ہریرہؓ کو مقرر فرمایا' تین دن تک مسلسل ایک شخص مال چوری کرنے آیا۔ تیسرے دن پکڑے جانے پر رہائی کے وعدے پر یہ بتا کر گیا کہ آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو پھر کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ جب سیدنا ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپؐ نے فرمایا: بات صحیح بتا گیا ہے مگر ہے وہ شیطان۔ ① اسی طرح شہر بصرہ میں ایک تاجر آیا اس نے رہنے کے لیے مکان تلاش کیا لیکن کوئی مکان خالی نہ ملا۔ کچھ لوگوں نے بتایا کہ ایک مکان خالی ہے۔ مگر اس میں ڈر اور خوف کی وجہ سے کوئی بھی نہیں رہ سکتا۔ تاجر نے کہا ''میں رہوں گا''۔ رات کو جب لیٹا تو عجیب ڈراؤنی چیزیں' شکلیں نمودار ہونے لگیں۔ خوفناک آوازیں آنے لگیں' یہ تاجر مسلسل آیت الکرسی ہی پڑھتا رہا اور پھر کچھ دیر بعد اسے آگ کا ایک شعلہ جلتا ہوا نظر آیا اور پھر وہ شعلہ خاک ہوگیا اور ڈراؤنی کیفیت اور آوازیں ختم ہوگئیں۔ صبح جب وہ سو کر اٹھا تو آواز آئی' کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اس شخص نے آیت الکرسی سے ہمارے سردار جن کو جلا دیا''۔

رات کو گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کیجئے

گھر میں قرآن مجید کی تلاوت پابندی سے کرنی چاہیے۔ رات کو سوتے ہوئے سورۃ ملک پڑھنے کی بہت فضیلت ہے۔② رات کو نماز میں قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں آتا ہے۔ جب وہ سفر سے واپس اپنے گھر آتے اور دروازے پر پہنچتے تو بیوی بچوں کی قرآن پڑھنے کی آواز آتی' وہ دیر تک کھڑے سنتے رہتے۔

بخاری شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دن میں خاندان

① بخاری۔ کتاب الوکالة : باب اذا وکل رجلا فترك الوكيل شيئا (ح ۲۳۱۱)

② ترمذی۔ کتاب فضائل القرآن : باب ماجاء فی فضل سورة الملك (ح ۲۸۹۱' ۲۸۹۲)

اشعری کے گھر نہیں جاتا لیکن رات کو قرآن کی تلاوت سے ان کے گھر پہچان لیتا ہوں''۔ ① یعنی قرآن مجید اتنی اچھی آواز سے اشعری خاندان کے لوگ تلاوت کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی خوبصورت آواز سن کر پہچان جاتے تھے۔ یہ میرے فلاں صحابی قرآن پڑھ رہے ہیں۔ یہ ان کا گھر ہے' اس گھر سے ابو موسیٰ اشعری کی آواز آ رہی ہے' یہ ان کا گھر ہے۔ اس گھر سے (عبداللہ اشعری) کی آواز آ رہی ہے' یہ ان کا گھر ہے۔ کتنی خیر و برکت والا زمانہ تھا کہ مسلمانوں کے گھروں سے رات کے وقت قرآن مجید پڑھنے کی آوازیں آتی تھیں۔ آج مسلمانوں کے گھروں سے ٹی وی پر ڈراموں' فلموں کی آوازیں گونجتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک اعمال کی ہدایت دے۔ آمین

اگر ان چند امور کو ہی خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ اپنا لیا جائے تو نہ صرف یہ کہ ہماری اور ہمارے خاندانوں کی زندگیاں شاہراہ عمل پر محو سفر ہو جائیں گی اور ہم سعادتوں بھری پُرسکون اور کامیاب و کامران زندگی گزار کر آخرت میں جنت کے حق دار بن جائیں گے بلکہ ہم اپنے گھرانوں کو کفر و الحاد کی آندھیاں جو عالم کفر کی طرف سے میڈیا وار کی شکل میں مسلم امت کو بہائے لیے چلے جا رہی ہیں' سے اپنے گھروں کو بربادی سے بھی بچا سکیں گے اور ان گھروں کو دنیا میں ہی نمونہ جنت بنا لیں گے ان شاء اللہ۔ اللہ کریم ہمیں اس کی توفیق دے واللہ المستعان و ما توفیقی الا باللّٰہ

① بخاری۔ کتاب المغازی: باب غزوۃ خیبر (ح ۴۲۳۲)
مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ: باب من فضائل الاشعرین رضی اللّٰہ عنھم (ح ۲۴۹۹)

خاتمہ

آخر میں اے میرے مسلمان بھائی!

آپ نے خوب پہچان لیا اور یاد کرلیا اور ہر قسم کی برائی اور معصیت آپ پر بالکل واضح ہو چکی ہے۔ اور ان کے خطرناک نتائج اور حرام اعمال و اشیاء کے دلائل آپ تک بھی پہنچ چکے ہیں لہٰذا آپ کے ذمہ صرف اتنی سی کوشش رہ گئی ہے۔ کہ آپ برائی کو نیکی سے بدلنے کی کوشش کریں۔ سب مسلمانوں کی خیر خواہی چاہیں۔ اور برائی اور معصیت کے قریب بھی جانے سے بچیں۔ اس عمل کے لیے باطل اور اہل باطل سے ہرگز مرعوب نہ ہوں۔ اور شہر اور اہل شہر کا خوف دل میں قطعًا نہ لائیں۔ پس اب اللہ سے مدد طلب کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ برادری کیا کہے گی؟ خاندان میں ایڈجسٹ کیسے ہو سکیں گے؟...... محلّہ میں لوگوں کا رویہ کیسا ہو گا؟...... مشکلات مصائب کے پہاڑ سینہ تانے کھڑے ہیں...... اب تو گھر کی اصلاح بہت مشکل ہے۔ اب تو دیر ہو چکی۔ یہ تو بہت پہلے کے مرحلے تھے...... اب بیوی بچے نجانے ان تبدیلیوں کو قبول کریں گے یا نہیں...... ان تمام خدشات کو پس پشت ڈال کر آج سے ہی اللہ سے کامیابی کی امید کے ساتھ اللہ بزرگ و برتر کا نام لے کر اصلاح احوال کی کوشش آپ شروع کر دیں تو اچھے اور بہترین نتائج اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا۔ ان شاء اللہ

اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں

''گھر''، مسلم معاشرے کی ایسی تربیت گاہ ہے کہ جہاں صالح، مثالی اور انقلابی افراد جنم لیتے ہیں اور بہترین تربیت کے سانچے میں ڈھل کر ایک مضبوط صالح اور پاکیزہ خاندان کی بنیاد رکھتے ہیں۔ پھر یہ خاندان ہی ملک وملت کی باگ ڈور سنبھالتے ہیں اور اسے مستقل و پائیدار اور اعلیٰ بنیادوں پر قائم کر کے چلاتے ہیں۔

یہاں سے ہی ایسے صف شکن مجاہد اور اسلام کا درد رکھنے والے گوریلے پیدا ہوتے ہیں جو کفر کی نیندیں حرام کر دیتے ہیں۔ یوں عالمِ اسلام کو تباہ کرنے کی ناپاک سازشیں اور جسارتیں کرنے والا کفر اپنے آپ کو بچانے کی فکر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہی مجاہد بنیاد پرست راسخ العقیدہ اور حریت پسند فدایانہ انداز میں ایسے انقلابی و جہادی نصب العین کو سینے سے لگائے ہوئے ہوتے ہیں کہ جس کے ذریعہ امت مسلمہ کو ذلتوں' پستیوں' بزدلیوں' مصیبتوں اور بدنامیوں سے نکال کر اس کا کھویا ہوا بلند و بالا اور باعظمت وقار حاصل ہو سکے۔ جبکہ پوری دنیا کے کفار بالخصوص ہنود و یہود اور صلیبی! امت مسلمہ کی تباہی کے لیے کمربستہ ہو چکے ہیں۔ انہوں نے یہ سازشی منصوبہ بنایا ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کے اس مضبوط خاندانی نظام کو ہی تباہ کر دیں کہ جس کی بنا پر ایسے افراد جنم لے رہے ہیں کہ جو نہ صرف یہ کہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرأت رکھتے ہیں بلکہ ان کو اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہیں۔ اس کے تدارک کے لیے انہوں نے مسلم گھرانے کو اس کی بنیادوں سے ہی اکھاڑ پھینکنے کی غرض سے کھربوں ڈالر سالانہ وقف کر رکھے ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے ایسی چیزوں کو دیدہ زیب اور پرکشش بنا کر پیش کرنا شروع کر دیا ہے کہ جن سے دین اسلام نے سختی سے منع کیا ہے اور جو گھروں کو اخلاقی' معاشی اور دینی و دنیاوی اعتبار سے تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔ 2025ء تک ان کا یہ پروگرام ہے کہ مسلم گھرانوں کے مضبوط نظام کو بالکل تباہ کر دیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ان کے ذرائع ابلاغ الیکٹرانک میڈیا (ٹی وی' ڈش' انٹرنیٹ' کیبل) اور پرنٹ میڈیا (اخبارات و جرائد اور کتب) وغیرہ خاص طور پر ان کے مشن کو مسلمانوں میں آگے بڑھا رہے ہیں۔

یہ کتاب اسی بات کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے کہ ان ذرائع و اسباب سے آگاہی حاصل کی جائے کہ جن کے ذریعہ کفر ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتا ہے' تاکہ اپنے خاندانوں اور مسلم گھرانوں کو تباہی و بربادی سے بچایا جا سکے۔ یہ بربادی کس کس طرح ہمارے گھروں میں داخل ہو رہی ہے؟......اور اس سے ہم نے اپنے آپ کو کیسے بچانا ہے؟......یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔

آیئے!......اپنے گھروں کو بربادی سے بچانے کے لیے آگاہی حاصل کریں۔

دارالابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ